لطائف

خواجہ ناصر الدین

یعنے

ترکوں کے شیخ چلی کے لطیفے

منشی محبوب عالم صاحب ایڈیٹر پیسہ اخبار لاہور نے
اصلی ترکی زبان سے اردو میں ترجمہ کئے

چوتھی مرتبہ سنہ ۱۹۰۶ع میں

کارخانہ پیسہ اخبار کے لئے
بمطبع خادم التعلیم سٹیم پریس لاہور میں باہتمام میاں عبدالمجید شائع ہوئے

کارخانہ پیسہ اخبار کی اسلامی کتابیں

علم الکلام

امام ابو حامد محمد الغزالی رحمۃ اللہ علیہ کے علم الکلام کی مشہور کتاب الاقتصاد فی الاعتقاد کا اردو ترجمہ مولوی محمد فیض الحسن صاحب مولوی فاضل نے کارخانہ پیسہ اخبار کے لیے سلیس زبان میں کیا امام غزالی کا پایہ جس قدر مسلمان مصنفین میں اعلیٰ و افضل ہے وہ محتاج بیان نہیں حجم ۲۱۰ صفحہ قیمت ۱۲

فیض الرحمٰن فی تسہیل القرآن

شیخ غلام حیدر صاحب ہیڈماسٹر گورنمنٹ پنشنر نے اس کتاب میں سات فہرستیں قرآن مجید کے مطالب سمجھنے اور معانی کی تحقیق کے لیے ترتیب دے کر درج کی ہیں۔ عاشقان کلام اللہ ضرور اس عجیب و غریب مجموعہ مطالب قرآنی کو [illegible] لطف اور ہدایت حاصل کریں۔ حجم ۱۴۲ صفحہ قیمت عہ

عربی بول چال

اس میں عربی بول چال کو نہایت [illegible] بول چال اور عربی بولنے سیکھنے کا طریقہ بتایا گیا ہے۔ ابتدا میں دو ہزار عربی الفاظ معہ معانی روزمرہ گفتگو کے چار ہزار فقرات محاورات معہ ترجمہ درج کئے گئے ہیں۔ عربی زبان سیکھنے کے لئے آج تک اس سے بہتر کتاب تیار نہیں ہوئی حجم ۱۹۰ صفحہ۔ قیمت عہ

زیور ایمان

فقہ اسلام کی اکثر کتابیں عربی فارسی میں موجود ہیں جن کے مسایل عوام تک نہیں پہنچ سکتے۔ اس لئے فتاویٰ عالمگیری۔ قاضی خان۔ در مختار اور دیگر مستند کتابوں کے تمام ضروری اور معتبر مسایل منشی عبد الکریم صاحب نے سلیس اردو زبان میں ایک جگہ جمع کر دیے ہیں۔ منشی صاحب کی عرق ریزی اور محنت سے ہر صاحب علم مسلمان کو فایدہ اٹھانا چاہئے اور اس کتاب کا ضرور مطالعہ کرنا چاہیے حجم ۲۰۸ صفحہ قیمت ۸ر

خواجہ ناصر الدین

یعنی ترکوں کے شیخ چلی کے لطیفے

قسطنطنیہ یا ترکوں کے دیگر بلاد میں مدت تک رہ کر خواجہ ناصرالدین کے لطیفے نہ سننا ایک ناممکن امر ہے۔ ناصرالدین خواجہ یا استاد ترکوں میں ایسا گذرا ہے۔ کہ جس کی ترکات و سکنات و گفتار کی بابت ہمیشہ دلچسپ باتیں ہوا کرتی ہیں۔ کسی کو معلوم نہیں کہ وہ کون تھا اور کب سے کب تک زندہ رہا۔ شاید وہ کبھی ہوا ہی نہیں۔ مگر اس میں کلام نہیں کہ سلطان المعظم کی وسیع سلطنت میں یہ ایک دلچسپ مشغلہ ہوا ہے۔ ہندوستانی ناظرین خواجہ ناصرالدین کو ٹرکی کا شیخ چلی یا ملّا دو پیازہ سمجھ لیں۔

وہ ایک ہی وقت میں گنوار بھی ہے۔ فلاسفر بھی۔ ہیرو بھی اور مسخرہ بھی اس سے محبت بھی کی جاتی ہے اس کی باتوں پر ہنسا بھی جاتا ہے جو عقل

اُس کے ذاتی تجربات سے اسے حاصل ہوئی ہے۔ وہ فقہ کے مسایل سے کم معقول نہیں سمجھی جاتی۔ کیونکہ ایک معقول کہانی یا تمثیل سے کوئی معاملہ بڑھ کر بنی نوع اِنسان کی طرح ایک ترک کے دِل پر موثر نہیں ہو سکتا۔ ترک ناصرالدین کو خوجہ (یعنے استاد یا مدرس) کہہ کر پکارتے ہیں اور وہ خواجہ کا تلفظ حائے حطی سے بطور "خوجہ" کرتے ہیں۔ مَیں نے مناسب سمجھا ہے۔ کہ ترکی زبان کی دو مختلف کتابوں میں خواجہ ناصرالدین کے جو لطیفے درج ہیں انھیں اردو خوان ناظرین کی دلچسپی کے لیے اردو میں ترجمہ کروں۔ مَیں نے اس ترجمہ میں کہیں کہیں ترکی زبان کی رعایت کا بھی خیال رکھا ہے +

خواجہ ناصر الدین آفندی کے لطیفے

لطیفہ (۱)

ایک دن خواجہ نصیر الدین[1] آفندی وعظ کے لئے منبر پہ چڑھا اور کہا کہ اے مومنو تم جانتے ہو کہ میں تمہیں کیا کہنے کو ہوں۔ انہوں نے کہا کہ خواجہ آفندی بھلا ہمیں کیا معلوم ہے جو آپ کیا فرمانا چاہتے ہیں۔ اُس نے کہا کہ بھلا تمھیں بتلانے سے کیا فایدہ جنہیں اِتنا بھی معلوم نہیں کہ میں کیا کہونگا۔ ایک مرتبہ پھر خواجہ منبر پہ چڑھا اور پوچھنے لگا کہ مومنو جانتے ہو میں تمھیں کیا بتلاؤں گا۔ لوگوں نے جواب دیا۔ ہاں ہم جانتے ہیں۔ خواجہ یہ کہتے ہوئے منبر سے اُتر آیا کہ جو لوگ پہلے ہی جانتے ہیں اُنھیں بتلانے سے کیا فایدہ۔ ایک اور موقع پہ پھر خواجہ منبر پر چڑھا اور وہی سوال پوچھا کہ تم جانتے ہو۔ میں کیا بیان کرونگا۔ حاضرین میں سے بعض نے کہا کہ ہم جانتے ہیں اور بعض نے کہا ہم نہیں جانتے۔ (کیونکہ لوگوں نے آپس میں یہ امر پہلے سے قرار دے لیا تھا کہ اب تو خواجہ کو کچھ نہ کچھ جواب دینا ہی پڑیگا) خواجہ نے یہ سنکر کہا کہ بہت خوب مجھے اب بھی کچھ تمہیں کہنے کی ضرورت نہیں کیونکہ تم میں سے جو جانتے ہیں وہ دوسروں کو بتلادیں جو نہیں جانتے۔ کہ میں کیا کہوں گا۔

لطیفہ (۲)

ایک روز خواجہ نصیر الدین آفندی سے کہا کہ اے مسلمانو خدا نے

---

[1] ترک اس نام کو تین طرح لکھتے ہیں یعنے ناصر الدین۔ نصیر الدین۔ نصر الدین ۱۲

تعالیٰ کا کس قدر شکر گذار ہونا چاہیئے کہ اونٹ کو پر نہیں دئے ورنہ وہ تمہارے گھروں کی چھتوں یا دوکانوں پر چڑھ جاتا اور تمہارے سروں پر پیشاب کیا کرتا +

لطیفہ (۳)

ایک روز خواجہ آفندی نے ایک شہر میں منبر پر چڑھ کر کہا کہ اے مسلمانو اس شہر کی ہوا اور میرے شہر کی ہوا یکساں ہے۔ لوگوں نے کہا خواجہ آفندی تم نے کیسے پہچانا۔ خواجہ نے جواب دیا کہ میں نے آق شہر (سفید شہر) کو دیکھا ہے جتنے ستارے وہاں ہیں اتنے ہی یہاں بھی ہیں +

لطیفہ (۴)

ایک روز خواجہ حمام میں داخل ہوا۔ دیکھا کہ وہاں کوئی دوسرا شخص نہیں تیہ باشی (حمام میں کیسہ کرنے والے سے) باتیں کرنے لگا۔ حمام کے گنبد کی گونج سے اسے معلوم ہوا کہ میری آواز نہایت دلکش ہے۔ اس وہم میں فوراً حمام سے نکل کر سیدھا ایک مسجد کے اذان دینے کے مینار پر جا چڑھا۔ اور دوپہر کے وقت اذان کہنے لگا۔ ایک شخص نے نیچے سے دیکھ کر پکارا کہ کیا دیوانہ ہوا ہے جو ایسی کریہ آواز سے سا تھ بے وقت اذان کہتا ہے خواجہ فوراً نیچے اتر آیا اور کہنے لگا۔ کیا اچھا کوئی مخیر شخص یہاں ایک حمام بنا دے اور مجھے اس کریہ آواز سے چھوڑا دے +

لطیفہ (۵)

ایک شب خواجہ نے خواب میں دیکھا کہ اسے نو اشرفیاں دی گئی ہیں

اس نے ہاتھ پھیلا کر کہنا شروع کیا کہ یا اللہ دس تو کر دے۔ پھر ساتھ ہی کہا کہ نہیں تو یہ اور دس اور یعنے اُنیس کر دے۔ اسی جھگڑے میں اس کی نیند کھُل گئی۔ دیکھا کہ ایک اشرفی بھی موجود نہیں ہے۔ فوراً آنکھیں بند کر کے اور ہاتھ پھیلا کر کہا کہ "اچھا باری تعالیٰ نو اشرفیاں ہی سہی"۔

لطیفہ (۶)

ایک روز خواجہ جنگل کو نکل گیا۔ دیکھا کہ سامنے سے چند سوار آ رہے ہیں۔ خواجہ آفندی فوراً ایک مقبرہ کی طرف بھاگ گیا جو قریب ہی تھا۔ اور برہنہ ہو کر ایک قبر کے سوراخ میں گھس گیا۔ سواروں نے خواجہ کو دیکھ لیا تھا۔ ان میں سے ایک نے قریب آکر اُسے کہا کہ بھلے آدمی تو یہ کیا کرتا ہے اس پہ جب خواجہ سے اور کچھ جواب نہ بن پڑا تو کہنے لگا کہ میں اہل قبور سے ہوں۔ اب تمہاری خاطر یہاں تھوڑا سا آیا ہوں۔

لطیفہ (۷)

ایک روز خواجہ ایک باغ میں گھس گیا۔ جہاں سے کچھ گاجریں اور کچھ شلغم گھسوٹ لئے۔ اور جلدی میں کچھ تو تھیلے میں بھر لئے اور کچھ ابھی ہاتھوں ہی میں تھے کہ باغبان سر پہ پہنچ گیا۔ خواجہ کے ہاتھ پاؤں پھول گئے۔ اس نے پوچھا کہ تو یہاں کیا کر رہا ہے۔ خواجہ نے گھبرا کر کہا کہ رات کو آندھی بڑی سخت آئی تھی مجھے اُٹھا کر یہاں پھینک گئی۔ اس پہ باغبان نے کہا کہ یہ شلغم وغیرہ کس نے کھود لئے ہیں۔ خواجہ نے کہا جب مجھے آندھی اِدھر سے اُدھر پھینکتی تھی تو میں جس چیز کو پکڑتا تھا۔ تو وہ زمین سے میرے ہاتھوں

اکھڑ آتی تھی۔ باغبان نے خفا ہو کر کہا کہ یہ تھیلہ کس نے بھر دیا۔ اُس نے جواب دیا کہ جب تم آئے تھے اس وقت میں خود اسی فکر میں تھا کہ تھیلا کیسے بھر گیا +

لطیفہ (۸)

ایک روز خواجہ آفندی رحمتہ اللہ علیہ شہر قونیہ میں جا پہنچا اور ایک حلوائی کی دوکان میں داخل ہو کر بسم اللہ کہہ کر حلوا کھانے لگا۔ حلوائی نے کہا کمبخت کیا کرتا ہے۔ اور یہ کہہ کر خواجہ کو مارنے لگا۔ خواجہ نے کہا۔ قونیہ کیا اچھا شہر ہے جہاں مار مار کر حلوا کھلاتے ہیں +

لطیفہ (۹)

رمضان شریف کے مہینہ میں خواجہ نصرالدین آفندی نے اپنے دل میں خیال کیا کہ لوگوں کی طرح مجھے بھی مناسب ہے کہ روزے رکھا کروں۔ اس لیئے بہتر ہے کہ مٹی کے برتن میں ہر روز ایک سنگریزہ ڈال دیا کروں گا۔ چنانچہ اُس نے ایک برتن حاصل کر کے اس میں ہر روز ایک سنگریزہ ڈالنا شروع کیا۔ اتفاقاً ایکروز خواجہ کی دختر نے اُسی برتن میں مٹھی بھر کر سنگریزے ڈال دیئے پچیسویں روزہ کے دن لوگوں نے خواجہ سے سوال کیا کہ آج کون سا روزہ ہے۔ اس پر اُس نے کہا ذرا ٹھہرو میں ابھی حساب کر کے بتلاتا ہوں۔ برتن کے سنگریزے گنے تو ایکسو بیس نکلے۔ خواجہ نے دل میں سوچا کہ اگر یہ سب بتلا دیئے تو لوگ بے وقوف کہیں گے۔ اس لیئے آکر جواب دیا کہ آج پنتالیسواں روزہ ہے۔ لوگوں نے کہا خواجہ کیا کہتے ہو مہینے تو صرف تیس دن ہوتے ہیں اور تم پنتالیسواں روزہ بتلاتے ہو خواجہ نے جواب دیا کہ میں نے تو نہایت سوچ سمجھ کر یہ جواب دیا ہے ورنہ اگر برتن

کا ٹھیک ٹھیک حساب بتلاتا تو آج ایک سو بیسواں روزہ تھا۔

لطیفہ (۱۰)

ایک روز لوگوں نے خواجہ سے سوال کیا کہ خواجہ آج چاند نیا چڑھا ہے پرانا چاند کہاں چلا جاتا ہے۔ جواب دیا کہ اسے توڑ توڑ کر ستارے بنا لیتے ہیں۔

لطیفہ (۱۱)

ایک روز خواجہ نے ایک قافلہ کے ساتھ شہر سے باہر چلے جانے کا ارادہ کیا۔ خواجہ کے پاس ایک اونٹنی تھی۔ دل میں کہنے لگا کہ باری تعالیٰ پیدل جانے سے تو سوار ہونا اچھا ہے تو میں اپنی اونٹنی پر کیوں نہ سوار ہو لوں لیکن ابھی تھوڑی دور گئے تھے کہ اونٹنی کا پاؤں پھسل گیا اور خواجہ نیچے گر گیا۔ مگر گرنے میں اونٹنی اُس کے اوپر جا پڑی۔ خواجہ دیوانہ وار چلّانے لگا کہ مسلمانوں اس کمبخت اونٹنی کی بے انصافی دیکھو۔ کہ اب مجھ پر سوار ہو گئی ہے۔ جب لوگوں نے خواجہ کو اونٹنی کے نیچے سے نکالا تو ہوش سنبھال کر بولا۔ اس خائن اونٹنی نے مجھ پر کتنا ظلم کیا ہے۔ تم اگر اسے تھامے رہو تو میں اس کا گلا کاٹ کر اچھا بدلا لے لوں۔

لطیفہ (۱۲)

ایک روز خواجہ نے ایک اقچہ[۱] کے نَو انڈے خریدے اور دوسری جگہ نصف اقچہ کو بیچ ڈالے۔ لوگوں نے اس کی وجہ دریافت کی تو خواجہ نے

---

[۱] اقچہ ایک قدیم ترکی سکہ ہے۔

جواب دیا کہ دوست ہماری نسبت بھی اتنا تو کہا کریں گے کہ یہ خرید و فروخت لین
تجارت ، بھی کیا کرتے تھے +

لطیفہ (۱۳)

خواجہ نصیر الدین ایک روز ایک دریا کے کنارے جا رہا تھا کہ دس اندھے بھی وہاں جا پہنچے۔ یہ دریا سے عبور کرنا چاہتے تھے۔ خواجہ کے ساتھ انکی یہ قرارداد ہوئی کہ ایک ایک کرکے سب کو دریا پار لیجائے اور ہر ایک کے بدلے ایک ایک پیسہ اسے مل جائیگا۔ چنانچہ جب وہ ایک ایک کرکے نو کو دریا کے دوسرے کنارہ پر پہنچا چکا اور دسویں کو لے جا رہا تھا کہ ناگہاں پانی زیادہ آگیا اور اندھا بہ گیا۔ دوسرے اندھے اس پر شور وفغاں کرنے لگے۔ خواجہ نے کہا کیوں بے فایدہ فریاد کرتے ہو۔ مجھے دسواں پیسہ نہ دینا +

لطیفہ (۱۴)

ایک روز خواجہ جنگل میں گذر رہا تھا کہ اُسے سامنے سے ایک بیل آتا ہوا نظر پڑا۔ خواجہ اسے پکڑ کر سیدھا گھر لے آیا اور ذبح کرکے اس کا چمڑا اُتار لیا۔ بیل کا مالک شور وفغاں کرتا ہوا خواجہ کے گھر کے سامنے سے گذرا۔ خواجہ نے اپنی بیوی کو کہا۔ اے بیوی اگر تو بیل کی کھال نکال لائے تو مَیں اس شخص کو دکھلا کر اس کا منہ تو کالا کروں۔ (گویا خواجہ بعض موقعوں پر اس قدر ڈھیٹھ اور بے ست ہو جاتا تھا کہ بجائے اس کے کہ اس فعل سے خود شرمسار ہوتا۔ پیچھے کو شرمسار کرنا چاہتا تھا) +

لطیفہ (١٥)

ایک روز خواجہ نصیر الدین آفندی بازار سے گذر رہا تھا۔ ایک ملاقاتی نے سوال کیا کہ خواجہ آج چاند کی تیسری یا چوتھی تاریخ ہے۔ خواجہ نے جواب دیا کہ میں چاند کی خرید و فروخت تھوڑی ہی کیا کرتا ہوں جو مجھے یہ بات معلوم ہو"

لطیفہ (١٦)

ایک روز خواجہ نے ایک نردبان کو کندھے پر اُٹھا کر ایک باغیچہ کی دیوار کے ساتھ لگا دیا۔ اور نردبان کے ذریعہ سے دیوار پر چڑھ کر نردبان کھینچ کر باغ کے اندر لٹکا دی اور باغ میں داخل ہو گیا۔ باغبان یہ حال دیکھ رہا تھا۔ اُس نے پوچھا تو کون ہے اور کیا کر رہا ہے۔ خواجہ نے کہا کہ میں نردبان بیچ رہا ہوں۔ باغبان نے کہا۔ نردبان بیچنے کے لئے بھی تم نے اچھی جگہ تلاش کی ہے۔ خواجہ نے جواب دیا۔ اے احمق۔ نردبان خواہ کہیں پڑی ہو وہیں بک سکتی ہے۔

لطیفہ (١٧)

ایک روز خواجہ اپنے مرغوں کو ایک ایک پکڑ کر ایک کپڑے کی دھجی زور زور سے ان کے گلوں کے گرد باندھ کر کھینچتا جاتا تھا۔ تاکہ وہ بھاگ نہ جائیں مگر وہ سب گلا گھُٹ کر مرتے جاتے تھے۔ لوگوں نے پوچھا خواجہ انھیں کیا ہوا۔ جواب دیا کہ ان کی آنکھیں پھر گئی ہیں ان کا ماتم کر رہے ہیں۔

لطیفہ (۱۸)

ایک روز خواجہ کے صحن میں ایک بیل گھس آیا۔ خواجہ لاٹھی ہاتھ میں لیکر اسے مارنے لگا جس پر بیل بھاگ گیا۔ اگلے ہفتہ میں وہی بیل ایک ترک گاڑی میں جوتہ کر ادھر سے گزر رہا تھا۔ خواجہ نے اُسے دیکھتے ہی وہی لاٹھی اٹھائی اور بیل کو کئی ضربیں ماریں۔ بیل کے مالک ترک نے کہا ارے تو کون ہے جو میرے بیل کو مارتا ہے۔ خواجہ نے کہا۔ جاہل کتے۔ بیل اپنا قصور جانتا ہے کیا وہ بھی بولا ہے؟

لطیفہ (۱۹)

ایک روز خواجہ نے وصیت کی کہ مرنے کے بعد مجھے کسی پرانی قبر میں دفن کرنا۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ اس کی وجہ کیا ہے۔ خواجہ نے کہا۔ جب منکر و نکیر مجھ سے سوال کرنے آئیں گے تو میں انہیں کہہ دوں گا کہ تم دیکھتے نہیں کہ میری تو قبر بھی پرانی ہے (تاکہ فرشتے پرانی قبر سمجھ کر کوئی سوال نہ پوچھیں)۔

لطیفہ (۲۰)

ایک روز خواجہ نے سیاہ لباس پہن لیا۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ خواجہ کون مر گیا ہے جس پر تم نے ماتمی لباس پہنا ہے۔ خواجہ نے جواب دیا کہ میرے بیٹے کا باپ مر گیا ہے جس کا ماتم کر رہا ہوں۔

لطیفہ (۲۱)

ایک روز خواجہ کسی دور مقام سے آ رہا تھا اس لئے اسے حرارت معلوم ہونے لگی سامنے ایک چشمہ نظر پڑا جس کی ٹونٹی ایک لکڑی کے منہ کی ہوئی تھی پانی پینے کے

آئے؟ کیونکہ ہمارا اسباب تو سب یہیں آ گیا ہے؟

لطیفہ (۴۴)

ایک روز خواجہ نے اپنے ایک ہمسایہ سے ایک لگن کسی ضرورت کے لئے مانگا اور کام ہو چکنے کے بعد اس میں ایک چھوٹی سی رکابی رکھ کر اس کے مالک کے گھر واپس کیا۔ مالک نے رکابی کو دیکھ کر کہا کہ یہ کیا چیز ہے۔ خواجہ نے جواب دیا تمھارے لگن نے بچّہ دیا ہے۔ مالک نے رکابی بھی لے لی۔ ایک روز پھر خواجہ اُس سے لگن مانگ لایا۔ جب پانچ چھ روز گذر گئے اور لگن مالک کے گھر واپس نہ پہنچا تو اُس نے جا کر خواجہ کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ خواجہ نے دروازہ کے پاس آ کر پوچھا۔ فرمائیے کیا مطلب ہے۔ اُس نے کہا مجھے اپنا لگن چاہیئے۔ خواجہ نے کہا کہ تمھیں بہت صدمہ رہے گا وہ تو مر گیا ہے۔ اس نے کہا کہیں لگن بھی مرتے ہیں؟ خواجہ نے کہا تو اُس کے بچّہ دینے پر تو اعتبار کر لیا تھا اور اس کے مرنے پر اعتبار نہیں؟

لطیفہ (۴۵)

ایک روز خواجہ قبرستان میں سے گذر رہا تھا۔ اُس نے دیکھا کہ ایک بڑا سا کتّا ایک قبر کے پتھر پر بیٹھا ہوا ہے۔ خواجہ کو غصّہ آیا اور لاٹھی تھام کر اسے مارنے لگا۔ کتّے نے بھی غرّا کر خواجہ پر حملہ کیا۔ خواجہ نے سمجھا کہ بیٹے زور سے معلوم ہوتا ہے نقصان کر دیگا۔ جھٹ کتّے کو کہا "جا جا تو ہی بیٹھا سہی"!

لطیفہ (۴۶)

ایک روز خواجہ ایک لقلق پکڑ کر گھر میں لایا اور یہ دیکھ کر کہ اُس کی چونچ اور ٹانگیں بہت لمبی ہیں ایک چھری لیکر کاٹ ڈالیں اور ایک طرف بٹھا کر کہنے لگا۔ اب تم [illegible] نظر

آتے ہو جیسے پہلے تمہاری چونچ اور ٹانگیں دوسرے جانوروں سے بہت لمبی تھیں +

لطیفہ (۲۷)

ایک روز خواجہ نے دیکھا کہ ایک چشمہ پر بہت سی بطخیں بیٹھی ہوئی کھیل رہی رہیں خواجہ انھیں پکڑنے کے لئے ان کے قریب پہنچا تو وہ بھاگ کر اڑ گئیں۔ خواجہ ہاتھ میں تھوڑی سی روٹی لیکر چشمہ کے قریب جا بیٹھا اور پانی میں روٹی کے نقمے بھگو کر کھانے لگا۔ اس اثنا میں ایک شخص پاس سے گذرا۔ اس نے پوچھا تم کیا کھا رہے ہو۔ خواجہ نے کہا بطخوں کا شوربا کھا رہا ہوں +

لطیفہ (۲۸)

نصیر الدین آفندی کے گھر میں ایک عزیز بیمار تھا۔ جو لوگ مزاج پرسی کو آتے خواجہ انھیں جواب دیتا کہ صبح تو بالکل تندرست تھا مگر اب مر رہا ہے +

لطیفہ (۲۹)

ایک روز خواجہ کچھ مرغ لے کر اور ایک قفس میں بند کر کے شہر حصار کو جا رہا تھا۔ راستہ میں خیال آیا کہ یہ بیچارے قید میں ہیں انھیں تھوڑی دیر کے لئے تو آزادی بخشنی چاہئے۔ اس پر قفس کا دروازہ کھول دیا۔ رات کا وقت تھا سب مرغ منتشر ہو گئے یہ لاٹھی اٹھا کر ان کے پیچھے بھاگتا اور ہانپتا ہوا لئے جاتا تھا۔ اور کہیں کہتا تھا۔ کمبختو آج تو آدھی رات کو ہی صبح ہو گئی ہے۔ تمھیں روز روشن میں بھی راستہ نہیں سوجھتا +

میرے سلطان۔ میں ہمیشہ حق تعالیٰ سے دعا مانگا کرتا تھا کہ مجھے ایک ہزار اشرفی دے
اس نے میری دعا منظور کر کے اشرفیاں دیں۔ لیکن جب میں نے گنیں تو ایک کم تھی میں نے
کہا جس نے اتنی دی ہیں وہ ایک اور بھی دیدیگا۔ میں نے قبول کر لیں لیکن میرے سلطان
یہ یہودی اب میری پشت کی پوستین اور میری سواری کے خچر کا بھی مالک بن بیٹھیگا!" اس
پر یہودی نے حیران ہو کر کہا کہ "میرے سلطان یہ تو میری ہی تو ہیں۔ قاضی نے سمجھا کہ یہودی
میں بھی یہودیوں کا طبعی لالچ آگیا ہے اور یہ سب جھوٹا الزام دیتا ہے۔ اس کے سر پر
جوتے لگوا کر اسے محکمہ سے نکلوا دیا۔ اب خواجہ خچر اور پوستین بھی قبول کر کے اپنے گھر کو چلے گئے

لطیفہ (۳۳)

ایک روز خواجہ افندی کسی شادی کی دعوت پر گیا۔ لیکن اس کے کپڑے پرانے
تھے۔ کسی نے اس کو دیکھ کر توجہ نہ کی۔ خواجہ نے کہا یہ ٹھیک نہیں فوراً چپکے سے
گھر کو لوٹ آیا اور بہت عمدہ پوستین پہن کر ضیافت میں شریک ہونے کو گیا۔ اہل زبان
اسے دور سے دیکھ کر استقبال کو چلے۔ اور "خواجہ افندی تشریف لائے" کہہ کر تعظیم و تکریم
کے ساتھ سفرہ کے سرے پر لا بٹھایا اور کہا "فرمائیے نوش کیجئے بسم اللہ فرما کر کھانا شروع کیجئے" خواجہ
نے اپنی پوستین کی آستین پکڑ کر کہنا شروع کیا "میری پوستین فرمائیے (یعنی بسم اللہ کیجئے)"
لوگ اسے دیکھ کر تعجب سے پوچھنے لگے کہ یہ کیا بات ہے۔ خواجہ نے کہا یہ ظاہری اکرام
جواب کیا گیا ہے یہ میری پوستین کا ہے۔ اسی لئے یہ کھانا بھی اسی کا حق ہے۔

لطیفہ (۳۴)

نصرالدین افندی ایک روز ایک شہر میں پہنچا۔ دیکھا کہ لوگ کھانے پینے میں
مشغول ہیں اسے بھی دیکھ کر عزت کے ساتھ اس کے لئے کھانا لے آئے لیکن اس بیچارے

؎ ترکی زبان میں بیوران کیجئے فرمانے سے مراد تشریف رکھئے یا شروع فرمائیے کے واسطے ہوتا ہے۔ ۱۲

لطیفہ (۳۷)

ایک روز خواجہ گدھے پر سوار ہو کر باغیچہ کو جا رہا تھا راستہ میں کوئی کام یاد آ گیا۔ گدھے کی پیٹھ پر اپنی صوف (ریشم کا کپڑا) رکھ گیا۔ اتنے میں چور صوف اٹھا کر غائب ہو گیا۔ خواجہ نے صوف کو غائب پا کر گدھے کی زین اٹھا کر اپنی پیٹھ پر رکھ لی۔ اور اُسے قمچی مار کر کہا کہ جا میری صوف لا دے اور اپنی زین لے لے۔

لطیفہ (۳۸)

پھر ایک روز خواجہ نے اپنی صوف [illegible] کی پشت پر رکھی ہوئی تھی۔ ایک چور آیا اور اسے اٹھا کر [illegible] کہنے لگا۔ خواجہ نے کہا۔ خواہ تم رنگو یا چلاؤ۔ [illegible]

لطیفہ (۳۹)

ایک روز خواجہ افندی کا گدھا گم ہو گیا۔ خواجہ نے ایک شخص سے اسکی نسبت پوچھا۔ اس نے کہا حضور آپ کا گدھا فلاں شہر کا قاضی ہو گیا ہے خواجہ نے کہا تو سچ کہتا ہے کیونکہ میں اس کا قاضی بننے کی لیاقت پہلے ہی جانتا ہوں جبکہ میں ستونوں کے بیچ بیٹھ درس دیا کرتا تھا تو یہ ہمیشہ کان کھڑے کر کے سنتا رہتا تھا۔

لطیفہ (۴۰)

ایک روز ایک شخص خواجہ کے گھر میں گدھا مانگنے آیا خواجہ نے کہا گدھا گھر

میں نہیں۔ اتنے میں گدھا گھر کے اندر ڈھینچوں ڈھینچوں کرنے لگا۔ اُس شخص نے کہا خواجہ آفندی گدھا تو اندر رینگ رہا ہے۔ خواجہ نے کہا تو عجائب آدمی ہے گدھے کی بات کا تو اعتبار کرتا ہے اور میں سفید ریش ہوں تو میری بات نہیں مانتا۔

لطیفہ (۴۱)

ایک روز خواجہ نے اپنی بیوی سے پوچھا۔ بیوی مرتے ہوئے آدمی کو تو کیسے شناخت کرتی ہے اُس نے کہا۔ اُس کے ہاتھ پاؤں سرد ہوجاتے ہیں۔ اس سے میں سمجھ جاتی ہوں وہ مر گیا ہے۔ ایک دن جاڑے کے موسم میں خواجہ پہاڑ کے اوپر جنگل میں لکڑی کاٹنے گیا اس کے ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہو گئے۔ خواجہ نے کہا اوہو میں تو مر گیا۔ اور [illegible] لیٹ گیا۔ اس کا گدھا کسی قدر فاصلے پر چر رہا تھا بھیڑیا آیا اور اس کو پھاڑ کر کھانے لگا۔ خواجہ نے وہیں پڑے پڑے بھیڑیے کو کہا تو بڑا خوش نصیب ہے کہ اس کا مالک مر گیا ہے۔

ایک روز خواجہ اپنا گدھا بازار کو بیچنے جا رہا تھا۔ اس نے دیکھا کہ اُس کی دم کیچڑ سے آلودہ ہے۔ اُس نے فوراً گدھے کی دم کو کاٹ کر تھیلے میں ڈال لیا اور بازار میں جہاں نیلام ہو رہا تھا پہنچا۔ ایک شخص نے کہا یہ خر بے دم کس کام کے لئے آیا ہے۔ خواجہ نے کہا تم اس کے دام چکاؤ۔ دم کی فکر نہ کرو۔ یہ میرے تھیلے میں موجود ہے۔

لطیفہ (۴۳)

خواجہ ایک روز دوسرے گاؤں گیا تھا۔ اس کو گدھے پر مسافت کی وجہ سے بہت

لطیفہ (۳۵)

ناصر الدین آفندی ایک روز ایک بڑے خوانچہ میں تین تازہ خوبانیاں رکھ کر
بیگ کی خدمت میں ہدیہ لے گیا۔ جب خوبانیاں بیگ کے سامنے پیش کی گئیں تو وہ
انھیں دیکھ کر محظوظ ہوا۔ اور اُس نے خواجہ کو وافر (اقچہ) پیسے انعام دیے۔ کئی
دن گذر گئے تو خواجہ کو پھر خیال آیا کہ بیگ کے لیے کوئی اور تحفہ لے جانا چاہیے
اور چند عدد چقندر خوانچہ میں رکھ کر لے چلا۔ راستہ میں ایک دوست نے پوچھا خواجہ
یہ چقندر کہاں لیے جاتے ہو۔ جب خواجہ نے بتایا کہ بیگ کی خدمت میں جاتا ہوں تو
اُس نے صلاح دی کہ ان کی بجائے انجیر کے چند دانے لے جاؤ تو زیادہ مقبول
ہوں گے۔ اس پر خواجہ نے چقندر چھوڑ کر چند انجیریں خوانچہ میں رکھ لیں اور بیگ
کے حضور میں حاضر ہوا۔ بیگ اُس تحفہ سے خوش نہ ہوا اور اُس نے حکم دیا کہ
سب انجیریں خواجہ کے سر پر دے ماریں۔ خواجہ ہر دانہ کے لگنے پر شکر بجا لاتا تھا۔ لوگوں
نے پوچھا خواجہ بات کیا ہے۔ وہ جواب دیتا۔ کہ اگر وہ شخص راستہ میں مجھے
چقندر کے بجائے انجیر لیجانے کی صلاح نہ دیتا تو اب تک میرا سر پھٹ گیا ہوتا۔

لطیفہ (۳۶)

ایک روز پھر خواجہ بیگ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ بیگ اُسے شکار کو لیگیا
لیکن ایک مریل گھوڑے پر سوار کرایا۔ تھوڑی دیر میں بارش ہونے لگی سب لوگ
اپنے اپنے گھوڑے دوڑا کر جائے پناہ میں پہنچ گئے۔ مگر خواجہ کا گھوڑا بھاگ نہیں
سکتا تھا۔ خواجہ رستہ میں رہ گیا۔ اُس نے سب کپڑے اُتار کر اپنے نیچے رکھ لیے
اور خود برہنہ ہو گیا۔ جب بارش تھمی تو کپڑے نیچے سے اُتار کر پہن لیے۔ اور جب

بیگ کے سامنے ہوا تو بیگ اس کے کپڑے بالکل خشک دیکھ کر کہنے لگا کتنے
تعجب کی بات ہے کہ تمہارے کپڑے نہیں بھیگے۔ خواجہ نے جواب دیا یہ گھوڑا
نہایت تیز رفتار ہے جونہی بارش ہونے لگی یہ مجھے اڑا لے گیا۔ بیگ نے حکم دیا
کہ آئندہ اس گھوڑے کو اس طویلے کے سب گھوڑوں کے سرے پر باندھا جائے
جب دوبارہ شکار کو نکلا تو اسی گھوڑے پر سوار ہو گیا اور اتفاقاً اس روز بھی بارش
آ گئی اور تو سب لوگ گھوڑے بھگا کر جائے پناہ کو چلے گئے مگر بیگ کا گھوڑا چلنے
کا نام ہی نہیں جانتا تھا۔ اس لئے بیگ کے کپڑے تر بتر ہو گئے جس پر وہ بہت
خفا ہوا اور دوسرے روز خواجہ کو گھر سے بلا کر ملامت کی۔ خواجہ نے کہا خفا ہونے
کی کونسی بات ہے اس میں تو ساری غلطی آپ کی اپنی ہے۔ اگر میری طرح تمام کپڑے اتار کر
اپنے نیچے رکھ کر بیٹھتے تو آپ بھی نہ بھیگتے۔

ایک روز خواجہ ایک بطخ پکوا کر بادشاہ کی خدمت میں بھیج رہا تھا کہ راستے
میں اسے بھوک لگی۔ اس نے بطخ کی ایک ٹانگ کھا لی۔ جب بادشاہ کے حضور میں بطخ پیش
ہوئی تو تیمور لنگ دیکھ کر کہنے لگا "خواجہ کیا تم مجھ سے تمسخر کرتے ہو" اس کی ایک
ٹانگ کہاں گئی۔ خواجہ نے کہا ہمارے ملک میں بطخ کی ایک ہی ٹانگ ہوتی ہے
وہ دیکھو سامنے چشمے پر سب بطخیں ایک ہی ٹانگ پر کھڑی ہیں۔ تیمور نے شاہی ڈھول
بجانے والوں کو حکم دیا کہ فوراً ڈھولوں پر چوب ماریں۔ بمجرد حکم کے ڈھول بجنے لگے
اور سب بطخیں دونوں پاؤں پر کھڑی ہو گئیں۔ خواجہ نے کہا اگر یہی چوبیں تم پر پڑتیں
تو تم چاروں ٹانگوں پر چلنے لگتے۔ واضح رہے کہ تیمور لنگڑا تھا اور اس کی ایک
ہی ٹانگ تھی۔

لطیفہ (۵۰)

ایک روز خواجہ کی بیوی نے اُس کے خفتان کو دھو کر خانہ باغ میں سوکھنے کے لئے ایک درخت کی شاخوں پہ پھیلا کر لٹکا دیا۔ شام کو خواجہ نے کھڑکی سے باہر دیکھا تو سمجھا کہ کوئی چور کھڑا ہے۔ بیوی کو کہا لانا میرا تیر کمان۔ اور جب بیوی تیر کمان لائی تو خواجہ نے تیروں سے یکے بعد دیگرے خفتان کو چھیدنا شروع کیا اور اطمینان کر چکا کہ دشمن بخوبی چھد گیا ہے تو گھر کا دروازہ محکم طور پر بند کر کے سو گیا جب صبح اُٹھ کر دیکھا کہ شب گذشتہ اپنے ہی خفتان کو چھیدتا رہا ہوں تو چلانے لگا۔ اور کہنے لگا کہ یا اللہ شکر ہے کہ میں خود اُس کے اندر نہ تھا۔ ورنہ کبھی سے مر چکا ہوتا۔"

لطیفہ (۵۱)

ایک روز خواجہ حسب معمول ملاؤں کو درس دینے چلا اور ملا اُس کے پیچھے ہو لئے۔ خواجہ اپنے گدھے کی دُم کی طرف منہ کر کے سوار ہو گیا۔ ملاؤں نے اس کی وجہ دریافت کی۔ تو خواجہ نے جواب دیا کہ اگر میں گدھے کے منہ کی طرف منہ کر کے بیٹھوں تو تم لوگوں کی طرف میری پیٹھ ہو جائے گی جو خلاف ادب ہے اور جو تم آگے چلو تو تمہاری پیٹھ میری طرف ہوگی جو تم منظور نہیں کرو گے۔ اس لئے میں نے سواری کا یہ طریقہ اختیار کیا ہے۔

لطیفہ (۵۲)

ناصر الدین آفندی کے پاس ایک بوڑھا بیل تھا کہ جس کے سینگ بہت

بڑے تھے۔ یہاں تک کہ ایک شخص کا ان دونوں سینگوں کے درمیان سما جانا ممکن تھا۔ ہر روز جب بیل ریوڑ سے آتا تو خواجہ کا جی چاہتا کہ میں اس کے سینگوں کے درمیان بیٹھ کر تو دیکھوں۔ اتفاقاً ایک روز بیل گلّہ سے آکر اس کے دروازہ کے سامنے بیٹھ گیا۔ خواجہ موقع کو غنیمت سمجھ کر اُس کے دونوں سینگوں کے درمیان بیٹھ گیا۔ بیل جھنجھلا کر اُٹھا اور اُس کو زمین پر پھینک کر چلا گیا۔ خواجہ کو غش آگیا اور تھوڑی دیر تک بیہوش پڑا رہا۔ اُس کی بیوی اُسے اس حالت میں دیکھ کر اُس کے پاس بیٹھ کر رونے لگی۔ جب خواجہ ہوش میں آیا تو کہنے لگا۔ بیوی دوست۔ مجھے صدمہ تو بہت ہوا ہے لیکن میری مدّت کی آرزو پوری ہوگئی ہے ٭

لطیفہ (۵۳)

ایک روز خواجہ اپنی بیوی سمیت چشمے پر میلے کپڑے دھونے کے لئے گیا۔ اور صابون پاس رکھ کر کپڑے بھگونے لگا تھا کہ ایک چیل آئی اور صابون اچک کر لے گئی۔ خواجہ کی بیوی پکارنے لگی کہ خواجہ دوڑیو چیل صابون لے گئی ہے۔ خواجہ نے کہا بیوی جانے دو۔ اس کے کپڑے ہم سے زیادہ میلے ہیں اس لئے اسے صابون کی زیادہ ضرورت ہے ٭

خواجہ کا سر گنجا تھا اور چندیا پر ایک بال نہ تھا۔ ایک روز ایک حجام کے پاس گیا اور حجامت کرا کر ایک اقچہ (پیسہ) دے آیا۔ دوسری دفعہ پھر اسی حجام سے حجامت بنوائی اور کہنے لگا کہ میرے تو دو سر پر بال ہیں کیا دو دفعہ کی حجامت کا ایک اقچہ کافی نہ ہوگا ؛

لطیفہ (۵۷)

ایک روز محلّہ کے لڑکے آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ آؤ خواجہ کو درخت پر چڑھائیں اور پھر اُس کی جوتیاں چرالیں۔ لڑکے ایک درخت کے نیچے جا کر کہنے لگے کہ ہم میں سے کوئی بھی اس درخت پر نہیں چڑھ سکتا۔ خواجہ جو پاس کھڑا تھا کہنے لگا کہ مَیں چڑھوں گا۔ لڑکوں نے کہا۔ تم سے نہیں چڑھا جائیگا۔ خواجہ اپنے دامن اڑس کر اور اپنی جوتیاں اپنی جیبوں میں ڈال کر درخت پر چڑھنے لگا۔ لڑکوں نے پوچھا۔ جوتیوں کو کیا کرو گے۔ خواجہ نے کہا۔ شاید کوئی سڑک اوپر ہی مل جائے تو پھر لوٹنے کے لئے نیچے نہ آنا پڑے ؀

ایکروز ایک شخص گاؤں سے آیا اور خواجہ کے لئے ایک خرگوش لایا۔ خواجہ نے اُس کی عزت اور تواضع کی اور اُسے شوربا کھلایا۔ ایک ہفتہ کے بعد وہ پھر خواجہ کے پاس آیا۔ خواجہ کو یہ بات یاد نہیں رہی تھی کہ وہ پہلے اس کے گھر میں مہمان رہ چکا ہے۔ اُس سے پوچھنے لگا تم کون ہو۔ اُس نے کہا میں وہی ہوں جو تمہارے لئے خرگوش لایا تھا۔ خواجہ نے پھر اُس کی تواضع کی۔ چند روز کے بعد کچھ اور آدمی اُس کے یہاں مہمان بننے آگئے۔ خواجہ نے اُن سے پوچھا تم کون ہو انہوں نے کہا جو تمہارے پاس خرگوش لایا تھا ہم اُس کے ہمسائے ہیں۔ پھر کچھ مدت کے بعد کچھ اور آدمی آگئے خواجہ نے پوچھا تم کون ہو۔ تو انہوں نے کہا ہم خرگوش لانے والے کے ہمسایوں کے ہمسائے ہیں۔ خواجہ نے کہا۔ بسم اللہ آئیے اور تھالی میں پانی کا آب بھر کر ان کے سامنے لا رکھا۔ انہوں نے پوچھا یہ کیا ہے۔ خواجہ نے جواب دیا

لطیفہ (۲۳)

ایک روز خواجہ گھر کو آرہا تھا کہ راستہ میں اُس سے چند طالبان علم سے ملاقات ہوئی۔ خواجہ نے اُن سے کہا۔ آفندی صاحبان آپ آج غریب خانہ میں آرام فرمائیے۔ میں آپ کو بابا چوربا (شوربا کی ایک قسم) کھلاؤنگا۔ خواجہ انہیں اپنے پیچھے لوالایا۔ اور گھر میں نیچے بٹھلایا۔ اندر جاکر بی بی سے کہا۔ میں چند مسافر لایا ہوں تاکہ ایک طشت شوربا انہیں کھلاؤں۔ بی بی نے کہا۔ آفندی کیا گھر میں گھی ہے؟ یا گھر میں چاول ہیں؟ یا کوئی اور شے تمہاری لائی ہوئی گھر میں ہے جو تم شوربا مانگتے ہو۔ خواجہ نے کہا اسے لاؤ (یعنی وہ شوربا کا طشت) مجھے دو۔ اور طشت لے آفندیوں کے پاس جاکر کہنے لگا۔ آفندی صاحبان برا ماننے کی کوئی بات نہیں۔ اگر آج ہمارے گھر میں گھی اور چاول ہوتے تو میں آپ صاحبان کو ضرور شوربا کھلاتا۔

لطیفہ (۲۴)

ایک روز خواجہ ناصرالدین آفندی گھر میں بالاخانہ پر بیٹھا ہوا تھا۔ کہ ایک شخص نے آکر دروازہ کھٹکھٹایا۔ خواجہ نے اوپر سے پوچھا۔ کیا مانگتے ہو۔ فقیر نے کہا۔ نیچے آؤ۔ خواجہ جھٹ نیچے اُتر آیا اور پوچھا کہ کیا مانگتے ہو۔ اُس نے کہا۔ صدقہ مانگتا ہوں۔ خواجہ نے کہا اچھا اوپر چلو۔ فقیر بالاخانہ پر گیا تو خواجہ نے کہا۔ جاؤ بابا۔ فیض خدا دے۔ فقیر نے کہا۔ آفندی اگر یہی کہنا تھا تو نیچے ہی کیوں نہ کہہ دیا۔ خواجہ نے کہا جب میں اوپر تھا تو تو نے نیچے سے ہی کیوں سوال نہیں کیا تھا۔

لطیفہ (۶۵)

ایک روز سوفسطائیوں (سوفسطی یعنی علما) کی جماعت راستہ میں خواجہ سے
مل گئی۔ خواجہ نے کہا آئیے میرے گھر میں تشریف لائیے اور گھر کے دروازہ تک
لا کر انہیں کہا کہ آپ ذرا یہاں ٹھہریئے۔ اور گھر کے اندر جاکر بیوی سے کہنے لگا۔
تم جاؤ اور ان لوگوں کو رخصت کردو۔ عورت نے باہر جاکر ان لوگوں سے کہا کہ
خواجہ تو گھر نہیں آیا۔ ان لوگوں نے کہا یہ کیسی بات ہے۔ خواجہ ہمارے ساتھ
یہاں آیا ہے۔ عورت نے کہا کہ نہیں آیا۔ سوفسطائیوں نے کہا ضرور آیا ہے اس
پر بحث زیادہ ہونے لگی۔ خواجہ اندر سب باتیں سن رہا تھا۔ کھڑکی سے سر باہر
نکال کر کہنے لگا۔ ارے لوگو! تماشا کیوں کرتے ہو۔ شاید اس مکان کے دو دروازے
ہوں۔ وہ ایک سے داخل ہوا ہو اور دوسرے سے باہر نکل گیا ہو۔

لطیفہ (۶۶)

ایک روز سودھار میں ایک شرابی قاضی اپنے باغ میں مست پڑا تھا خواجہ
بھی اس روز سیر کرتے ہوئے ادھر سے گذرا۔ دیکھا کہ قاضی مست اور بیہوش
پڑا ہے فوراً خواجہ نے اس کی پوستین اتار لی۔ اور پوستین خود پہن کر دوسری طرف چلا
گیا جب قاضی ہوش میں آیا تو اس نے دیکھا کہ پوستین غائب ہوگئی ہے اپنے پیادوں
کو حکم دیا کہ جاؤ تلاش کرو میری پوستین کون اٹھالے گیا ہے اور اگر چور کا پتہ ملے تو اسے
میرے پاس پکڑ لاؤ۔ وہ لوگ تھوڑی دیر میں خواجہ کو لیکر حاضر ہوئے۔ قاضی صاحب نے
پوچھا خواجہ تم نے یہ پوستین کہاں سے پائی۔ اس نے جواب دیا میں سیر کو نکلا تھا ناگاہ
میں نے دیکھا کہ ایک شخص مست پڑا تھا میں اس کی پشت سے پوستین اتار کر چلا گیا۔ اگر یہ چ

کی ہے تو لے لیجئے۔ قاضی نے کہا توبہ! یہ میری نہیں تھا ہے +

لطیفہ (۶۷)

ایک روز خواجہ کسی کے باغ میں زرد آلو کے درخت پر جا چڑھا جبکہ زرد آلو کھا رہا تھا تو مالک اُدھر آ نکلا۔ اور پوچھنے لگا کہ خواجہ کیا کرتے ہو۔ خواجہ نے کہا میری جان تم دیکھتے نہیں کہ میں بلبل ہوں اور زرد آلو کے درخت پر بیٹھی ہوں۔ باغ کے مالک نے کہا۔ اچھا۔ بلبل ہو تو گاؤ۔ خواجہ گانے لگا۔ مالک نے کہا یہ کس قسم کا گانا ہے۔ خواجہ نے کہا۔ عجمی بلبل (اخیر ملک کی بلبل) اسی طرح گاتی ہے +

لطیفہ (۶۸)

ایک دفعہ ناصر الدین کی عورت نے اُس کو ٹھیک آدھی رات کو جگایا۔ اور خوف زدہ ہو کر اُس کے کان میں کہا کہ "ہمارے گھر میں چور ہیں۔ فوراً اُٹھو اور ان کو باہر نکالو۔" (چونکہ گھر میں خاک بھی موجود نہ تھی) خواجہ کہنے لگا۔ اری عورت کیا بکواس کرتی ہے۔ ان کو تلاش کرنے دو جب انہیں کچھ ملیگا تو ہم بھی حصّہ بانٹ لیں گے +

لطیفہ (۶۹)

ایک دن ایک آدمی ناصر الدین کے پاس آیا اور اُس سے کہا کہ رسی کا ایک ٹکڑا دو۔ خواجہ اپنے گھر میں گھس گیا۔ اور چند منٹ کے بعد واپس آکر کہا کہ رسّی گھر میں آٹے کے کام میں لگی ہوئی ہے۔ اس شخص نے متعجب ہوکر پوچھا یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ رسّی سے آٹے کا کیا واسطہ؟ ناصر الدین نے کہا۔ تجھے اِس سے کیا واسطہ ہے اگر میری مرضی تمہیں رسّی دینے کی نہ ہو تو میں یہی کہہ دونگا کہ انہیں پانی بندھا ہوا ہے "

لطیفہ (۶۰)

ناصرالدین کے دوستوں میں سے ایک شخص بیمار ہو گیا۔ اُس کے ہمسایے ناصرالدین سے اُس کے دوست کے مزاج کی کیفیت پوچھنے آئے۔ خواجہ نے کہا وہ تو کل مر گیا تھا۔ مگر آج اُس کی حالت قدرے اچھی ہے۔" یعنے کل سے بُرا نہیں ہوا۔ کیونکہ مرنے سے اور بُرا کیا ہو گا ✦

لطیفہ (۶۱)

ایک دن ایک شخص خواجہ کے پاس آیا اور اُس سے پوچھا کہ میرے بچہ کو پڑھانے کا کیا لیا کریں گے؟ اُس نے جواب میں کہا "تین سو قرش"! اُس آدمی نے کہا "یہ تو بہت بڑی رقم ہے۔ اس سے تو میں ایک گدھے خرید سکتا ہوں"! ناصرالدین نے کہا "ان کو خرید لو۔ اور تمہارے بیٹے سمیت سات گدھے ہو جائیں گے ✦

لطیفہ (۶۲)

ایکدن سیر کرتے ہوئے ناصرالدین نے دور سے کچھ سوار آتے ہوئے دیکھے یہ خیال کر کے کہ یہ لٹیرے ہونگے اپنے کپڑے اتار کر ایک کھو کھلے چٹان کے نیچے چھپا دیے اور آپ ایک مقبرہ کے پاس بیٹھ گیا جب راہزن آ (کیونکہ وہ درحقیقت راہزن ہی تھے) وہاں پہنچے تو اس سے پوچھنے لگے "بیچارے آدمی۔ تم یہاں اپنے سرد مقبرہ پر کیوں بیٹھے ہو؟" خواجہ نے جواب میں کہا "کل میں مر گیا تھا اور انہوں نے مجھے یہاں دفن کر دیا۔ جب میں قبر میں گیا تو وہاں میں نے مردوں کی وہ کثرت دیکھی کہ گرمی سے دق ہو گیا۔ اور اب میں یہاں ٹھنڈی ہوا کھانے آیا ہوں"

رواں ہو گئے تو ناصر الدین پوچھنے لگا کہ "تم کیوں روتی ہو؟" چونکہ بیوی نہیں چاہتی تھی کہ خواجہ اس معاملہ سے واقف ہو کہنے لگی "میری ماں شوربہ کو بہت پسند کیا کرتی تھی اب میں اس لیے روتی ہوں کہ وہ مر گئی ہے" اس پر سادہ دل خواجہ نے ایک چمچہ بھر کر اپنے منہ میں ڈالا۔ شوربہ کا گلے میں پہنچنا ہی تھا کہ آنسو نکل پڑے عورت نے پوچھا "تم کیوں روتے ہو؟" اس نے جواب دیا "میں اس لیے روتا ہوں کہ تیری ماں اور تو دونوں اکٹھی کیوں نہ مر گئیں"

لطیفہ (۴۵)

ایک روز خواجہ کی بیوی نے اس کو کہا کہ دیکھو گھر میں بیٹی جوان ہو گئی ہے اور تم نے اس کے لیے شوہر تلاش نہیں کیا۔ خواجہ نے کہا تجھے معلوم نہیں شوہر کہاں ملتے ہیں بیوی نے کہا کہ شوہر کی منڈی تو کوئی نہیں لیکن تلاش کرو۔ کوئی جوان آدمی جو آسودہ بھی ہو مل جائے اور عمر بھی پچیس سال سے کم نہ ہو۔ خواجہ نے کہا۔ خواجہ نے کہا اگر پچیس سال کا ایک شخص نہ مل سکے تو بارہ اور تیرہ سال کے دو لڑکے تو تلاش کر لاؤں۔

لطیفہ (۴۶)

ایک روز خواجہ ناصر الدین نے ارادہ کیا کہ اپنی گائے بیچ ڈالے مگر جب گائے کو منڈی کی طرف فروخت کرنے کو لے چلے تو اس کی بیوی نے کہا "خواجہ سوچ سمجھ کر سودا کرنا۔ ہماری گائے بہت خوبصورت ہے اس کی تو دم بھی پچاس روپے کی ہے"۔ جب خواجہ منڈی میں پہنچا تو لوگ اس سے گائے کا دام پوچھنے لگے اس نے کہا گائے تو ساٹھ روپے کی ہے۔ مگر اس کی دم بھی پچاس روپے کی ہے ایک چالاک شخص نے سمجھ لیا کہ یہ تو سادہ لوح ہے بار بار دم پچاس روپے کی بتلاتا ہے

اُس نے اچھا دُم تم پچاس روپیہ میں خود ہی رکھو اور باقی دس روپیہ میں گائے مجھے دیدو۔ خواجہ مان گیا اور دس روپے اور گائے کی کٹی ہوئی دم گھر میں لا کر بیوی کو دیدی

لطیفہ (۷۷)

خوش نصیبی سے ناصر الدین کو بیوی بھی ویسی ہی عقلمند ملی تھی۔ جیسا کہ وہ خود تھا۔ ایک روز بالائی والا کوچہ میں بالائی بیچنے لایا۔ بیوی نے اسے بلا کر ایک قرش کی بالائی تلوائی۔ اور جب حلوائی بالائی تول رہا تھا۔ اس نے اس کی نظر بچا کر ہاتھ سے ایک سونے کی چوڑی اتار کر ترازو کے اس پلڑہ میں ڈالدی کہ جس میں وزن پڑا تھا۔ اس خیال سے کہ اس طرح کرنے سے زیادہ بالائی مل جائے گی حلوائی اندھا نہیں تھا۔ وہ بھی اس کا مطلب سمجھ گیا اور اس نے جلدی جلدی وزن سے بہت ہی زیادہ بالائی پیالے میں ڈالدی۔ اور خانم کے حوالہ کر دی۔ خانم اس خیال میں کہ کہیں حلوائی کو اپنی غلطی معلوم نہ ہو جائے۔ بالائی لیکر گھر میں بھاگ گئی اور اپنے شوہر سے اپنے ہتھکنڈے کا ذکر کرنے لگی۔ دوسری طرف بالائی والا ایسا بھاگا کہ پھر کبھی اُدھر نہ آیا۔

لطیفہ (۷۸)

خواجہ آفندی خدا اس پر رحمت کرے ہر علم و فن میں ماہر کامل تھا لوگ اُس سے سبق پڑھنے کی آرزو کرتے تھے کہ قدوری ہمیں پڑھاؤ مگر وہ کسی کو کتاب کے آخیر تک نہ پہنچاتا بعض کہتے ہیں کہ قدوری پڑھتے پڑھتے ہی اسے کشف و کرامت حاصل ہو گئی۔

رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ رَحْمَةً وَّاسِعَةً

کارخانہ پیسہ اخبار کے مشہور اور شہرہ آفاق ناول

سرگذشت حصہ اول دوم سوم چہارم

مشہور انگریزی ناولسٹ رینالڈس کے شہرہ آفاق ناولوں میں سے میری پرائس کا اردو ترجمہ جس میں ایک نیکدل خادمہ کی آپ بیتی کہانی بیان کی گئی ہے۔ خادمہ میری پرائس انگلستان کے مختلف گھرانوں میں ملازمت کرتی ہے اور اسی دوران میں بے حد مصیبتوں اور سخت مصائب میں گرفتار رہتی ہے مگر وہ ایسی باعصمت لڑکی ہے کہ سب کچھ گوارا کرتی ہے مگر کسی کی رغبت میں نہیں آتی۔ قیمت ہر چہار حصہ [illegible]

تماشہ گاہ عالم

[illegible] منشی عبدالغفور صاحب مصنف [illegible] نے ہندوستانی زندگی اور [illegible] ایک [illegible] بیان کر کے نہایت دلچسپ پیرایہ میں [illegible] حالات لکھے ہیں۔ یہ ناول پیسہ اخبار میں مسلسل چھپ کر مقبول ہوا ہے۔ حجم [illegible] صفحہ قیمت [illegible]

قعر دریا

علیگڑھ کالج کے منشی عبدالغفور صاحب مرحوم نے جس قدر دلچسپ ناول تحریر کئے ہیں ان میں سے ان کا نمبر سب سے اول ہے اس میں قصہ کی دلچسپی اور حیرت انگیز وقوعات کا پے در پے پیش آنا۔ مجرموں کا نہایت چالاکی سے کامیاب ہونا وغیرہ درج ہے۔ حجم ۲۹۱ صفحہ قیمت ہے۔

گوڈر کا لال

اس میں ہندوستانی زندگی کے دلچسپ حالات اور گھریلو عورتوں کے حسن سلوک وغیرہ کی مثالیں نہایت عمدہ پیرایہ میں درج ہیں۔ ہر دو حصہ [illegible]

یہ کتابیں کارخانہ پیسہ اخبار لاہور سے مل سکتی ہیں

زندگی زندہ دلی کا نام ہے + مردہ دل خاک جیا کرتے ہیں

المزاح فی الکلام کالملح فی الطعام

حصہ اول

کارخانہ مجیبیہ جبار کے خادم التعلیم برقی پریس لاہور میں طبع ہوا

لطائف و ظرائف

حصہ اول

۱

ایک مشہور بدمعاملہ قرض لینے والے ایک اجنبی ناآشنا شخص سے قرض مانگا۔ اُسے حیرت ہوئی۔ پوچھا۔ ایک اجنبی ناآشنا شخص سے آپ کیوں درخواست کرتے ہیں؟" جواب دیا۔ "جو مجھے جانتا ہے۔ وہ کبھی مجھ کو قرض نہ دیگا۔"

۲

ایک بنگلہ آندھی کے طوفان میں کتنے ہی گھر اڑ گئے تھے۔ ایک گھر بچا تھا کسی نے مالک سے پوچھا۔ آپ کا گھر کیوں بچ گیا۔ جواب دیا۔ اس پر قرضہ ایک عظیم بار تھا۔

۳

ایک عورت مجسٹریٹ کے سامنے بزمرہ گواہاں حاضر ہوئی۔ جب عمر پوچھی۔ تو اس نے ۳۵ سال بتائی۔ مجسٹریٹ نے کہا۔ کہ مجھے خوب یاد ہے۔ ۵ برس ہوئے۔ تم کسی مقدمہ کی گواہی میں پہلے بھی آئی تھیں۔ اسوقت بھی تم نے ۳۵ برس کی عمر بتائی تھی۔ پانچ برس بعد بھی ۳۵ ہی کی رہی۔ اس نے کہا۔ کہ میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں کہ جو ایک دفعہ کچھ کہتے ہیں۔ اور دوسری دفعہ کچھ اور بولتے ہیں۔

۴

ایک کرنل نے ایک سپاہی سے کہا۔ کہ تم سا لائق اور بہادر سپاہی اکثر بدمست ہو۔ اس قدر صفات اور یہ عیب۔ سپاہی نے کہا۔ آپ مجھ سے یہ کیوں امید کرتے ہیں کہ تمام اوصاف اور خوبیاں جو انسان کے لئے وضع ہوئی ہیں۔ چار ہی آنہ میں حاصل ہوں۔ کیونکہ اس سپاہی کی تنخواہ صرف آٹھ روپے ماہوار تھی۔

۵

ایک لڑکے کا باپ دس روز کے بعد ہسپتال میں پھر گیا۔ اس نے دوائی کی پڑیاں مانگیں جن سے اس کے بیٹے کو کسی قدر افاقہ ہوا تھا۔ ڈاکٹر صاحب اس کی بیماری کو بھول گئے تھے۔ سوال کرنے لگے کہ "وہ کیسی پڑیاں تھیں"؟ اس نے کہا "میں تو نہیں جانتا"۔ "کیا تم نے لڑکے کو وہ نہ پلائی تھیں؟ کیا تم نے ان کا رنگ نہ دیکھا ہوگا؟" "میں ان کا رنگ کس طرح دیکھ سکتا تھا۔ درآنحالیکہ وہ کاغذ میں بند تھیں!" "کیا تم نے کاغذ سمیت لڑکے کو پلا دی تھیں؟" "میں نے تو ایسا ہی کیا تھا۔ آپ نے کب کہا تھا۔ کہ کاغذ نوچ کر پھینک دینا!"

۶

ایک روہیلا ایک گھڑی ساز کی دوکان پر گیا۔ اور ایک گھڑی دکھلائی۔ کہا اس کی مرمت میں کیا لاگت لگے گی۔ گھڑی ساز نے دیکھ کر کہا۔ اس کی مزدوری تو اصل قیمت سے بھی دگنی ہوگی۔ روہیلے نے کہا۔ خیر کیا مضائقہ ہے جس کی یہ گھڑی ہے۔ اس کے میں نے ایک گھونسہ دیکے لی تھی۔ تمہارے دو دیدوں گا۔

۷

کسی گرجا میں ایک پادری اس زور سے چلا کر تقریر کر رہا تھا۔ کہ تمام گرجا گھر گونج رہا تھا۔ ایک پانچ برس کی لڑکی نے جو اپنی ماں کے پاس بیٹھی تھی۔ نہایت سادہ پن سے ماں کے کان میں کہا "میں سمجھتی ہوں کہ یہ لوگ خدا سے بہت دور رہتے ہیں۔ ورنہ یہ لوگ کبھی بھی اتنی بلند آواز سے چلا کر اسے مخاطب نہ کرتے!"

۸

ایک دیسی مکتب میں میاں جی صاحب ایک شاگرد سے پوچھنے لگے کہ "قطاع الطریق" (زبر مار کے) کے کیا معنے ہیں۔ شاگرد نے بڑی سوچ وچار کے بعد جواب دیا۔ کہ "رستہ کاٹنے والا" اور پھر بول اٹھا۔ کہ "جی ہاں ہاں ریل!" کیونکہ نہایت تیزی سے راستہ کاٹتی ہے۔

۹

ایک صاحب جن کی نئی شادی ہوئی۔ براہ محبت میم صاحب سے مخاطب ہوکر بولے کہ لوڈیر میری۔ کچھ روپے لیلو۔ میم صاحب نے (جوابھی نوعروس تھیں) جوابدیا۔ کہ پیارے شوہر! میں نہیں لیتی۔ ناحق ضائع جائینگے ؛ ایک سال شادی کو گذرا۔ تو میم صاحبہ ایک رات صاحب سے مخاطب ہوکر بولیں۔ کہ "پیارے جیمس! کل رات میں نے تمہارے پاکٹ بک سے ایک پانچ پونڈ کا نوٹ لیا تھا"۔

۱۰

بیگم ، میاں سے مخاطب ہوکر "شکر ہے۔ ہمارے ملک کی آب وہوا تو سبحان اللہ عمدہ ہے"۔ میاں "چپ چپ آہستہ بولو۔ کہیں سرکار نہ سن لے۔ ورنہ لاٹ صاحب ولایت جانے سے پہلے اس پر بھی ٹیکس لگا جائینگے"۔

۱۱

ایک میم صاحبہ کی رکشا گاڑی میں ایک مرد مزدور جتا کرتا تھا۔ یعنی وہ مشٹنڈا ہلکی پھلکی گاڑی کو اس کے سوار سمیت بازاروں میں اڑائے پھرتا تھا۔ ایک روز اس نے اُس بچھیا کو تخلیہ میں پاکر اس کو خلاف وضع فطرت میں اپنا شریک کیا۔ پولیس پر اس کل سوائی کا حال کھل گیا۔ مقدمہ مجسٹریٹ کے روبرو پیش ہوا ملزم کے وکیل نے کہا۔ کہ بچھیا کا باوا بھی کچھ ایسا بہت آدمی نہیں۔ برابر بیل کا کام کرتا ہے یعنی گاڑی کھینچتا ہے۔

۱۲

ایک عہدہ دار صاحب بہادر کسی ہندوستانی اہلکار سے فرمانے لگے۔ کہ ڈالی (باغ کی چیزیں جو تحفے کے طور پر تعلقدار وغیرہ بھیجدیتے ہیں۔) رشوت میں داخل نہیں۔ یہ تھے حاضر جواب کہنے لگے جی ہاں سچ ہے۔ ولایتی انا بھی اب باغل میں چلتے ہیں"۔

۱۳

ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ ایک دیوقی پرشاد ست بھینچے صاحب ایک [illegible] مجلس کے ممبر تھے۔ اور آپ کا قاعدہ تھا۔ کہ جب کبھی مجلس میں شریک ہوتے۔ کرسی پہ بیٹھتے

ہی پیاری اونگ کی گود میں جا لیٹے۔ اتفاق سے ایک روز ایک موقعہ پر ایک متکلم کی تقریر ختم ہونے پر حضار مجلس نے تالیاں بجائیں۔ اور مجلس برخواست ہوگئی۔ میاں دہونی پرشاد نے سمجھ لیا۔ کہ مجلس برخواست ہونے کی یہی علامت ہے۔ ایک روز آپ حسب معمول کرسی پر بیٹھتے ہی عالم بالا کو سدھار گئے۔ جب مجلس کی کارروائی ختم ہو چکی تو ایک ممبر نے آپ کو ہاتھ سے ذرا ہلا دیا۔ آپ اُٹھتے ہی تالیاں بجانے لگے۔ حاضرین نے خوب قہقہے اُڑائے ؞

۱۴

ایک صاحب بہادر کے کھانے میں دو مکھیاں نکلیں خفا ہو کر خانساماں کو پکارا "ادل کہاں ساماں! دیکھو دیکھو! یہ سوپ میں دو مکھی ہے" خانساماں بولا۔ ہیں! اور تین کہاں گئیں۔ میں پانچ لایا تھا"

صاحب بہادر۔ اچھا ٹھہر جاؤ۔ یہ ہمارا حصہ ہے۔ "تین میم صاحب کھا گیا ہوگا!"

۱۵

وکیل (اپنے موکل کے مدعی کے گواہ کو جرح میں) اچھا تو پھر جن دوستوں کے پاس تم رات رہے تھے۔ وہ چور تھے؟ گواہ۔ ہاں شاید وہ چور ہو گئے۔ مگر وہ وکیل ہیں ؞

۱۶

پہلا فقیر۔ تم نے اس لیڈی کو کیوں سوال نہیں کیا شاید اس نے تمہیں کچھ دیدیا ہے۔ دوسرا فقیر۔ میں اپنے کام میں تم سے زیادہ ماہر ہوں میں نے اُسے اسی واسطے نہیں بلایا۔ کہ وہ اکیلی ہے۔ میں عورتوں سے اس وقت مانگتا ہوں جب وہ مل کر چلتی ہوئی جاتی ہیں۔ کیونکہ اُس وقت وہ دونوں ضرور کچھ دے دیتی ہیں۔ دونوں سمجھتی ہیں۔ کہ اگر کچھ سائل کو نہ دیا۔ تو دوسری مکھی چوس سمجھے گی ؞

۱۷

جج (گواہ کو مخاطب کر کے) کیا جس چیز کو تم نے دیکھا تھا۔ اس کی شناخت

کر سکتے ہو۔ اس کا حلیہ بتاؤ؟"

گواہ: حضور وہ حرامزادہ آپ ہی کی طرح پستہ قامت تھا۔ ریش و بروت غائب اور رنگ حضور جیسا گورا گورا تھا غرض حضور سے بہت ملتا تھا۔

۱۸

ایک ہمارے زمانہ کے لکچرار لکچر دے رہے تھے۔ کہ جوش میں آکر کہنے لگے دیکھو بھائیو۔ میں خدا کی زمین پر کھڑا ہوں" ایک موچی موجود تھا۔ جھٹ بول اٹھا۔ جی جناب آپ تو میرے جوتے پر کھڑے ہیں جس کے ابھی دام بھی نہیں دیے!!

۱۹

ایک صاحب کا قول ہے کہ "حالات مستورات کے پورے پورے حالات کا علم حاصل کرنے کے لئے میں نے اپنی بی بی کے اطوار کا سالہا سال مطالعہ کیا ہے لیکن تماشا یہ ہے۔ کہ کتاب کا مطالعہ کرنا اور عورت کا مطالعہ کرنا ایک بات نہیں۔ کتاب کا جب ایک مرتبہ مطالعہ کر سکتے ہیں۔ تو پھر وہ دلچسپ نہیں رہتی مگر عورت باوجود ہمیشہ زیر مطالعہ رکھنے کے برابر دلچسپ ہے"

۲۰

مشہور ہے۔ کہ ایک سردار صاحب جاہل مطلق کے سامنے ایک عطار نے عطر بطور تحفہ پیش کیا۔ اور آپ نے نوکر کو ارشاد کیا۔ کہ "ابھی رکھو۔ آج پرشاد اسی کے ساتھ کھائیں گے"! یہی حال سلطان مراکو اور اس کی گاڑی کا ہے جو فرانس نے آپ کے گذشتہ حالات میں تحفتہً دی تھی۔ آپ اس کے ذریعہ سے حرم کی بیگموں کو سزا دیتے ہیں۔

۲۱

آقا (نوکر سے) کیوں بے اب کتنی رات گئی ہے۔ گھڑی تو بند ہے!! نوکر فوراً لالٹین روشن کر کے باہر دوڑ آگیا۔ اور آکر کہنے لگا "حضور دھرم گھڑی (دھوپ گھڑی) میں دیکھ آیا ہوں۔ کیوں رات کے تین بجے ہیں"

۲۲

صاحب: "پیاری جلدی آؤ۔ دروازہ پر گاڑی کھڑی ہے۔ کہیں تمہارا باپ نہ آ جائے" بیگم (جو نئے عاشق کے ساتھ غائب ہونے کو تیار ہے) "ذرا ٹھیرو میں اس ظالم کا یہ بھی کیوں احسان رکھوں۔ لو میں نے اپنے زیورات اُتار کر میز پر پھینک دیئے ہیں۔ اور اب میں بالکل تمہاری ہوں۔" مگر عاشق جو زیادہ زیورات کی خاطر اسے بھگا کر لے چلا تھا۔ اب وہیں بُت بن گیا۔

۲۳

ہمارے ملک میں بعض نام عجب کیفیت کے ہوتے ہیں چنانچہ تھنو بھی انہیں متبرک ناموں میں سے ایک ہے جس کی تعریف ایک شاعر اس بیت میں بیان کرتے ہیں۔

عجب نام است نامِ حضرت تھنو کہ اولش نبود در آخرش تہو

۲۴

ایک صاحب جن کو اس نام سے مسمّیٰ ہونے کا فخر حاصل تھا۔ ایک روز ضلع فیروز پور میں ایک مولوی صاحب سے دوچار ہوئے۔ اور ان سے پوچھنے لگے کہ "حضرت اسم شریف؟" مولوی صاحب تھے بڑے منکسر مزاج فرمانے لگے۔ کہ "خاکسار کا نام فقیر حقیر پر تقصیر بندہ غلام دستگیر ہے۔ اور آپ کا اسم شریف؟" میاں تھنو گھبرائے۔ کہ اب اگر مولوی صاحب سے بڑھ کر قدم نہ مارا جائے۔ تو نام کو لاج لگے گی۔ بول اُٹھے "یہ بندہ کا نام اخ تہو۔ کالے کتے کا گو و شیخ تھنو ہے"۔

۲۵

اسی قماش کے ایک شخص کا نام وڈھرا (پنجابی نام بیل تھا)۔ میاں وڈھرا نے سنا ہوا تھا۔ کہ شاعر لوگ نام کا سجع بھی بنایا کرتے ہیں۔ ایک شاعر سے جا کر فرمائش کی کہ میرے نام کا بھی سجع گھڑ دو۔ شاعر تھے میاں مفلس اور اہل غرض بہو خوب سوچ کر یہ سجع موزوں کر دیا ع وڈھرا غریب گاؤ خراس محکم است۔

۲۶

ایک شخص محسن نامی کا سجع ایک شاعر نے یہ موزون کیا ہے "عالم ہمہ دروغ است محمد محسن"۔ اور لدھا نامی شخص کا پنجابی شاعر نے اپنی زبان میں خوب سجع کیا ہے۔ "ڈھونڈ بھال محمد لدھا" (لدھا مرادف اردو لفظ پایا ہے)

۲۷

انگلستان میں قاعدہ ہے۔ کہ جب کسی کا خاوند یا پیارا عاشق جدا ہونے لگتا ہے۔ تو معشوقہ یا بیوی لبطور یادگار اس کو اپنے سر سے ایک زلف کاٹ دیتی ہے ایک نوجوان لڑکی سے ایک دفعہ ایک بوڑھی عورت نے پوچھا۔ کہ بیٹی تمہارے سر کے بالوں کو کیا ہوگیا۔ لڑکی جواب دیتی ہے۔ کہ ہاں تم جانتی ہو ہمارے شہر میں جو رجمنٹ مقیم تھی۔ وہ کل ہی یہاں سے تبدیل ہوئی ہے۔ میں نے اپنے تمام دوستوں کو کل جدا ہوتے وقت یادگاریں دے دی تھیں۔

۲۸

ایک نوجوان کنواری لڑکی سے ایک بیاہی ہوئی لیڈی نے پوچھا۔ کہ کیوں بوا کہو سنا ہے۔ تجھے شادی کا ارادہ کبھی ہو۔ جو سچ پوچھو تو پہاڑ پر چڑھ کر غار میں گر پڑو۔ مگر شادی کا نام نہ لو۔ یہ ایسی مصیبت کا نام ہے۔ لڑکی نے سنتے ہی جواب دیا۔ کہ لیڈی صاحبہ اگر مجھے امید ہو۔ کہ غار میں شوہر کھڑا ہے۔ اور وہاں گرنے سے وہ مل جائیگا۔ تو میں ایک منٹ بھی دیر نہ کروں۔

۲۹

ایک شخص نے ایک نوجوان لڑکے سے سوال کیا۔ کہ میاں شادی کیوں نہیں کر لیتے۔ اس نے کہا۔ جب بیوی آجائیگی۔ تو میری علمی محنتوں میں ہرج واقع ہوگا۔ مجھے عورتوں کے نام سے نفرت ہے۔ اس نے کہا بھلا یہ تو بتاؤ۔ وہ علمی محنتیں کس قسم کی ہوتی ہیں۔ لڑکے نے کہا۔ میں عشقیہ ناول تصنیف کیا کرتا ہوں۔

۳۰

ایک شیر فروش نے بیٹے کو کہا۔ کہ دودھ میں پانی ملادو۔ اس نے پانی ملا دیا۔ باپ نے کہا۔ تم نے دودھ میں پانی کیوں ڈالا ہے۔ پانی میں دودھ ڈال دیتے۔ کیونکہ ہم اکثر لوگوں کے روبرو قسم کھایا کرتے ہیں۔ کہ ہم دودھ میں پانی نہیں ملاتے۔ مگر پانی میں دودھ ملا دیتے ہیں +

۳۱

حضرت ظریف ہو گئے بیمار۔ ڈاکٹر صاحب دوائی پلانے کے واسطے آئے گھبراہٹ زیادہ دیکھکر ڈاکٹر صاحب بھی گھبرا گئے۔ بجائے دوائی کی بوتل کے دوات کو گلاس میں اُلٹ دیا۔ اور غلطی سے ظریف صاحب کو سیاہی کا گھونٹ پلا دیا۔ اب جو غور سے دیکھتے ہیں۔ تو مریض کو سیاہی پلا دی گئی +

ڈاکٹر۔ اوہو! اوہو! بڑا ہی غضب ہو گیا!!

ظریف۔ کیوں جناب کیسے بنی؟

ڈاکٹر۔ "میں نے بیوقوفی سے وہ ہولڈ کیا۔ اور تم کو سیاہی کا گھونٹ پلا دیا +

ظریف۔ تو پھر آپ گھبراتے کیوں ہیں۔ میں ابھی بلاٹنگ پیپر کا فنڈ سیاہی چوس کا ٹکڑا کھا جاتا ہوں۔ وہ سیاہی کو خود سنبھال لیگا" +

۳۲

ولایت میں ایک شخص کی وفات پر ایک اخبار نے یہ فقرہ لکھا۔ کہ فلانی عورت کا خاوند بیوفا گھر دنیا سے آزاد ہو کر اچھے گھر میں جا داخل ہوا ہے۔ اس پر بیوہ نے ازالہ حیثیت عرفی کا مقدمہ اس اخبار پر دائر کیا +

۳۳

ایک بابو صاحب اپنے بنگلہ میں گیند کھیل رہے تھے۔ کہ ایک طوائف سلام کو حاضر ہوئی۔ آپ کو جو مذاق نے گد گدایا تو ہنس کر فرمانے لگے۔ کہ کیوں؟ عزیزن تم گیند نہیں کھیلتیں وہ دہلی کی رنڈی کیوں چپ رہنے لگی تھی۔ کہا آپ پہلے آگے کھیلتے ہیں۔ تو اب میں کیا کھیلوں

۳۴

ایک شخص کی عورت جو بڑی گرانڈیل اور بھاری بھرکم تھی۔ قضارا فوت ہو گئی۔ ہمسایہ نے خاوند کو تسلی دیتے ہوئے کہا۔ کہ میاں تمہارا بڑا بھاری نقصان ہوا ہے۔ خاوند نے جواب دیا۔ کہ ہاں اس کا وزن تین من سے کم نہیں تھا ۔

۳۵

جیمین نے پوچھا۔ کہ آیا تم نے بھی اس بچے کا حال سنا ہے۔ جو ہاتھی کا دودھ پینے سے ایک ہفتہ میں۔ اسیر بھاری ہو گیا تھا۔ باپ نے جواب دیا بیٹی یہ کبھی نہیں ہو سکتا وہ کس کا بچہ تھا؟ جیمین بولی ہاتھی کا بچہ ۔

۳۶

عاشق نے بکمال اشتیاق اور فرط اضطراب سے اپنی معشوقہ سے کہا۔ کہ پیاری جس طرح ہو سکے۔ تم میری ہو جاؤ۔ وہ بولی کہ میں اتنی جلدی جواب نہیں دے سکتی۔ کچھ مہلت چاہیئے۔ دلباختہ عاشق نے جواب دیا۔ کہ نہیں مجھے ابھی جواب دو۔ کیونکہ ایک اور لڑکی پر بھی میری نظر ہے ۔

۳۷

ایک بدقسمت بنگال نے ایک اخبار کے ایڈیٹر کی خدمت میں حاضر ہو کر پوچھا۔ کہ میں جناب نے پہلے ایک بل ایک چٹھی کے ہمراہ آپ کے پاس بھیجا تھا۔ اس کا آپ نے جواب نہیں دیا۔ ایڈیٹر نے سوچ کر کہا۔ کہ ہاں ہاں شاید آپ کی چٹھی کاغذ کے دونوں طرف لکھی ہوئی تھی۔ اور افسوس ہے۔ ہمارے ہاں قاعدہ مقرر ہے۔ کہ جو کاغذ دونوں طرف لکھا ہوا ہو۔ ہم اس کی طرف مطلق توجہ نہیں کرتے۔ آپ کی چٹھی ردیات کے ٹوکرے میں آرام کرتی ہوگی ۔

۳۸

نگار خانہ جیمین کی دیوار پر افتتاح کنخدائی کے بارہ میں تصویریں کھینچی ہوئی ہیں جن کی کیفیت ایک شخص اس طرح لکھتا ہے۔ کہ پہلی تصویر ایک آزاد آدمی سوچ رہا

ہے۔ کہ شادی کروں یا نہ کروں۔ آخر اس کے دل میں یہی اُمنگ آتی ہے۔ کہ جلدی اچھی نہیں۔ ضرور متاہل بننا چاہئے۔ دوسری تصویر میں ایک نہایت افسردہ آدمی کھڑا ہوا رنج و غم میں ڈوبا ہوا نظر آتا ہے۔ اس کے نیچے لکھا ہوا ہے۔ کہ یہ شادی کر چکا ہے اور دنیا داری کے بکھیڑوں سے سخت بیزار ہے۔ اس لئے پھر آزادی کی آرزو رکھتا ہے تیسری تصویر میں وہی آدمی خوشی خوشی کودتا پھاندتا اور دوڑتا ہوا چلا جاتا ہے۔ اور اس کے نیچے لکھا ہوا ہے۔ کہ یہ اب قید سے آزاد ہو کر اپنی پہلی حالت کو بدرجہا ترجیح دیتا ہے"

۳۹

ایک طوائف کا کچھ اسباب چوری گیا۔ وہ تھانے میں رپٹ کو آئی۔ اور چار پانچ ہزار کی رقم مسروقہ لکھائی۔ چونکہ تھانہ دار صاحب با مذاق تھے۔ کہنے لگے۔ کہ بی صاحب آپ نے یہ کیا لغو دعوے کیا ہے۔ جو سنتا ہے۔ اس جھوٹ پر تمہارے آگے تھوکتا ہے۔ وہ بولی۔ تھانہ دار صاحب بندی کا یہ ہے۔ کچھ مضائقہ نہیں۔ کوئی آگے تھوکے۔ یا کچھ کہے مگر غضب تو یہ ہے۔ کہ تم مستغیثوں سے مذاق کرتے ہو۔ تھانہ داری کے ڈر سے تمہارے آگے کوئی کچھ نہیں کہتا۔ مگر ہر شخص تمہارے پیچھے تھوکتا ہے۔

۴۰

کسی بخیل رئیس کے ہاں کوئی سپاہی نوکر تھا جب بیچارہ کو کئی مہینے تک مشاہرہ نہ ملا سپاہی نے کسی لالہ سے قرض لینے دینے کا حساب کتاب کر لیا بنیئے نے یہ سمجھکر کہ سپاہی کچھ لکھا پڑھا تو نہیں۔ جو چاہا لکھ لیا سپاہی صاحب کی بڑے مزے سے گذرنے لگی۔ ایک دن بنیئے نے سپاہی سے کہا۔ کہ میاں جی ہمارے ہاں بہت سے سپاہی آئے مگر ہمارا کوئی کچھ نہ کرسکا۔ ہم سب سے دوگنے دام لیا کرتے ہیں اس نے کہا۔ لالہ جی کسی سپاہی سے کام نہ پڑا ہوگا۔ یہ سپاہی روز آدھ سیر آٹا اور چھٹانک بھر گھی لیا کرتا تھا۔ ایک مہینے کے بعد آدھ سیر گھی اور چھٹانک بھر آٹا خریدا کرنا شروع کر دیا۔ بنیئے نے کہا۔ تم برعکس معاملہ کیوں کرتے ہو؟ سپاہی نے جوابدیا۔ کہ تم کو اپنے دام دمڑوں سے غرض ایسے ویسے حساب سے کیا چندروز اسی طرح خرید و فروخت ہوتی رہی۔ آخر کار جب حساب ہوا

تو بنئے نے پڑھنا شروع کیا۔ کہ فلاں تاریخ میں آدھ سیر آٹا چھٹانک بھر گھی پڑھتے پڑھتے
آدھ سیر گھی اور چھٹانک بھر آٹے کی نوبت آگئی سپاہی صاحب خفا ہو کر کہنے لگے۔ تو لکھنے
میں بھول گیا ہے۔ آدھ سیر آٹا چھٹانک بھر گھی ہوگا فرخ فرخ کی آواز سن کر محلے والے جمع
ہو گئے۔ اور فیصلہ سپاہی کے حق میں ہوا۔

۴۱

ہسپتال کے ڈاکٹر نے پوچھا۔ کہ کتنے مریض فوت ہوگئے جواب ملا۔ کہ نو آدمی۔
ڈاکٹر نے کہا "کیوں میں نے دس کے واسطے دوائی بھجوائی تھی۔ کمپونڈر بولا۔ حضور
ایک نے اس کے پینے سے انکار کیا تھا۔

۴۲

شملہ پر ایک میم کے پاس ایک شخص نے نوکری کی درخواست کی۔ میم نے جواب
دیا۔ کہ میں اپنے نوکر چاکر سے تنگ آئی ہوئی ہوں۔ زیادہ آدمیوں کی ضرورت نہیں۔ سائل
نے عرض کی۔ کہ حضور میں بھی دن بھر میں بہت ہی تھوڑا کام کیا کرتا ہوں۔ میرا گزارہ
ہو جائیگا۔

۴۳

ایک مولوی صاحب نے ایک مراسی سے کہا۔ کہ جو شخص ایک روزہ رکھتا ہے اس کو
بہشت بریں میں اتنا بڑا عالیشان محل رہنے کو ملتا ہے۔ کہ جس کا عرض و طول کوسوں
ہوتا ہے۔ مراسی نے بھی دوسرے روز روزہ رکھا۔ مگر دوپہر کی گرمی نے اُسے تنگ
کر دیا۔ اس نے پانی پی لیا۔ اور مولوی صاحب سے جا کر کہنے لگا۔ کہ صاحب جب دن
بھر روزہ رکھنے کے لئے عالیشان محل ملتا ہے۔ تو آدھ دن روزہ کے لئے جھونپڑا تو مل
ہی رہیگا۔

۴۴

ایک بنئے کے بارہ لڑکے تھے۔ لیکن دوسرے سال ایک اور لڑکا پیدا ہو گیا
پہلے لڑکوں نے کہا۔ باپ ہمیں علیحدہ کر دو۔ کیونکہ اگر ایک سال آپ کا ایسا اور لگ گیا

تو گھر بار سے ہمیں صبر کرنا پڑیگا +

۴۵

ایک امیر نے اپنے ملازم سے کہا۔ کہ مکان صاف کرا دیجیئے گا۔ ملازم نے خوشی سے کہا۔ بہتر ہے۔ اور صاف نہ کرایا۔ دوسرے روز پھر انہوں نے تقاضا کیا۔ کہ اب تک مکان صاف نہ ہوا۔ کہا آج ہو جائیگا۔ اور اس روز بھی ملازم صاحب بھول گئے تیسرے روز امیر نے پھر نہایت خفگی سے کہا۔ کہ تم بڑے نمک حرام ہو۔ ابھی تک مکان بھی صاف نہ ہو سکا۔ تو ملازم صاحب کیا فرماتے ہیں۔ کہ یہ نہ کہو حضور میں نمک حرام نہیں ہوں کہا کیوں۔ فرماتے ہیں۔ کھانا میرا محل سے آتا ہے +

۴۶

ایک صاحب بہادر اپنی نوجوان بیٹی کو نصیحت کر رہے تھے۔ کہ بیٹی شادی کا خیال ابھی ترک کر دو۔ یہ بڑی تکلیفات کا موجب ہوتی ہے۔ جو لوگ شادی کرتے ہیں وہ اچھا کام کرتے ہیں لیکن جو شادی نہیں کرتے۔ وہ نہایت ہی اچھا کام کرتے ہیں۔ بیٹی نے جوابدیا۔ ابا جان ٹھیک ہے۔ میں اچھا کام تو کر سکونگی۔ لیکن نہایت اچھا کام جو کر سکتی ہیں۔ کیا کریں +

۴۷

ایک عاشق مزاج بیٹے کو باپ نے بہت کچھ سمجھایا۔ کہ عشق کا خیال چھوڑ دو۔ اور یہ قطعہ سنایا ؎

جانِ پدر تو سفرۂ بے ناں ندیدۂ — جنگ عیال و گریۂ طفلاں ندیدۂ
ننشستۂ بگوشۂ از خوف قرض خواہ — در مفلسی تو آمد مہماں ندیدۂ

صاحبزادہ چراغ پا آہ سرد دل پر درد سے نکال کر جواب میں یہ قطعہ سناتے ہیں ؎

بابا مگر تو جلوۂ خوباں ندیدۂ — چشم سیاہ و کاکل پیچاں ندیدۂ
ننشستۂ بگوشۂ در انتظار یار
ناگاہ زود در آمد جاناں ندیدۂ

۴۸

ایک بادشاہ نے وزیر کو حکم دیا۔ کہ مملکت کے تمام بیوقوفوں کی فہرست تیار کرو
وزیر نے فہرست تیار کر کے سب سے اوپر بادشاہ کا نام لکھا۔ بادشاہ نے وجہ پوچھی۔
وزیر نے کہا۔ کہ حضور نے بعض ناواقف آدمیوں کو ایک لاکھ روپیہ ایک دور دراز ملک
میں گھوڑے خریدنے کے لئے دیدیا ہے۔ بادشاہ نے تامل کر کے کہا۔ اور جو وہ
گھوڑے خرید کر کے واپس لے آئے۔ تب وزیر نے عرض کی۔ کہ میں سرے سے آپ
کا نام کاٹ کر اس کا لکھ دونگا۔

۴۹

ایک زمیندار اپنے کھیت میں کام کر رہا تھا۔ کہ ایک سفید پوش کھیت کی باڑہ
کے پاس آکر اس سے پوچھنے لگا۔ کہ کیوں صاحب اس کھیت میں کیا اگا ہوا ہے؟
اس نے کہا گیہوں کا کھیت ہے۔ کیا گیہوں کے لئے اتنے بڑے درخت ہوتے ہیں
پھر پوچھنے لگا۔ وہ سامنے کیا جانور چر رہے ہیں؟ زمیندار بولا یہ گائیں اور بھینسیں ہیں۔
سفید پوش یہ سنکر کہنے لگا خوب مجھے معاف رکھنا۔ میں یہاں کی زراعت کے ہفتہ وار
اخبار کا عرصہ دس سال سے ایڈیٹر ہوں مجھے اس عرصہ میں باہر نکلنے کی کبھی فرصت
نہیں ملی۔ زمیندار نے حیران ہو کر کہا۔ تو آپ ہمیں کیا خاک تعلیم دیا کرتے ہیں۔

۵۰

پادری صاحب نے جنازہ کیوقت بیوہ سے دریافت کیا۔ کہ مرحوم مرنے سے
پیشتر مرنے (خدا کے حضور جانے) کے لئے تیار تھا۔ بیوہ نے کہا۔ ہاں عرصہ سے
تیار تھا۔ اس نے تین کمپنیوں میں اپنی زندگی کا بیمہ کرا رکھا تھا۔

۵۱

ایک پنج سالہ لڑکا جبکہ مدرسہ میں بٹھایا گیا۔ تو پہلے روز جب شام کو گھر آیا۔ تو
ماں سے کہنے لگا۔ کہ "اماں! میں جانتا ہوں۔ کہ استاد کو کچھ نہیں آتا۔" ماں نے پوچھا
بیٹا کس طرح؟ وہ سارا دن لڑکوں سے سوال پوچھتا رہا ہے۔ کسی سے پوچھتا ہے

راوی کہاں ہے؟ کسی سے پوچھتا ہے۔ لاہور کدھر ہے؟ کیا وہ یہی نہیں جانتا!!

۵۲

ایک روز شاہزادہ ویلز اپنے ایوان میں بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ خدمتگار نے اطلاع دی۔ ایک اخبار کا ایڈیٹر آیا ہے۔ اور یور رائل ہائنس سے ملنا چاہتا ہے۔ حکم دیا۔ کہ اس کو فوراً طلب کرو کیونکہ اگر وہ دروازہ سے نہ آیا۔ تو روشندان سے آئیگا۔ مگر آئیگا ضرور۔ واقعی ایڈیٹر کی صحیح تعریف یہی ہے ٭

۵۳

کوئی مولوی صاحب وعظ میں فرمانے لگے۔ کہ قیامت کے دن مسخروں کا برا حال ہوگا۔ ایک ظریف نے دریافت کیا۔ کہ مولانا کیا حال ہوگا۔ مولوی صاحب فرمانے لگے۔ کہ ننگا کر کے بدن پر کوڑے لگیں گے۔ ظریف نے کہا۔ یہ بھی ایک مسخراپن ہوگا ٭

۵۴

ایک ظریف نے ایک بڈھے سے دریافت کیا۔ کہ بڑے میاں کیا ڈھونڈتے پھرتے ہو۔ بڈھے نے جواب دیا۔ جوانی۔ ظریف نے کہا۔ کیوں جھوٹ بولتے ہو۔ یہ کیوں نہیں کہتے۔ کہ قبر کے لئے زمین ڈھونڈتا ہوں ٭

۵۵

ایک خاص شہر کے منصف صاحب جو بڑے متقی اور پرہیزگار تھے۔ ہمیشہ عدالت کی کرسی پر بیٹھکر فرماتے تھے۔ کہ ہم کبھی کوڑی رشوت نہیں لیتے (اور در حقیقت بھی کوڑی ہاتھ سے نہ چھوتے تھے) صرف روپیہ ہی روپیہ لیتے تھے۔ اور وہ بھی اس ڈھنگ کہ اہل مقدمہ اپنی پشت کی طرف ہاتھ کر کے دے۔ اور نام بتا دے۔ کہ آیا مدعی ہے یا مدعا علیہ۔ تا کہ قسم کھانے کو جگہ باقی رہے۔ کہ ہم نے کسی کے سامنے رشوت نہیں لی ٭

۵۶

ایک تند مزاج جج نے گواہ سے جو عدالت میں تھا۔ پوچھا۔ کہ فلاں فلاں چیزوں

میں کس قدر فاصلہ تھا۔ اس نے کہا۔ کہ تین گز دو فٹ سوا چھ انچ۔ حاکم نے پھر پوچھا کہ تم کو اس قدر صحت سے کیا وجہ ہے۔ کہ یہ فاصلہ یاد ہے۔ اس نے کہا مجھے پہلے ہی کھٹکا تھا۔ کہ ممکن ہے۔ کوئی بیوقوف اس طرح کے سوالات پوچھ بیٹھے۔ اس سے یہ ناپ لیا تھا ✤

۵۸

ایک میم صاحبہ کو دانت کے درد نے دانت نکلوانے پر مجبور کیا۔ دانتوں کا ڈاکٹر بلایا گیا۔ اور جبکہ دنداں ساز نے اسباب تیار کر کے دانت نکالنے کی تیاری کی۔ تو خاوند نے ڈاکٹر کو کہا ٹھیرو ٹھیرو۔ تم دانت تو نکال دو گے۔ اور اس سے میری بیوی کی خوبصورتی میں فرق آجائیگا۔ ڈاکٹر نے کہا میں تو دانت ہی نکالنے کے لئے آیا تھا۔ اگر نہ نکالوں۔ تو وہ درد سے بیزار ہو رہی ہے۔ صاحب بہادر نے کہا۔ تو بھی یہ دانت تو میں کبھی نہ نکالنے دونگا۔ کیونکہ مسکراتے وقت یہ میری بیوی کے منہ میں خوبصورت معلوم ہوتا ہے۔ مگر اس کے ساتھ کا نکال دو۔

۵۹

ایک زن مرید صاحب بہادر کی میم کو درد دنداں نے اس قدر تنگ کیا۔ کہ دانت نکلوانے کی ضرورت ہوئی۔ دانتوں کا ڈاکٹر کہیں قریب نہیں رہتا تھا بلکہ میل کے فاصلے سے خاوند بیچارہ جاکر دنداں ساز کو ہمراہ لایا۔ اور بیگم صاحبہ کے حضور میں گذارش کی۔ دنداں ساز حاضر ہے۔ جب ڈاکٹر نے زنبور کو تیار کر میم کے منہ کی طرف کیا۔ تو خاوند سے کہنے لگی۔ کہ میں کو ابھی دانت نہیں نکلواتی مجھے ڈر لگتا ہے۔ پہلے تم اپنا دانت نکلوا کر دکھاؤ۔ مسٹر زن مرید صاحب کی کیا مجال تھی کہ تعمیل ارشاد نہ کرتے۔ فوراً دانت نکلوانے پر آمادہ ہو گئے۔ مگر چونکہ دانت بالکل مضبوط تھا۔ اس کے نکلوانے میں شدت درد کی وجہ سے بڑی کشمکش ہوئی۔ آخر آخر صاحب کا دانت نکل گیا۔ اب میم صاحب سے التجا کی۔ کہ بیوی اب تو دانت نکلوا لو اس نے کہا میں تو کبھی نہیں نکلواؤں گی۔ مجھے معلوم ہوا ہے۔ کہ دانت نکلوانے میں

بڑا ورد ہوتا ہے +

۶۰

ایک مرتبہ سفر میں کسی مسخرے کو روٹی پکانے کا اتفاق ہوا چولہے کو پھونکتے وقت کہیں سے پیچھے سے گوز نکل گیا۔ فوراً آپ چوتڑ پھیر کر کیا فرماتے ہیں۔ ابے کمبخت تو بڑی جلدباز ہے۔ تو تو ہی پھونک لے +

۶۱

ایک شخص کا گھوڑا ایسا دبلا ہو گیا تھا۔ کہ مالک نے اس کی دم میں ایک پتھر باندھ دیا۔ کیونکہ اس کو شبہ ہو گیا تھا۔ کہ یہ یونہی چراگاہ میں پھرتا رہا۔ تو کسی روز آندھی کے جھونکوں سے اُڑ نہ جائے +

۶۲

ایک نابینا ایک بینا دوست کے ہمراہ نقالوں کا تماشا دیکھنے گیا۔ اور دوست کے ساتھ یہ بات ٹھیرا لی۔ کہ جب نقال کوئی عمدہ حرکت کریں۔ کہ اس پر ہنسی آوے تو مجھے چٹکی سے خبر کر دینا جب نقال کوئی عمدہ سوانگ بھرتے تھے۔ اور لوگ اس پر ہنستے تھے۔ بلکہ اندھے میاں کا دوست بھی بیساختہ ہنستا تھا۔ تو اندھا چپکا بیٹھا رہتا۔ مگر جب مجلس خاموش ہو جاتی۔ تو دوست کو یاد آ جاتا۔ کہ اندھے کو بھی چٹکی لے دو۔ جب وہ چٹکی لیتا۔ تو اندھا صاحب ہنستے ہنستے لوٹن کبوتر ہو جاتا۔ یہ کیا کچھ کم مزیدار سوانگ تھا +

۶۳

ایک کسان کے سامنے ایک ناقابل آدمی شیخی مار رہا تھا۔ کہ میرا باپ امیر تھا۔ اور میرا دادا سات پشت سے منصبدار پنجہزاری اور جاگیردار تھا۔ کسان نے سوچ کر کہا۔ کہ میاں سمجھ لیا ہے جبھی تو تم ایسے نالائق ہو گئے ہو۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ جیوں جیوں تخم پرانا ہوتا جاتا ہے۔ اس کی فصل بھی ویسی ہی ناقص ہوتی جاتی ہے +

۶۴

ایک نوجوان بیوہ نے نئی روشنی سے حصہ پاکر ایک اپنی پسند کے جوان سے شادی کر لی مگر اس لڑکی کے ایک بزرگ رشتہ دار کو اس کا یہ انتخاب پسند نہ آیا۔ اور بڑی سنجیدگی سے ازراہ ملامت اُسے سمجھانے لگا۔ کہ تم نے لائق آدمی اپنے لئے پسند نہیں کیا۔ اور میں یقین رکھتا ہوں۔ کہ اگر تمہارا مرحوم شوہر اس وقت زندہ ہوتا۔ تو کبھی تم کو ایسے شخص سے شادی نہ کرنے دیتا۔

۶۵

ایک منجم سے کسی بادشاہ نے پوچھا۔ کہ میں پہلے مرونگا۔ یا میری بیگم؟ منجم نے فوراً جواب دیا۔ کہ پہلے بیگم صاحبہ فوت ہونگی۔ جب لوگوں نے اس کا سبب پوچھا۔ کہ کیا سمجھکر تم نے ایسا جواب دیا۔ منجم نے کہا۔ اتفاق سے اگر بیوی مرگئی۔ تو میں سچا ٹھیروں اور جو بادشاہ ہی پہلے مرگیا۔ تو پھر کیا مجھ سے بازپرس کرنے آئیگا۔

۶۶

ایک جولاہے کو راستہ میں رہزنوں نے گولی ماری۔ جو اس کے ابرو کے پاس لگی۔ وہ بیچارہ اس سے جانبر نہ ہو سکا۔ جب لاش اس کے گھر میں لائی گئی تو اس کی ماں نے دیکھکر سجدہ شکر ادا کیا۔ اور کہا اگر یہی گولی ذرا نیچے آنکھ میں لگ جاتی۔ تو میرا بیٹا کانا ہو جاتا شکر ہے۔ آنکھ تو سلامت رہی۔ کیا ڈر ہے۔ جو جان سلامت نہیں۔

۶۷

ایک مسافر نے ایک ۶-۷ سال کے بچے سے پوچھا۔ کہ وہ سامنے تمہارے دادا کھڑے ہیں۔ ان کی کیا عمر ہو گی۔ بڑے بوڑھے معلوم ہوتے ہیں۔ بچے نے جواب دیا۔ کہ جب سے مجھے ہوش آئی ہے میں ان کو ایسا ہی گھر کے اِدھر اُدھر گھومتا دیکھتا ہوں۔

۶۸

کیا مزے کی بات ہے۔ کہ زن و مرد بیاہے جاتے ہیں۔ تو جو کچھ بیوی کو اپنے شوہر

میں نظر آتا ہے۔ وہ ان کے اور کسی مرد رشتہ دار اور دوست آشنا کو نہیں معلوم ہوتا اور جو کچھ شوہر بیوی میں دیکھتا ہے۔ وہ ان کے اور کسی زنانہ دوست آشنا کو نظر نہیں آتا +

۶۹

ایک لوئر سکول کے اول مدرس نے اپنی جماعت کے سب سے بڑے طالب علم سے مخاطب ہو کر کہا "محمود بوسہ لینا کیا فعل ہے" محمود نے جواب دیا "فعل لازمی بھی ہو سکتا ہے اور متعدی بھی" استاد نے پوچھا۔ وہ کس طرح؟ شاگرد نے کہا۔ لازمی لڑکے کی طرف سے اور متعدی لڑکی کی طرف سے +

۷۰

ایک چڑیا والا چڑیا بازار میں ایک اُلّو اور ایک اس کا بچہ فروخت کرنے کو لایا۔ ایک چڑی باز شخص نے قیمت دریافت کی۔ اس نے بڑے کے پانچ روپے اور بچے کے دس کہے۔ انہوں نے بچہ کی دوچند قیمت ہونے کا باعث دریافت کیا چڑیمار نے کہا۔ کہ حضرت یہ تو صرف اُلّو ہی ہے۔ مگر یہ اُلّو کا پٹھا ہے۔ کیوں قیمت دوچند نہ ہو۔

۷۱

ایک کانے نے کسی سے شرط کی۔ کہ میں تم سے زیادہ دیکھتا ہوں۔ اور شرط لگاتے ہی بول اُٹھا۔ کہ میں جیتا۔ کیونکہ میں تمہاری دو آنکھیں دیکھتا ہوں۔ اور تم میری ایک ہی دیکھتے ہو۔

۷۲

ایک شخص نے اپنے دوست کو کہا۔ کہ دیکھو۔ کہ سامنے سے میاں رفیق آرہے ہیں۔ اور چونکہ میں اُن کا کچھ تھوڑا روپیہ دینا رکھتا ہوں۔ اس لئے مجھے راستہ سے ایک طرف چھپ جانے دو۔ کہ وہ مجھے دیکھکر ٹھہر نہ جائیں۔ دوست نے جواب دیا۔ کہ میاں بالکل مطمئن رہو۔ اس نے میرے بہت سے روپے دینے ہیں۔ وہ ہرگز اس طرف نظر اُٹھا کر ہی نہ دیکھیگا۔ ٹھہرنے کا تو کیا ذکر ہے +

۴۳

نیویارک ہرلڈ اخبار میں ایک مضمون شرابیوں کی ہجو میں نکلا۔ ایک ڈبل شرابی اس کو پڑھ کر جل گیا۔ اور بڑا سا لٹھ لیکر ہرلڈ کے پریس میں آیا۔ کہ ایڈیٹر کی خبر لے۔ ایڈیٹر صاحب اپنے دفتر میں بیٹھے ہوئے مضمون لکھہ رہے تھے۔ کہ میاں شرابی غصہ میں لال پیلی آنکھیں نکالتے ہوئے اندر چلے گھسے۔ اور ایڈیٹر ہی سے دریافت کیا۔ کہ تمہارے اخبار کا ایڈیٹر کہاں ہے۔ ایڈیٹر تھا عقلمند تیوروں سے تاڑ گیا جھٹ کھڑا ہو کر کہنے لگا۔ آپ تشریف رکھیں میں ابھی ایڈیٹر کو لاتا ہوں شرابی صاحب اخبار کو جس میں ان کی ہجو لکھی تھی ہاتھ میں لئے ہوئے کرسی پر ڈٹ گئے۔ ایڈیٹر ایک دوسرے راستہ سے باہر کی طرف نکلے۔ کہ اتنے میں ایک اور شرابی اسی اخبار کو ہاتھ میں لئے ہوئے پہنچا اور ایڈیٹر ہی سے نہایت غصہ کی حالت میں پوچھا۔ کہ اس اخبار کا ایڈیٹر کہاں ہے ایڈیٹر نے براہ چالاکی اس پہلے شرابی کی طرف اشارہ کیا۔ کہ وہ بیٹھے ہیں۔ ایڈیٹر تو آگے کو چلتا بنا۔ لیکن پچھلے شرابی صاحب پہلے شرابی پر بلی کی طرح ٹوٹ پڑے خوب طرفین سے جوتی پیزار کی بوچھاڑیں ہوئیں۔ اس لئے اس کو اور اس نے اس کو ایڈیٹر سمجھا۔ حالانکہ دونوں شرابی تھے۔ آخر کار راز فاش ہو گیا پر دونوں نادم ہو کر لئے ہوئے خود کردہ کا درماں کیا تھا۔

۴۴

ایک ظریف یک چشم نے ایک تھیٹریکل کمپنی کے ٹکٹ تقسیم کرنے والے سے نصف ٹکٹ طلب کیا۔ اس نے جواب دیا۔ کہ تو خاصا ہٹا کٹا جوان ہے۔ سارا ٹکٹ کیوں نہیں خریدتا۔ اس نے کہا۔ اس واسطے کہ لوگ دونوں آنکھوں سے دیکھینگے اور میں ایک آنکھ سے۔ جس پر خوب قہقہے اڑے۔ اور اسے مفت تماشا دکھلایا گیا۔

۴۵

عدالت سے ایک ملزم کو حکم ہوا۔ کہ گواہان صفائی پیش کرے۔ اس نے تین خاکروب اور تین بہشتی ملازمان میونسپلٹی پیش کر دیئے۔ عند الاستفسار ملزم نے

بیان کیا۔ کہ حضور حتروں اور بہشتیوں سے بڑھ کر صفائی کے حالات کون سمجھ سکتا ہے

۷۶

نادر شاہ اور محمد شاہ ایک روز آپس میں گفتگو کر رہے تھے۔ نادر شاہ نے دریافت کیا۔ کہ اگر زن ہندی ہو۔ اور مرد افغان۔ تو اولاد کیسی ہو۔ شاہ ہند تو خاموش ہو گئے۔ مگر وزیر نے دست بستہ جواب دیا۔ کہ سبحان اللہ مجھ بہت نادر ہو ⁂

۷۷

اتفاقاً ایک گوسی مسلمان ہوا۔ گھر والے سب منع کرتے رہے۔ اور یہاں تک پابند مذہب ہوا۔ کہ پانچ وقت نماز ادا کرنے لگا۔ خدا کی قدرت سے اس کی دو چار بھینیں گائیں تھیں سب مر گئیں۔ اب رہ گئے کوڑے قلاش۔ گھر والوں نے کہا۔ یہ نماز کا وطرہ ہے۔ جب اس کا ظہر کے آنو کی چڑھ بنی۔ جب کسی پر ناراض ہوتا۔ تو فوراً کہنے لگتا۔ لاؤں لوٹا۔ کروں وضو۔ پڑھوں نماز۔ کروں ستیاناس ⁂

۷۸

جب چھوٹا بیٹا شاکر باپ کے پاس روتا ہوا بڑے بھائی کی جو سات سال کا تھا۔ فریاد کی۔ کہ اس نے مجھے مارا ہے۔ تو باپ نے بڑے بیٹے کو بلا کر ملامت کی۔ اور سمجھایا کہ اپنے سے چھوٹوں کو مارنا بڑی بزدلی اور بے انصافی ہے۔ تو راد ہلے سر اٹھا کر کہا۔ لالہ پھر آپ مجھے کیوں مارا کرتے ہیں۔ کیوں یہ بزدلی نہیں؟

۷۹

ایک سپاہی نے افسر کو کہا۔ کہ آپ مجھے نہیں پہچانتے۔ اس نے کہا۔ میں نہیں جانتا۔ تم کون ہو۔ سپاہی نے کہا۔ تم ہی نے فلانی فلانی لڑائی میں میری جان بچائی تھی۔ افسر نے پوچھا۔ وہ کس طرح؟ اس نے جواب دیا۔ کہ جب آپ میدان سے بھاگے تھے۔ تو میں بھی ساتھ ہی بھاگ آیا۔ ورنہ اگر میں میدان میں رہتا۔ تو کبھی نہ بچتا۔ میں آپ کا مشکور ہوں۔ کہ آپ ہی کی طفیل میری جان بچی ⁂

۸۰

ایک محرر کابخی ہوس کو سرکار نے موقوفی کا حکم دیا۔ کہا حضور کیوں موقوف کیا جاتا ہوں۔ کہا تو بیوقوف ہے۔ کہا حضور واہ میں تو پندرہ برس کابخی ہوس میں رہ چکا ہوں۔ کہا تمہارا رہنے سے عقل کیا تھوڑی ہی آتی ہے۔ کہا حضور ہمیشہ تنہا نہیں۔ پندرہ برس ڈنگروں کے ساتھ کابخی ہوس میں رہا ہوں ٭

۸۱

ایک چھوٹے لڑکے کو والدین ہمیشہ مدرسہ میں حاضر ہونے اور سبق یاد کرنے کی تاکید کرتے تھے۔ مگر وہ ان باتوں سے بہت ناخوش ہوتا تھا۔ ایک روز پادری نے اس سے پوچھا۔ کہ بائے تو گرجے میں جاکر کیا دعا مانگتا ہے۔ اس نے سادہ مزاجی سے جوابدیا۔ کہ یتیم ہونے کی آرزو رکھتا ہوں ٭

۸۲

دیکھو آج کے اخبار میں لکھا ہوا ہے۔ کہ مسٹر شاک فوت ہوگیا۔ اور اخبار والا لکھتا ہے۔ کہ مرحوم بڑا ماہر اور نیک مرد تھا۔ کیوں مسٹر فرنڈ ہم سے اس نے سکرٹ کا کام خرید کر لیا تھا۔ اس نے جوابدیا۔ کہ مرنا تم نے سنا نہیں "مونے ہاتھی کی بڑی آنکھیں" ٭

۸۳

گاؤں کے ملا نے ایک مراسی کو کہا۔ کہ تو نے فلاں شخص سے چوکر لیا تھا اور پھر اس کو واپس نہیں دیا۔ قیامت میں جب تم دونوں روبرو ہوگے تو خدا کے حضور میں مالک کو کیا جواب دوگے۔ مراسی بولا۔ کہ کیوں مولوی جی بکرا بھی وہاں حاضر ہوگا۔ اس نے کہا۔ ہاں۔ تو مراسی کہنے لگا۔ پھر اچھا موقع ہاتھ آئیگا۔ بکرا کان سے پکڑ کر کہونگا چودھری صاحب شکر ہے۔ آپ موقع پر آپہنچے۔ ہاں آپ بکرا لیجیے ٭

۸۴

ایک مجلس میں ایک نوجوان نے ایک لیڈی سے درخواست کی۔ کہ میں آپ کے واسطے ہاتھ پر بیٹھوں۔ لیڈی نے جوابدیا۔ ہرگز نہیں۔ کہیں ہاتھ پر بھی

بیٹھا کرتے ہیں۔ کرسی پر بیٹھو +

۸۵

ایک حضرت بنگالی مہاشا کو جو فارسی سیکھنے کا خبط چرایا۔ تو جھٹ آپ کسی مکتب میں جا بیٹھے۔ استاد نے بتایا۔ کہ ہاتھی کی فارسی ہے پیل اب بابو صاحب یاد کرتے ہیں پیل پیل۔ ملنے ہاتھی۔ اس کا آگے بھی پوش ہوتا ہے۔ اور پیچھے بھی پوش ہوتا ہے !!

۸۶

کہتے ہیں۔ کہ ایک افغان نصیب کی یاوری سے رفتہ رفتہ عہدہ جلیلہ وزارت پر سرفراز ہو گیا۔ ایک روز آپ سواری فیل شرک پر چلے جاتے تھے۔ ناگاہ آپ کی برادری سے کوئی بھائی بندا دھر کو چلا آتا تھا۔ آپ کو اس تجمل و شوکت میں دیکھ کر ایک درخت کی چوٹی پر چڑھ گیا۔ جب آپ درخت مذکور کے مقابل پہنچے۔ تو اس نے بآواز بلند کہا۔ بھائی السلام علیکم۔ آپ حیران ہو کر اس کا منہ تکنے لگے۔ وہ بولا کہ بھائی تو دھیان کہاں۔ آپ تو ہاتھی پر ہیں۔ ہم آپ سے بھی برتر بالائے درخت ہیں +

۸۷

ایک نوجوان پریزاد ہاتھ میں ننگل لئے ہوئے چلی جا رہی تھیں ایک دل لگی باز نے حسرت سے کہا کاش ہم ہی ننگل ہوتے۔ عورت بولی۔ ہر روز جوتے کھا کھا کر سیدھے ہوا کرتے +

۸۸

ایک ضعیفہ کی بیوی نے اپنے خاوند سے کہا۔ کہ کیا اچھا ہوتا۔ جو میں کتاب ہوتی تاکہ تمہاری نظروں کے سامنے ہمیشہ رہا کرتی۔ اور تمام وقت جو کتاب کے مطالعہ میں صرف ہوتا ہے۔ اس کا لطف مجھے حاصل ہوتا پیارے شوہر نے جل کر جواب دیا۔ کہ نہیں تم بجلے کتاب کے جنتری ہوتیں۔ تو بہت اچھا ہوتا۔ کہ میں ہر سال بدل ڈالا کرتا +

۸۹

کسی جلسے میں ایک جرمن صاحب بیٹھے ہوئے شیخی بگھار رہے تھے کہ جرمنی زبان سب سے قدیم اور پاک ہے ۔ چنانچہ بہشت میں حضرت آدم بھی یہی بولتے تھے ۔ ایک ظریف مجمع میں بیٹھے ہوئے تھے ۔ بات کاٹ کر بولے ۔ جب ہی بہشت سے نکالے گئے ۔

۹۰

کسی زمیندار کے گھر میں عام دعوت تھی ۔ ایک مراسی بھی آیا ۔ زمیندار نے شوربا اور روٹیاں اس کے آگے رکھدیں ۔ مراسی نے جب دیکھا ۔ کہ رکابی میں بوٹی کا نام بھی نہیں ۔ زمیندار سے سوال کیا ۔ کہ چوہدری جی آج کیسی دعوت ہے ۔ چوہدری نے کہا گیارہویں کی ۔ مراسی فوراً زمین چوم کر بولا ۔ کہ قربان جایئے ۔ جس نے بارہ برس بعد دریا سے کشتی نکالی ۔ وہ دیگچہ میں بوٹیاں کیوں چھوڑنے لگا تھا ۔ تمام ہنسے ۔ اور مراسی کو عمدہ کھانا دیا گیا ۔

۹۱

انگلستان کے ایک حکیم نے لکھا ہے ۔ کہ جب بارش ہوتی ہے ۔ تو کئی لوگ زن و مرد چھاتے لگا کر دوڑتے ہوئے آتے ہیں ۔ غور سے دیکھو ۔ کہ اگر مرد پر چھاتی کا تھوڑا حصہ ہے ۔ اور عورت پر زیادہ ہے ۔ تو سمجھو ۔ ان کی ابھی شادی نہیں ہوئی ۔ اور اگر عورت پر تھوڑا سایہ ہے ۔ اور مرد پر زیادہ ۔ تو جان لو ۔ کہ وہ بیاہے ہوئے ہیں خوب ۔

۹۲

ایک چھوٹی سی معصوم لڑکی جو راستہ میں اپنے چچا سے جدا ہو گئی ہے ۔ ایک آدمی سے پوچھتی ہے ۔ جی کیوں آپ نے کسی ایسے شخص کو بھی دیکھا ہے ۔ جو اکیلا جاتا ہو ۔ اور اس کے ہمراہ کوئی چھوٹی لڑکی نہ ہو ۔ اس شخص نے کہا کیوں تمہیں اس سے کیا کام ہے ۔ لڑکی بیچاری بسورتی ہوئی بولی کہ میرے چچا نے مجھے گم کر دیا ہے اور میں نے سمجھا تھا کہ اگر تم نے کسی آدمی کو جس کے ساتھ لڑکی نہ ہو دیکھا ہو ۔ تو مجھے اس کے پاس پہنچا دو ۔

۹۳

ڈاک خانہ کے پاس ایک لڑکا کھیل رہا تھا ۔ ایک شخص نے اسے پوچھا کہ کیوں

میاں لڑکے تم نے یہاں ایک روپیہ پڑا پایا ہے۔ لڑکے نے کہا "اں روپیہ اگر میں یہاں روپیہ پاتا۔ تو تم مجھے اب تک کیوں کھڑا پاتے۔ میں شہر کی دوسری طرف ہوتا +

۹۴

ایک سب ایڈیٹر اپنے اخبار میں لکھتا ہے۔ کہ ہم اپنے اخبار کے تمام خریداروں سے جو قیمت پیشگی بھیجیں۔ یہ رعایت کرسکتے ہیں۔ کہ اگر وہ کسی اتفاقی حادثہ سے مرجائیں۔ تو ہم ان کے مرنے کی خبر مفت چھاپ دینگے۔ شاید سب خریداروں نے اس ترغیب پر تو قیمت پیشگی ہی دیدی ہوگی +

۹۵

ڈاکٹر۔ کمپاونڈر سے "کیوں جی! ہم نے تو وہ دوائی سفید سفوف مریض کو دس بجے دے دیا تھا" جناب دیدیا تھا۔ اور وہ عرق ۱۱ بجے دیدیا تھا؟ حضور نہیں۔ کیوں نہ دے! بیوقوف۔ تم ہمارا حکم نہیں مانتے۔ اچھا ہم تمہیں موقوف کردیں گے۔ جناب کس کو عرق دیتا۔ مریض تو پونے گیارہ بجے ہی سدھار گیا تھا +

۹۶

اُستاد نے جماعت سے پوچھا۔ کہ تم آسان سوال بھی نہیں حل کرسکتے۔ آؤ میں تم کو سمجھاتا ہوں۔ فرض کیا۔ تم میں سے ۸ لڑکوں کے پاس ۴۸ آم ۳۲ شفتالو ۲ انار ہوں تو تم میں سے ہر ایک کو کیا ملا۔ ایک لڑکا جو سنتے ہی بول اٹھا "ہیضہ مہلک"!

۹۷

ایک سات سال کے بچے نے اپنے بوڑھے والد سے پوچھا۔ کہ بابا تمہاری عمر کتنے سال کی ہے۔ اس نے کہا۔ ۷۰ سال کی۔ بچہ بول اٹھا۔ کہ اں تم مجھ سے صرف ۸۰ سال بڑے ہو۔ ادھر تم کو تو میرے پیدا ہونے تک بڑا انتظار کرنا پڑا ہوگا +

۹۸

ایک میم نے اپنے شوہر سے پوچھا۔ کہ جان من اب تو تم گاہے ماہے ہی میرا بوسہ لیتے ہو لیکن شادی سے پہلے تو تم بوسے لیتے لیتے مجھے حیران کردیتے تھے۔ شوہر بولا۔

اپیاری میں خود اس بات سے بے خبر نہیں۔ اب میں آئندہ کے لئے ذخیرہ رکھتا ہوں
کہ کام آئیں ٭

۹۹

ایک مدرسہ میں ایک مسلمان عربی مدرس ہمیشہ کہا کرتا تھا۔ کہ جو شخص حساب
کتاب میں پورا اتریگا۔ وہی قیامت میں بہشت پائیگا۔ ایک لڑکا اس کی جماعت
کا ہمیشہ اس بات کو سنکر گھبراتا تھا۔ کیونکہ اپنی جماعت میں حساب کے مضمون میں
وہ ناقص تہا۔ اور اس لئے اس نے آئندہ کے لئے عربی کا گھنٹہ بھی حساب ہی کی مشق
کرنا شروع کیا۔ ایک روز عربی مدرس نے غیر حاضری کی وجہ پوچھی۔ اس نے جوابدیا
کہ جناب آپ جو فرمایا کرتے ہیں۔ کہ جو حساب کتاب میں پورے اتریں گے۔ وہی قیامت
کو بہشت کے وارث ہوں گے۔ اس لئے میں حساب سیکھنے میں زیادہ محنت کرتا ہوں۔

۱۰۰

ایک میم صاحب نے چپراسی سے کہا۔ کہ ہمارے بابا لوگ کے واسطے گدہا لاؤ۔
چپراسی سادہ لوح ایک کمہار کا گدہا جو پاس چر رہا تھا۔ پکڑ لایا تھا۔ میم صاحبہ نے
اوپر نیچے سب طرح دیکھکر کہا۔ ”ول یہ تو صاحب کا مافک ہے۔ ہمارا مافک لاؤ یعنی
گدی لاؤ٭

۱۰۱

ایک کریہ صورت پادری صاحب وعظ فرما رہے تھے۔ کہ لوگوں نے اُن کا ایسا
مضحکہ کیا۔ اور کھلی اڑائی۔ کہ بیچارے وہاں سے چلتے ہوئے۔ ایک صاحب نے ان سے
پوچھا۔ کہ وعظ کہتے نہ تھے۔ واپس چلے آئے ہو۔ پادری صاحب جلے ہوئے تھے۔ کہنے
لگے۔ وہ سب سور ہیں۔ اور دوزخ میں جانے والوں سے ہیں۔ وہ شخص بولا جبھی آپ
ان کو وعظ میں بھائی بھائی کہکر پکار رہے تھے ٭

۱۰۲

ایک نواب صاحب کا انتقال ہوا۔ اور ان کے صاحبزادہ بلند اقبال مسند ریاست

پوشکن ہو سے بہت کچھ خیرات کی۔ ایک روز ایک بینوا فقیر ایک مریل ٹٹو پر سوار دربار میں وارد ہوا۔ اور کہنے لگا۔ کہ جب نواب صاحب مرحوم خلف الصدق کے نام ایک پیغام لایا ہوں۔ آپ نے عالم رویا میں مجھے یہ فرمایا تھا۔ کہ میرے جانشین سے کہنا۔ کہ تم کو ایک عمدہ عراقی گھوڑا مع ساز و یراق کے دس ہزار روپیہ اور ایک خلعت دیا دیکر رخصت کرے۔ بیٹے نے کہا۔ اچھا ٹھیرو۔ ہم رات کو قبلہ عالم سے دریافت کرلیں دوسری صبح بینوا نے عرض کی۔ کہ حضور میرا کام؟ نواب صاحب نے کہا۔ کہ ہاں رات کو حضور میرا کام؟ نواب صاحب نے کہا۔ کہ ہاں رات کو حضور مغفور سے ملاقات ہوئی۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اس بینوا کا ٹٹو چھین کر کپڑے اتار لو۔ اور کوڑے مار کر نکلوا دو۔ اس لئے اب اس کی تعمیل ہو گی۔ بینوا نے کہا۔ کہ مجھے تو اس سے کچھ انکار نہیں مگر نواب صاحب مرحوم [illegible] تھے۔ کہ مجھے کچھ کہا۔ اور آپ کو کچھ کہدیا۔ نواب خاموش ہوگیا۔ اور اس کو خوش کر کے رخصت کیا ✤

۱۰۳

تماشا گاہ میں ایک یہودی لیڈی نے زور سے جمائی لی۔ ایک یورپین ڈاکٹر قریب بیٹھے تھے۔ فرمانے لگے۔ کہ بی بی مجھ کو تو نگل جانا۔ لیڈی نے کہا۔ آپ اندیشہ نہ کیجئے میرے مذہب میں سور حرام ہے ✤

۱۰۴

ایک افیونی کسی کنوئیں میں گر گیا۔ اتفاقاً ایک بنیا بھی اس میں جا گرا۔ افیونی نے بنئے سے کہا۔ تو کون ہے؟ بنئے نے کہا۔ میں بنیا ہوں۔ تم کیا کہتے ہو۔ اچھا ذرا سا گڑ تو دلوائیے ✤

۱۰۵

ایک محفل میں شادیوں کا ذکر آیا۔ ایک پیرمرد بیساختہ بول اٹھا۔ کہ جی ہاں امسال لڑکیوں کی نسبت لڑکے زیادہ بیاہے گئے ہیں ✤

۱۰۶

ایک والی چھوٹی (دہ سالہ) کی لڑکی کو کہتی ہے۔ کہ دیکھو بیٹی شکر نہ لینا۔ تمہاری اماں نہیں دیکھتی۔ مگر کوئی تو دیکھتا ہے۔ لڑکی اپنی معصومانہ سادگی سے کہتی ہے۔ ہاں میں جانتی ہوں۔ خدا دیکھتا ہے۔ مگر وہ تو اماں کو نہیں بتائیگا ۔

۱۰۷

ایک لکچرار صاحب نے اثنائے تقریر میں دیکھا۔ کہ سامعین میں سے اکثر اونگھ رہے ہیں۔ فرمانے لگے۔ حاضرین! میں مشکور ہوں۔ آپ نے بڑی توجہ سے میری گفتگو کو سنا۔ اور اس پر وجد کیا۔ اب میں آخیر کلام پر ان سب صاحبوں کو جو وجد میں نہیں گئے۔ زیادہ متوجہ کرنا چاہتا ہوں ۔

۱۰۸

ایک حضرت جاڑوں میں ہلکی سی رضائی دوہری کر کے سویا کرتے تھے کسی شخص نے کہا۔ کہ میاں اس رضائی میں سردی تو کیا جاتی ہوگی۔ آپ نے اس کے جواب میں فرمایا۔ کہ اس میں تین پاؤ روئی ہے۔ جس دن سردی زیادہ ہوتی ہے۔ میں رضائی کو دوہری کر لیتا ہوں۔ اس ترکیب سے تین پاؤ روئی خاصی ڈیڑھ سیر ہوجاتی ہے ۔

۱۰۹

ایک حسین لیڈی اپنی تصویر کھچوا رہی تھی۔ اور یہ سمجھکر کہ منہ کا چھوٹا ہونا بہت بڑی خوبی ہے۔ یہ کوشش کی۔ کہ منہ چھوٹا اترے۔ اس واسطے منہ سکوڑنے لگی۔ مصور نے یہ عجیب طریقہ دیکھکر کہا۔ میڈم! آپ کیوں اتنی تکلیف کرتی ہیں۔ اگر کہئے۔ تو میں بے منہ کے تصویر بنا دوں ۔

۱۱۰

ایک میراسی کو خواب میں کہیں سے بیل ملا۔ اسے لیکر گھر کو آرہا تھا۔ کہ کسی نے راستہ میں پوچھا۔ کیوں میاں میرزادے بیل بیچوگے۔ جواب دیا۔ ہاں۔ اس نے کہا۔ کیا لوگے۔ میراسی بولا۔ پچاس روپے لونگا۔ خریدار نے کہا۔ تین روپے کا بیل ہے۔ میراسی نے طیش میں آکر کہا۔ کیا میرا بیل تین روپے کا ہے۔ اتنے میں آنکھ کھل گئی۔ دیکھا

ذبیل ہے نہ خریدار۔ نہ تین نہ چار۔ بڑا غمگین ہوا جھٹ آنکھیں بند کر لیں۔ اور ہاتھ پھیلا کر بولا۔ بھلا تین روپیہ ہی دیجا ٭

۱۱۱

ایک حکیم صاحب بڑے فخر سے ایک عام مجمع میں فرما رہے تھے۔ کہ بھلا کوئی شخص جس کا میں نے معالجہ کیا ہے۔ کہہ تو دے کہ میں نے کسی تشخیص مرض یا معالجہ میں غلطی کی ہے۔ یہ سنکر ایک ظریف کہ اُٹھا۔ کہ ہاں حکیم صاحب بجا فرماتے ہیں۔ سچ ہے ؎

کس نکند چوں ورشکایت باز　　　برنیاید زکشتگاں آواز

۱۱۲

نقل ہے۔ کہ جبکہ مہاراجہ رنجیت سنگھ سے سوال کیا گیا۔ کہ اس کوہ نور ہیرے کی جو آپ کے پاس نشانی ہے۔ کیا قیمت ہے۔ تو اس بہادر راجہ نے جنگی جواب دیا۔ کہ جوتا۔ بس جس کے ہاتھ میں جوتا ہے۔ اس کے قبضہ میں کوہ نور ہے ٭

۱۱۳

جب نادر شاہ کے بیٹے کی شادی دہلی کے چغتائی بادشاہ کی لڑکی سے ہونے لگی۔ تو نکاح کے وقت دولہن کے خاندان نے نادر کو کہلا بھیجا۔ کہ آپ اپنی سات پشت کے نام بتائیں۔ ہماری رسم ہے۔ کہ جب دولہن دولہا کی سات پشت کے نام سن لیتی ہے۔ تو اسے منظور کرتی ہے۔ اس سے ان کی غرض یہ تھی۔ کہ نادر ابھی کل گڈریا تھا اتنی بات سے تو شرمندہ ہوگا۔ کہ اس کی سات پشت میں ایک بھی صاحب تاج و تخت نہیں گذرا۔ نادر نے یہ سنتے ہی کہا۔ بروگوید ناصر قلی ابن نادر۔ نادر ابن شمشیر ابن شمشیر ہمچنیں تا ہفت ذیل تا ہفتاد پشت بگوئند ٭

۱۱۴

ایک شخص کی جورو بدخواہ اور بدصورت شدت سے بیمار ہوئی۔ قریب نزع اس نے اپنے شوہر سے کہا۔ کہ مجھے اپنے مرنے کا تو کچھ غم نہیں۔ مگر اس بات کا غم ہے۔ کہ تم میری فرقت میں کیونکر جیوگے۔ شوہر نے کہا۔ فکر تو یہ تھا۔ کہ تم زندہ رہتیں۔ تو میں

کیونکر جیتا +

۱۱۵

ایک ہوشیار وکیل نے ایک گواہ پر سوالات جرح کرتے ہوئے اُس کو کہا۔ کہ میں بدمعاش آدمی کو چہرہ سے دیکھکر معلوم کر جاتا ہوں۔ گواہ نے کہا۔ مجھے تو معلوم نہیں تھا۔ کہ میرا چہرہ آئینہ کا کام دیتا ہے +

۱۱۶

ایک حکیم دنداں نے اپنا تجربہ مشتہر کیا۔ کہ جو عورتیں بہت باتیں کرتی ہیں۔ اُن کے دانت جلد جاتے رہتے ہیں۔ شاید کسی خاوندوں کی جماعت نے اس کو رشوت دیکر یہ بات مشتہر کرائی ہوگی +

۱۱۷

ایک دیہاتی نوجوان لڑکی نے اپنے عاشق کو کہا "جانِ جاں اگر ہمیں خشک روٹی اور پانی ہی ملیگا۔ تو محبت سے ہم اسی پر گذارہ کر لینگے" بہادر عاشق نے کہا کہ "ہاں پیاری تم روٹی کما لیا کرو۔ میں جوں توں کرکے کہیں نہ کہیں سے پانی تو لے ہی آیا کرونگا +

۱۱۸

ایک تجربہ کار بڈھی کا مقولہ تھا۔ کہ اگر کسی کو شوہر پسند کرنا ہو۔ تو ایسا آدمی پسند کرے۔ جو دیر میں کھانا پکنے کے وقت بھی نہ گھبرائے۔ اسی بڈھی کا شوہر کہا کرتا تھا۔ کہ عورت قبول کرنے کے لئے یہ قاعدہ یاد رکھو۔ اور دیکھو۔ کہ کون عورت کھانا جلد اور وقت معین پر تیار کرتی ہے +

۱۱۹

ایک ماسٹر نے امتحان کے وقت شاگرد سے دریافت کیا۔ کہ کیوں سمندر میں طغیانی کبھی نہیں آتی۔ شاگرد نے جواب دیا۔ کیونکہ خداوند کریم نے اس میں بہت سے اسفنج بو دیئے ہیں +

۱۲۰

ایک لڑکا چیتھڑے پہنے ہوئے بازار میں کھڑا رو رہا تھا۔ ایک رفیق القلب کریم النفس پاس سے گذرا۔ اور سبب دریافت کیا۔ اس نے کہا۔ میرا پیسہ یہاں گر گیا ہے۔ اس نے کہا۔ رو مت۔ اور یہ لو پیسہ۔ لڑکا جیب میں ڈال کر پھر رونے لگا۔ اس نے پوچھا اب کیوں روتے ہو۔ لڑکا بولا۔ اگر اس وقت وہ بھی موجود ہوتا۔ تو اب دو پیسے جیب میں ہوتے +

۱۲۱

ایک سنگتراش کی دوکان کے پاس سے ایک ڈاکٹر گذرا۔ اور اس کو کام میں مصروف پاکر بولا۔ کہ شاید تم ہمیشہ دعا کرتے ہو۔ کہ اس کتبہ کے ختم ہوتے کوئی اور مرے۔ اور اس کی قبر کا کتبہ کھودوں۔ سنگتراش نے کہا۔ نہیں مجھے دعا مانگنے کی تو ضرورت ہی نہیں ہوتی جو معلوم ہوتا ہے۔ کہ فلاں شخص بیمار ہے۔ اور آپ اس کا علاج کرتے ہیں۔ تو مجھے یقین ہوجاتا ہے۔ کہ جلدی ہی مجھے اس کا کتبہ کھودنا پڑیگا +

۱۲۲

ولایت میں ایک میم صاحب نے تجارت کی دوکان کھولی۔ اور اس کے لیے تختہ لکھوایا۔ رنگ ساز نے بجائے مسز میں ایک الیس ہونے کے دو الیس غلطی سے لکھ دیئے (انگریزی میں قاعدہ ہے۔ کہ میاں کو مسٹر کہتے ہیں۔ اور بیوی کو مسز جو مسٹر کے بعد الیس کا حرف ایزاد کرنے سے لکھا جاتا ہے) میم نے پوچھا۔ کہ تم نے دو الیس کیوں لکھ دیئے۔ رنگساز جو ظریف تھا۔ اس نے جوابدیا۔ کہ کیوں جناب کیا آپ کی دو شادیاں نہیں ہوئیں۔ پہلی شادی پر آپ مسز یک الیس تو ہوگئی تھیں۔ دوسری شادی پر مسز بدو الیس لکھنے میں کیا شبہ رہا +

۱۲۳

ایک جرمن پروفیسر کی نوجوان بیوی نے چاہا۔ کہ کسی طرح اپنے عالم خاوند کے خشک دل کو نرم کرے۔ اور اس لیے نہایت رقت آمیز گریہ وزاری شروع کی۔ اس کے رونے سے اتنا اثر ضرور ہوا۔ کہ شوہر نے مطالعہ کی میز سے سر اٹھا کر کہا۔ اب جاؤ۔

جانے دو۔ آنسو بہانے سے فائدہ کیا۔ میں نے تھوڑا ہی عرصہ ہوا ہے۔ بذریعہ حل و عقد کیمیائی اُن کے اجزا معلوم کئے ہیں۔ ان میں کسی قدر چونہ کا فاسفیٹ کسی قدر سوڈا کا کلورائیڈ ہوتا ہے۔ اور باقی صرف پانی ہے۔ عورت نے رونا بند کر کے پوچھا کہ لٹہ یہ ضرور تبلا ئیں کہ آنسو ایسے خالی دبے تاثیر) تھے +

۱۲۴

ایک پادری صاحب وعظ کہتے ہوئے سامعین سے کہنے لگے۔ کہ بتاؤ دنیا کی خوشی کی کیا قیمت ہے ؟ ایک سوداگر جسے نیند آگئی تھی۔ جاگ اٹھا۔ اور چلا کر کہا چار آنے فی درجن +

۱۲۵

ایک جج نے عدالت میں ایک بیرسٹر سے جو کسی مقدمہ کی پیروی کر رہا تھا۔ پوچھا کہ بیرسٹر صاحب فرض کیجئے کہ ہم اور آپ گھوڑے اور گدھے ہوں۔ تو آپ کیا ہونا پسند کریں گے بیرسٹر نے کہا۔ کہ میں گدھا ہونا پسند کروں گا کیونکہ عرصہ سے مجھے جوڈیشل لائن میں کسی عہدہ پانے کی فوراً خواہش ہے۔ اور اب تک جس قدر تجربہ مجھے بہم پہنچا ہے۔ اس کے اعتبار سے کہ ہے اکثر جج ہوتے ہیں +

۱۲۶

ایک مرتبہ مسٹر ہرلڈ ایک دعوت میں شریک تھے۔ میز پر ان کے ٹھیک سامنے ایک انتہا درجہ کی بدصورت صاحب بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ مسٹر ہرلڈ تھے حسن پرست آدمی دیکھتے ہی جل بھن کے کباب ہو گئے۔ مگر مجبور تھے کچھ کہنا ممکن نہیں تھا۔ اتفاقاً مسٹر ہرلڈ نے ایک گلاس اٹھایا۔ اور ٹوٹ گیا۔ ان کے سامنے والے حضرت سے رہا نہ گیا۔ کہنے لگے۔ کیا میرے دوست تم اب تک گلاس توڑا کرتے ہو۔ البتہ لڑکپن لڑکپن میں مجھ سے بھی گلاس ٹوٹا کرتے تھے مگر اب نہیں۔ ہرلڈ بھرے ہوئے تو بیٹھے ہی تھے۔ کہا کہ مشفق تم جب گلاس (آئینہ) دیکھا کرو۔ توڑ ڈالا کرو +

۱۲۷

ایک مہاجن نے کسی شخص پر قرضہ کی بابت جب اصل پر سود بڑھانا شروع کیا تو وہ شخص بہت پریشان ہوا۔ اور کوئی عذر نہ کر سکا۔ پھر دیر سوچ کر کہا۔ کہ دسمبر کا مہینہ ہے۔ ان دنوں دن بہت چھوٹا ہوتا ہے۔ تو در اصل دن کی قیمت جس کی بابت تم سود شمار کرتے ہو۔ کم ہونی چاہئے +

۱۲۸

ایک جگہ گھوڑوں کے کرایہ کا نرخ اس طرح لکھا ہوا تھا۔ لمبی دم کے گھوڑے فی ہفتہ عہ۔ چھوٹی دم کے گھوڑے فی ہفتہ عہ۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا۔ کہ بڑی دم والا لمبی دم سے ہانک لیگا۔ اور تھوڑے سے عرصہ میں دانہ کھا کر فارغ ہوگا۔ اور کام پر مستعد ہو جائیگا۔ مگر چھوٹی دم والا مکھی کو دن بار بار پھیر لیگا۔ اس میں وقت زیادہ خراب ہوگا۔ اور دیر میں دانہ کھا کر فارغ ہوگا۔ اور کام کریگا +

۱۲۹

ایک مرد فیلسوف مٹنے توبہ کی۔ اور دوبارہ توبہ ٹوٹتے ہی داڑھی منڈوا ڈالی لوگوں نے کہا۔ اے مرد توبہ کرتے دیر ہوئی ہے۔ اور داڑھی منڈواتے دیر نہ ہوئی۔ اس نے کہا۔ کہ یہ داڑھی زمانہ معصیت کی تھی +

۱۳۰

ایک انگریز نے کسی پادری سے کہا۔ کاش آپ سینٹ پیٹر ہوتے۔ اور بہشت کی کنجیاں آپ کے ہاتھ میں ہوتیں۔ تو بہتر ہوتا کیونکہ اس وقت آپ خوشی سے مجھے نہ جانے دیتے۔ اس نے کہا۔ کہ مجھ سے آپ کس طرح ایسی بے ایمانی کی امید رکھ سکتے ہیں +

۱۳۱

ایک شخص حنفی المذہب مسلمان جو کہ پکا مقلد تھا۔ ایک روز طنزاً کسی مجمع میں کہہ رہا تھا۔ کہ وہابی (جس سے اس کی مراد اہل حدیث کی تھی) ایسے ناپاک ہوتے ہیں۔ کہ جس چیز کو وہ ہاتھ لگاتے ہیں جلانے کے قابل ہو جاتی ہے جس مسجد

میں ہمت پہ نمازیں پڑھیں۔ دوسرے بیوقوفی ہوتی ہے۔ سنتے ہیں ایک دہلی بھی اس کے پاس جا بیٹھا۔ اور اس کی داڑھی کو ہاتھ لگا کر کہنے لگا۔ کہ دیکھیے میں دہلی ہوں۔ اس ریش مبارک کو آگ دکھلائیے ۔

۱۳۲

ایک بادشاہ کی آنکھوں میں درد تھا۔ حکیم نے آکر تلووں میں مہندی ملوائی۔ ایک خواجہ سرا نے کہا۔ کہ اے حکیم بادشاہ کی آنکھوں میں درد ہے۔ اور تو تلووں میں مہندی ملواتا ہے۔ بھلا آنکھوں کو تلووں سے کیا نسبت ہے۔ حکیم نے جواب دیا۔ کہ جو نسبت انثیین کو تیری ٹھوڑی سے ہے یعنی انثیین کاٹے ہیں ایک بال تیری ٹھوڑی پر نہ نکلا۔ بادشاہ ہنس پڑا۔ اور حکیم کو انعام دیا ۔

ولایت میں رواج ہے۔ کہ لوگ بہت شوق سے اخبارات والے مضامین یا افسانے لکھواتے ہیں۔ اور جو لوگ بڑے مشہور لکھنے والے یا عالم ہوتے ہیں۔ اگر ان کی تحریریں معمولی بھی ہوں۔ تو وہ بہت دلچسپ اور قیمتی سمجھی جاتی ہیں اسی طرح ایک مرتبہ ایک ایڈیٹر نے ایک مشہور افسانہ نگار کو لکھا کہ آپ ہمارے اخبار کے لئے ایک افسانہ لکھیں۔ ہم آپ کو اس کے عوض میں تین سو ڈالر دیں گے مگر اس رقم میں پانچ ڈالر تو افسانہ کی معمولی اجرت سمجھئے۔ اور ۲۹۵ ڈالر اپنے نام کی قیمت تصور فرمائیے۔ افسانہ نگار صاحب لکھتے ہیں۔ کہ افسانہ لکھنے کی تو مجھے فرصت نہیں۔ لیکن نام میرا جس طرح چاہو۔ استعمال کر لو۔ اور اس لئے افسانہ کی قیمت ۵ ڈالر وضع کر کے باقی ۲۹۵ ڈالر مجھے بھیج دو ۔

۱۳۴

بھائی وقار [illegible]۔ یہ جو تم اس درجہ شوقین اور دلدادہ ہو۔ تو یار شادی کیوں نہیں کر لیتے۔ جورو اس مشاطہ گری کو خوب انجام دیگی۔ اور تم زحمت سے بچ گے۔ واہ حضرت واہ معلوم ہوا کہ آپ میرے بالوں ہی کے نہیں۔ بلکہ سر کے بھی دشمن ہیں !!

معاف کیجئے۔ کیوں؟ اس لئے کہ جہاں تک مجھے تجربہ ہوا ہے ہیچ خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے
میں نے تو اکثر جیب دو والوں کو ٹانٹ پیپل ہو جانے کے بعد گنجا ہی دیکھا ہے۔

۱۳۵

ایک مرتبہ ایک خود مختار مشرقی سلطان نے اپنے اہل دربار سے سوال کیا۔ کہ کیا
میں بڑا یا میرا باپ بڑا بادشاہ تھا۔ کسی کو مجال نہ تھی۔ کہ کوئی اس کے باپ کی اُس پر
فوقیت دکھاتا۔ لیکن ایک سال خوردہ وزیر اس اثنا میں بول اُٹھا۔ کہ "قبلہ عالم آپ کا
باپ آپ سے بڑا تھا۔ اگرچہ اس میں کوئی بات آپ سے اعلےٰ نہ تھی۔ لیکن ایک نہایت
ہی لائق بیٹا پیچھے چھوڑ گیا ہے۔ کہ جس کی مثال آپ کے پاس نہیں۔ بادشاہ نے
فی الفور اس کی عزت افزائی کی۔

۱۳۶

ایک شخص نے جیلخانہ میں جا کر ایک قیدی کو کہا۔ کہ بڑا افسوس ہے۔ تمہارے
جیسا نمازی آدمی یہاں ہو۔ اس نے کہا جی ہیں مسجد میں جانے کا لغو دروازہ ہوں۔ اس نے
دریافت کیا۔ کہ وہ کیسے؟ کیا کوئی کسی کو مسجد میں جانے سے بھی گرفتار کرتا ہے۔ قیدی
بولا۔ کہ نہیں۔ کہ مجھ پر جوتیاں چرانے کا الزام لگایا گیا تھا۔

۱۳۷

اوڈن "جس کی شادی چھ مہینے قبل انجلینیا سے ہوئی ہے" کیوں جانِ من تم نے
اس جوان آدمی کو دیکھا جو بالکل اداس بیٹھا ہوا ہے؟ انجلینیا "ہاں اس کی اداسی
سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اسے کوئی بہت بڑا رنج پہنچا ہے" اوڈن "ہاں پیاری سچ
کہتی ہو۔ بیس دن کا عرصہ گذرا۔ کہ وہ کمبخت ایک اعلےٰ درجہ کی خوبصورت لڑکی پر عاشق
ہو گیا تھا" انجلینیا "شاید وہ لڑکی کسی اور دوسرے سے پھنس گئی ہو؟ کیسے غضب کی بات
ہے؟ شاید وہ مر گئی ہو؟ کیوں صاحب کیا بات ہے" اوڈن "بیگم ان باتوں میں سے کوئی
بات نہیں ہے۔ بلکہ اس لڑکی کی شادی چھ مہینے کا عرصہ ہوا۔ کہ ایک اور شخص سے ہو گئی"
انجلینیا "اوڈن تم بڑے پاجی ہو"

۱۳۸

ایک چھوٹا لڑکا جو بڑے بھائی کے اترن پہنا کرتا تھا۔ ایک روز اپنی ماں سے کہنے لگا۔ کہ اماں جان جب بڑے بھائی مرجائیں گے۔ تو ان کی بیوی سے میری شادی ہوگی ✦

۱۳۹

ایک صاحب اپنی معشوقہ سے فرط محبت میں فرماتے ہیں۔ کہ میں تمہارے عشق میں مجنوں ہو رہا ہوں۔ معشوقہ بھی نہیں طبیعت داروں فرماتی ہیں۔ "اس امر کو تو اباجان سے فرمائیے۔ وہ پاگل خانے کے ڈاکٹر ہیں ✦

۱۴۰

احمد علی (اپنے دوست محمد کریم سے مخاطب ہوکر) بھائی صاحب آجکل بہت تکلیف ہے۔ آپ براہ بندہ نوازی ایک روپیہ قرض دیجئے۔ (محمد کریم) آپ کے پاس ایک طلائی انگشتری ہے۔ اور اس میں ایک بیش بہا ہیرا جڑا ہوا ہے۔ اس کو رہن رکھ کے آپ کیوں نہیں روپیہ حاصل کرتے (احمد علی) اس کو تو میں نہیں رکھ سکتا۔ کیونکہ وہ میری چچی مرحومہ کی یادگار ہے (محمد کریم) آپ کو معلوم ہوگا۔ کہ یہ روپیہ تو میرے والد آنجہانی کی یادگار ہے ✦

۱۴۱

ایک دہقان گواہی کے لئے عدالت میں پیش ہوا۔ (وکیل مخالف) تم قسم سے کہو کہ سچ کہو نگا (دہقان) ہاں منہ سے کہتا ہوں۔ سچ کہونگا۔ (وکیل) تم نے جو دیکھا ہو وہ بتلانا جو سنا ہو وہ بیان نہیں کرنا (دہقان) بہتر۔ (وکیل) تمہارا نام کیا ہے (دہقان) چپ رہا (وکیل) اجی تمہارا نام کیا ہے۔ کیوں نہیں بیان کرتے (دہقان) جی اتنا شعور بھی نہیں۔ کہ نام میرا دہقان ہے۔ میں نے اپنا نام کبھی نہیں دیکھا۔ تم نے کہا تھا۔ کہ سنا ہوا بیان نہ کرنا۔ سو چپ ہوں ✦

۱۴۲

چار شخص تلاش روزگار صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس کے روبرو گئے۔ ایک قوم

کا جولاہا۔ دوسرا تیلی۔ تیسرا دھوبی۔ چوتھا سید تھا۔ صاحب بہادر نے حکم دیا۔ کہ بہتر ہے ان کے نام امیدواروں میں لکھے جائیں۔ محرر منشی نے لکھنا شروع کیا۔ جولاہے نے اپنی ذات شیخ بتلائی۔ اور تیلی نے پٹھان اور دھوبی نے سید بیان کیا۔ اور جب سید صاحب سے دریافت کیا۔ تو آپ فرماتے ہیں۔ کہ مجھے خدا ہی لکھ لو ٭

۱۴۳

ایک بالو فقیر کسی پنساری کی دوکان پر پہنچکر کہتے ہیں۔ کہ بچہ ایک پیسہ کی الائچی لینے دے (پنساری) باواجی چھوٹی دوں یا بڑی (بالو) کیوں فقیروں سے جھگڑا کرتا ہے۔ بڑی چھوٹی کا کیا ذکر۔ روڑی کا ارادہ جاتے۔ پھر بالو صاحب لکڑی والے کی دوکان پر پہنچکر فرماتے ہیں۔ کہ بچہ ایک پیسہ کی لکڑی فقیر کو اٹھا دے (دوکاندار) گورو جی تمہارا کیا نام ہے (فقیر) نام تو پیسہ اکرتے واسطے کو منظور ہے پر بچہ لکڑشاہ کہتے ہیں (دوکاندار) گوروجی مجھکو لوگ کلہاڑی شاہ کہتے ہیں (فقیر) تو بچہ ہم وہ لکڑشاہ نہیں۔ جو کلہاڑی کے آگے رہتے ہیں۔ ہم وہ لکڑشاہ ہیں۔ جو اس کے پیچھے ہوتا ہے یعنی بینٹ ٭

۱۴۴

ایک شخص کے گھر میں موقعہ پاکر رات کو چور گھسے۔ اور بہت تلاش کی۔ مگر کچھ ہاتھ نہ آیا۔ اتنے میں اتفاق سے مالک کو خبر ہوگئی۔ آہٹ پاکر چور بھاگ گئے۔ صبح مالک مکان کے ایک دوست آکر پوچھنے لگے۔ کہ کیا کیفیت گذری۔ جواب دیا۔ کہ کیفیت کیا کہیں ہماری بےعزتی ہوگئی۔ چور کہتے ہونگے۔ اتنے بڑے نامور آدمی ہیں۔ ان کے گھر سے تو خاک بھی نہیں نکلا ٭

۱۴۵

ایک دن بادشاہ نے حکیم خاقانی کو اپنے پاس بیٹھنے کے لئے جگہ نہ دی۔ اور اپنے ارکان دولت کو حکم دیا کہ تم سب میرے ارد گرد بیٹھ جاؤ۔ حکیم خاقانی کو کوئی جگہ سوائے نعلین کی جگہ کے بیٹھنے کے واسطے نہ پائیگا۔ تب دیکھیں گے۔ کہ حکیم کیا کہتا

ہے۔اسی اثنا میں حکیم مذکور آگیا۔ اور بیٹھنے کے لیے جب کوئی جگہ سوائے نعلین کے :
پائی۔ تو اسی جگہ بیٹھ گیا۔ اور چونکہ بہت حاضر جواب تھا۔ بیٹھتے ہی یہ شعر پڑہے ؎

چوں فروتر نشست خاقانی — نہ مرا غرور بلے تا ادب است
قل ہو اللہ کہ وصف خالق ہست — زیر تبت یدا ابی لہب است

۱۴۶

سکاٹ لینڈ کے ایک قصبہ میں ایک مرتبہ ایک گرجا از سر نو تعمیر کرنے کی تجویز ہو
رہی تہی۔ ایک دولتمند شخص نے کہا۔ کہ نئے گرجا کی ضرورت نہیں صرف مرمت کافی ہے
اس میں پانچ پونڈ چندہ دیتا ہوں۔ کہ اتنے میں چھت سے کچھ مٹی اس پر آپڑی۔ کہ
جس کے گرتے ہی وہ بول اٹھا۔ کہ اوہ مکان زیادہ خراب ہے میں پچاس پونڈ دیتا
ہوں۔ ایک صاحب نے پاس سے کہا۔ کہ یا خدا ان کی پشت پر دیوار گر پڑے۔ اور یہی
چندہ کی رقم بڑہ جاوے ❊

۱۴۷

مجسٹریٹ (مجرم سے) تم بہت عرصہ کے بعد نظر پڑے (مجرم) ہاں چھ مہینے سے میں
قانون کا سخت پابند ہوں (مجسٹریٹ) لیکن خوب یاد آیا تم تو وہی ہو نے گوشت
چرا لینے کے جرم میں چھ مہینے کو جیلخانہ بہیجا تہا۔ اچھا اس دفعہ سال بہر کو وہاں جائیے

۱۴۸

باپ نے تمر نکال کر بیٹے سے کہا۔ یہاں آؤ۔ تو ذرا اس کا مزا چکہو۔ لڑکا
باوا جان میں نے تو کچھ نہیں کیا ہے۔ باپ جانتا ہی تو میں تمہیں سزا دیتا ہوں۔
کیونکہ تم نے کچھ نہیں کیا ❊

۱۴۹

ایک شخص نے سٹر آدمی لڑکی سے شادی کرلی جوہی جٹ آپ کا عندیہ دریافت
کرنے کی غرض سے کہ آیا کتنی آمدنی تک وہ اس کے ساتھ شادی کر دیگا۔ اس سے
اس طرح گفتگو شروع کی شخص۔ کیوں جناب شادی کر کے بآرام بسر کرنے کو کتنا ہی

کافی ہوگا۔ مسٹر آر (سوچ کر) جب میں نے شادی کی تھی۔ تو میری آمدنی دوسو پونڈ تھی۔ میں نے تو خوب چین سے بسر کی۔ شخص (اپنے دل میں خوش ہوکر) ہاں! مسٹر آر۔ مگر میں نے ایک مفلس عورت سے شادی کی تھی۔ البتہ اگر میں فنگ باس جیکاب یا اور کسی عورت سے مثل اپنی لڑکی سے شادی کرتا۔ تو کسی طرح دوہزار پونڈ سے کم آمدنی کافی نہ ہوتی +

۱۵۰

ملک برازیل واقع جنوبی امریکہ میں بھیک مانگنا معیوب نہیں ہے۔ کوئی گھوڑے پر کوئی خچر پر کوئی پالکی میں بیٹھکر بھیک مانگتا ہے۔ ایک سیاح کا بیان ہے۔ کہ میں نے دیکھا۔ کہ ایک شخص جس کو دو غلام ایک پالکی میں لئے جا رہے تھے مجھے ملے۔ اور دردناک آواز سے خیرات مانگنے لگا۔ میں نے کہا۔ اپنے غلام کیوں نہیں بیچ ڈالتے اس فقرہ پر تیور بدل کے اور بہت بگڑ کے بولا۔ کہ حضرت میں نے تو آپ سے بھیک مانگی تھی مشورہ تو نہیں طلب کیا تھا +

۱۵۱

ایک درویش مجرم کو سیاہ فام کوتوال نے منہ کالا کرکے شہر میں پھرانے کا حکم دیا درویش نے کہا۔ کہ کوتوال میرا آدھا منہ کالا کرو ورنہ لوگ مجھے کو کوتوال خیال کریں گے کوتوال ہنسا۔ اور اس کی تقصیر معاف کردی +

۱۵۲

ایک لاش کی تحقیقات ہو رہی تھی۔ اور لوگ اس کی شناخت کے لئے موجود تھے۔ ایک شخص نے کہا۔ کہ میرے فلاں دوست کی لاش ہے۔ جو تین ہفتہ سے غائب ہے۔ پولیس افسر نے پوچھا۔ کہ کوئی نشان شناخت بھی بتلا سکتے ہو۔ گواہ نے کہا۔ کہ مرحوم ہکلا تھا۔ اور ہر بات میں لکنت کیا کرتا تھا +

۱۵۳

ایک مولوی صاحب سے ایک جاہل مباحثہ کر رہا تھا۔ مولوی صاحب نے طیش

میں آکر فرمایا "چل جاہل میں نے آجتک تم سے بڑا بیوقوف نہیں دیکھا" جاہل نہایت تحمل سے بولا "حضور دوبارہ سوچ کر فرمایئے۔ آپ اپنے آپ کو تو بھول ہی گئے ہیں"

۱۵۴

ایک گدا نے ایک بیہودہ گو سے سوال کیا۔ اس نے کہا۔ تم پیسے کیوں مانگتے ہو۔ نیک خصائل مانگا کرو۔ فقیر نے جواب دیا۔ کہ جو کسی کے پاس نظر آتا ہے اسی کا اس سے سوال کیا جاتا ہے +

۱۵۵

سلطان محمود عید کی تقریب میں وزرا و اُمرا کے لیے خلعت تجویز کر رہے تھے جب ایک ظریف کی نوبت پہنچی۔ فرمایا اس کو پالان دیدو۔ چنانچہ سب لوگ خلعت شاہی حاصل کر کے فارغ ہوئے۔ ظریف نے گفتہ سے پالان لے لیا اور کہا کہ عنایت سلطانی میرے حال پر جس قدر مبذول ہے۔ اس پر قیاس کر لو کہ تم کو خلعت خزانہ خاص سے دیا ہے اور اپنا لباس خاص مجھے عطا فرمایا ہے +

۱۵۶

رئیس۔ کل جو گھوڑا میں نے تم سے خرید لیا ہے کچھ کھاتا پیتا نہیں۔ اور سست کھڑا رہتا ہے۔ کچھ مشورہ دو"

تاجر اسپاں۔ میری طرح آپ بھی جہانتک ممکن ہو جلد کسی کے سر مار دیجئے اس سے بہتر کوئی مشورہ نہیں +

۱۵۷

ایک شخص نے ایک دوست سے پوچھا کیا وجہ ہے۔ تم اس قدر محنت کرتے ہو مگر بوڑھے ہونے میں نہیں آتے۔ دوست بولا۔ کہ سچ کہتا ہوں۔ مجھے فرصت نہیں ملتی +

۱۵۸

ایک شخص نے اپنے دوست کو کچھ قرضہ دیا۔ دوست نے شکر گذاری میں بھولی

الفاظ کہے۔ کہ "میں تمہاری اس مہربانی کا شکریہ ادا کرنے کے لئے مناسب لفظ نہیں پاتا۔" اس نے جواب دیا۔ کہ نہیں یہ تو آسان بات ہے بیٹھ جاؤ۔ اور لکھ دو۔ کہ "میں تیس روز کے بعد یہ روپیہ ضرور ادا کر دونگا" +

۱۵۹

ایک اجنبی نے ایک حجام کے شاگرد کو کہا۔ ٹھیرو۔ ٹھیرو۔ اب تم نے میری ٹھوڑی پر دو مرتبہ زخم لگا دیا ہے۔ اس طرح تو تمہارے سب گاہک پھر جائینگے۔ لڑکا بولا۔ کہ نہیں۔ میں پکے گاہکوں کو نہیں مونڈتا۔ اجنبی لوگوں کی حجامت کرتا ہوں +

۱۶۰

باپ۔ بیٹا! میں نے سنا ہے۔ کہ تم نے اپنی ماں کو چند جھوٹی باتیں بتلائی ہیں مجھے یہ سنکر سخت رنج ہوا ہے۔ ہمیشہ سچ بولا کرو۔ خواہ تم کو سچ بولنے سے تکلیف ہی پہنچے مجھ سے وعدہ کرو۔ بہت بہتر جناب۔ لڑکے نے کہا۔ اتنے میں کسی نے باہر کے دروازے پر دستک دی۔ باپ نے کہا۔ بیٹا دیکھو۔ باہر کون بلاتا ہے۔ اگر کوئی تحصیل کا پیادہ ہے۔ تو کہدینا۔ کہ باپ گھر میں نہیں +

۱۶۱

دو شخص جنگل میں چل رہے تھے۔ کہ اتفاقاً راستہ میں انہوں نے ایک کلہاڑی پڑی پائی۔ ایک ان میں سے وقتاً بول اُٹھا۔ کہ "میں نے کلہاڑی پائی ہے" اس کا ساتھی بولا۔ کہ بھائی ایسا تو مت کہو۔ کہو ہم نے کلہاڑی پائی ہے "اسی حص بیص میں کلہاڑی کا مالک پیچھے سے آنکلا۔ جس نے پہلے کلہاڑی پکڑی تھی اس نے کہا "ہم پکڑے گئے" دوسرا ساتھی بولا۔ ایسے مت کہو۔ اب کہو میں پکڑا گیا +

۱۶۲

تین بیوقوف ایک دریا پر کھڑے تھے۔ ایک نے پوچھا۔ کہ اگر پانی میں آگ لگ جائے تو مچھلیاں کہاں جاویں۔ دوسرے نے جواب دیا۔ درختوں پر چڑھ جاویں تیسرا بولا واہ یہ بھی کوئی گائے بھینس ہوتیں۔ جو درختوں پر چڑھ جاویں +

۱۶۳

ایک چھوٹے بچے نے سپاہیوں کی ایک پلٹن کو گذرتے دیکھ کر اپنی اماں جان سے کہا "اماں یہ اگر کھلونے نہیں۔ تو پھر کس کام کے ہیں"

۱۶۴

ایک شخص نے ۵۰ سال کی عمر تک بیوی کی تلاش کی۔ اور آخر ایک معمولی عورت سے شادی کرلی۔ اس کی مثال اس شخص کی ہے۔ جو دو گز نالی پھاندنے کے لئے تین کوس سے دوڑتا ہے۔

۱۶۵

ایک صاحب نے اپنی بیوی کو چھوڑنا چاہا۔ اور اس سے ناراض ہو کر چلا گیا دوسرے روز وہ اپنے میکے چلی گئی۔ اور وہ صاحب بھی چند روز کے بعد وہاں پہنچا۔ اور منت اپنی بیوی سے درخواست کی کہ اگر تم مجھے ایک سرٹیفکیٹ لکھدو۔ جس سے یہ معلوم ہو کہ میں نے تم کو دو سال محبت اور عزت سے رکھا ہے۔ تو اس کو میں کسی اور لیڈی کو دکھا کر شادی کی ترغیب دے سکوں۔

۱۶۶

ایک نامہ نگار ایک اخبار کو لکھتا ہے۔ کہ میری خوش دامن صاحبہ مذاق بالکل نہیں سمجھتیں۔ دو تین روز کا ذکر ہے۔ کہ میرا چھوٹا لڑکا ایک چونی نگل گیا تھا میں نے لکھا۔ کہ وہ چاندی کھانے لگا ہے۔ اس کے جواب میں انہوں نے ایک چٹھی لکھی۔ جس کا آخری فقرہ یہ تھا۔ کہ کیا لڑکے کو ابھی مالی مشکلات سے نجات ملی ہے یا نہیں۔

۱۶۷

ایک منشی صاحب کو ایک ہوشیار نوکر کی تلاش تھی۔ آخر ایک نوکر مل گیا۔ مگر اس نے یہ شرط کرلی۔ کہ مجھے عادت ہے۔ جو سودا خریدونگا۔ اس میں روپیہ کے بارہ آنے پیچھے کرونگا منشی صاحب نے کہا۔ یہ کونسی بات ہے۔ کیا ہم اندھے ہیں۔ ایسا تم ہم سے ایک کوڑی نہیں لے سکتے۔ مگر نوکر غضب کا عیار تھا۔ جو سودا بازار سے

لانا جس قدر بھی ہو سکتا۔ روپیہ سے چرا اڑا لیتا۔ منشی صاحب بہتیری احتیاط کرتے
مگر وہ پتہ نہ لگنے دیتا۔ ایک روز منشی صاحب نے ایک روپیہ دے کر کہا کہ
ہمارے بھتیجے کا نام محسن ہے۔ اس کے نام کی مہر فلاں مہر کن سے جس کے چار آنہ
فی حرف مقرر ہیں کندہ کرا لو۔ اور دل میں کہا۔ کہ دیکھیں اس روپیہ سے کہ کس
طرح اڑا سکتا ہے۔ نوکر عیار کو نہایت فکر کے بعد ایک عمدہ تدبیر سوجھی۔ اور اسی
مہر کن سے کہا۔ کہ ہمارا نام ہے محسن یہ کندہ کر دو۔ مگر جب تک ہم نہ آویں۔ نقطے
وغیرہ نہ کھودنا۔ جب مہر کن نام کھود چکا۔ تو نوکر آیا۔ اور اس نے کہا۔ کہ ہمارے
ح اور ش کے چھ نقطے تمہاری طرف باقی ہیں۔ ان میں سے صرف ایک نقطہ ش
کے دائرے میں ڈال دو۔ باقی بالکل نقطے ہم تم کو چھوڑ دیتے ہیں۔ جب مہر کن
نے وہ نقطہ ڈالا۔ تو محسن سے محسن بن گیا۔ اور نوکر سے بھی کچھ روپیہ اڑا گیا ٭

مسٹر جارج نے ولیم سے پوچھا۔ کہ ولیم صاحب سال ختم ہوا۔ آپ کی
سالگرہ نہ آئی۔ ولیم نے کہا۔ کہ اس سال میری سالگرہ نہیں۔ جارج نے حیران
ہو کر پوچھا۔ کیا سارے سال میں سالگرہ کا دن نہیں آیا۔ ولیم نے سنجیدگی سے
جواب دیا۔ ایک سال کیا۔ تین سال تک نہیں آئیگا۔ کیونکہ میں ۲۹ فروری کو پیدا
ہوا تھا۔ اور اب ۱۹۰۵ء ہے ٭

۱۵۹

ایک اندھا اندھیرے میں چشمہ پر پانی پینے چلا۔ ایک ہاتھ میں برتن اور دوسرے
ہاتھ میں چراغ تھا۔ کسی نے پوچھا۔ کہ جب تم تو آپ دیکھ نہیں سکتے۔ چراغ
لے جانے سے کیا معنی۔ اندھے نے جواب دیا۔ کہ تمہارے جیسے بیوقوف تو مجھ سے
ٹکر کھا کر میرا برتن نہ توڑ دیں ٭

۱۶۰

ایک بوڑھے کلرک صاحب میز پر ادھر اُدھر اپنا قلم ڈھونڈتے تھے۔ اور ملتی نہیں

تھی - آپ غصہ میں آکر چلا اُٹھے "کس بیوقوف نے میرا قلم رکھ دیا" اتنے میں ان کا ہاتھ اپنے کان پر پڑا - اور وہاں سے قلم مل گیا - شرمندہ ہو کر اپنی پہلی عبارت کو یوں جاری رکھتے ہیں "میرا خیال تھا - ایسا کرتا" ÷

۱۷۱

وکیل نے مدعا علیہ سے کہا - کہ مدعی نے یہ بیان کیا تھا کہ "مسٹر چارلس تمہارا دور کا رشتہ دار ہے" مدعا علیہ - ہاں صاحب ٹھیک ہے - وکیل "پہلا تمہارا اس سے کیا رشتہ ہے" مدعا علیہ "وہ میرا بھائی ہے" وکیل خفا ہو کر "اور یہ دور کا رشتہ ہوا دیکھو مقدمہ خراب کرتے ہو" مدعا علیہ "بیشک صاحب دور کا تو ہے اگر بھائی ہوا تو کیا ہوا - وہ رہتا چین میں ہے" ÷

۱۷۲

ایک تھیٹر کا پردہ آدھا گر کر اٹک گیا - ہر چند گرانے کی کوشش کی گئی مگر کامیابی نہ ہوئی تماشاگاہ میں حاضرین کے سامنے مردہ کی لاش کا سوانگ پڑا تھا - پردہ کی یہ حالت دیکھ کر مردہ صاحب اُٹھ کھڑے ہوئے - اور یہ کہہ کر پردہ گرانے لگے "ہائے قبر میں بھی جا کر آرام نہیں ملتا - اور اُٹھنا پڑتا ہے" ÷

۱۷۳

باپ "بیٹا تم لوگ جو کچھ دسترخوان پر دیکھتے ہو - ناک بھوں چڑھا کر کھاتے ہو ہم جب تمہاری عمر کے تھے - تو خشک روٹی شکم سیر پا کر شکر کرتے تھے" چھوٹا بچہ چھ سال کا - "تو بابا معلوم ہوتا ہے - کہ جب سے تم ہمارے ساتھ آ رہے ہو - تمہاری مزے سے گذرتی ہے" ÷

۱۷۴

ایک پادری صاحب ایک مرتبہ حسب دستور جیلخانہ کے اندر قیدیوں کو نماز پڑھانے گئے - ایک قیدی سے پوچھا - کہ تم کس جرم میں ماخوذ ہو - اس نے جواب دیا - کہ میں "نقلی چیزوں کو دھوکے سے اصلی بتلا کر بیچتا اور روپیہ کماتا تھا" پادری صاحب نے

فرمایا۔ کہ خیر اب تو تم امید ہے۔ کہ یہاں ایک بادیانت ایماندار آدمی ہو جاؤ گے
اور جیب کترو گے۔ نیک بخت شہری بن جاؤ گے۔ ہاں بتاؤ۔ تو یہاں کیا کام کرتے ہو
جناب یہاں کاغذ کے جوتوں کے تلے بناتا ہوں۔ جو کہ شرطی خالص اور عمدہ چمڑے
کے نام سے فروخت ہوتے ہیں ۔

۱۶۵

دوران بحث میں ایک صاحب نے گرم ہو کر اپنے سینہ پہ ہاتھ رکھ لیا۔ اور
کہا "میں اپنی عزت کا دیندار محافظ ہوں" دوسرے صاحب نے کہا "میں آپ کو ایسے
عہدہ پر تعینات ہونے سے مبارکباد دیتا ہوں ۔

۱۶۶

پیارے جارج خدا خیر کرے۔ آج اپنے غمناک اور اداس کیوں ہو "میری
پیاری افسوس ہے میں آج خوش نہیں ہو سکتا" "میرے پیارے پھر بھی اس موقع
کو شریک رنج تو کرو" "پیاری کیا کہوں میں نے مٹھائی بہت کھا لی ہے" ۔

۱۶۷

ایک عجائب گھر کے دروازہ پر ایک افسر تعینات تھا۔ کہ کسی تماش بین کو چھڑی
اندر نہ لیجانے دے۔ اتنے میں ایک بھلا مانس جیبوں میں ہاتھ ڈالے دروازہ
سے گذرنے لگا۔ اس روشن دماغ افسر نے کہا۔ کہ چھڑی ہمارے پاس رکھتے جاؤ
وہ بولا میرے پاس کوئی نہیں۔ جواب ملا۔ تو بھی جاؤ۔ اور میرے پاس لاکر رکھدو ۔

۱۶۸

سر والٹر اسکاٹ انگلستان کے ایک مشہور فسانہ نگار گذرے ہیں۔ ایک روز
چند دوستوں کے ہمراہ سیر و شکار کے لئے نکلے تھے۔ کہ جھاڑیوں میں ایک دوست
کی بھری ہوئی بندوق الجھ گئی۔ اور قضا را چل گئی۔ گولی سیدھی سر والٹر کی ٹوپی کو
چھیدتی ہوئی نکل گئی۔ ہمارے فسانہ نگار نے اپنی معمولی خندہ پیشانی سے کہا میرے
یارو مدرسی کے نشانوں کے منہ بند کرنے کے لئے تم سے وہ کام ہوا ہے۔ کہ کوئی نشانہ

تک کسی ریویو ہوگا۔ اور نکتہ چینی سے نہ ہوگا +

١٧٩

اُستاد شاگرد سے مخاطب ہو کر "رفیق بتاؤ۔ قطب شمالی کہاں ہے؟" "جناب مجھے معلوم نہیں" شاگرد بولا "کیا تمہیں معلوم نہیں" استاد نے کہا "جناب جب ڈاکٹر کین سفر ینکلین اور میکریلی جیسے لوگ تلاش کر چکے ہیں۔ اور ان کو کچھ پتہ نہیں ملا۔ تو مجھ غریب کی کیا بساط ہے +

١٨٠

ایک ریلوے سٹیشن کے پاس چند مسافر ریل کی انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک مسافر کی نظر پاس کے قبرستان پر جا پڑی۔ وہ پوچھنے لگا۔ کہ اس میں اتنی قبریں کیوں ہیں۔ کیا یہاں کوئی جنگ ہوئی ہے؟ پاس سے ایک مسافر جو کہ ریل کی انتظار میں تنگ آیا ہوا تھا۔ بولا کہ ان مسافروں کی قبریں ہیں۔ جو ہمیشہ سے اس سٹیشن پر انتظار کیا کرتے ہیں۔ کیونکہ الانتظار اشد من الموت ہے +

١٨١

رمضان میں ایک مرتبہ آثار بارش پیدا ہو گئے۔ ایک گنوار کسان جس کے گیہوں جنگل میں پڑے تھے۔ دعا کرنے لگا۔ الٰہی ابھی بارش نہ ہو مگر کھیت تک پہنچتے پہنچتے جل تھل ایک ہو گئی۔ کسان صاحب نے آسمان کی طرف دیکھا۔ اور ایک چلو پانی لیکر غٹ سے پی گیا۔ اور کہنے لگا۔ اللہ میاں (معاذ اللہ) لو اپنا روزہ پھر رکھو +

١٨٢

ایک شرابی نے بحالت نشہ شارع عام پر پاخانہ پھر دیا۔ کانسٹبل نے پکڑ کر دو چار دوہپڑ لگائے۔ اور کہا چل تجھکو تھانہ میں لے چلوں۔ شرابی نے کوئی عذر نہ کیا۔ ساتھ ہو لیا۔ تھوڑی دور چل کر یکایک چونک پڑا۔ اور کہنے لگا واہ! تم مجھے خالی کیوں لے چلے ہو۔ خالی میرے جانے سے کیا ہوگا۔ دکھاؤ۔ اگر ثبوت تمہارے پاس نہ ہوگا۔ تو تم کچھ نہیں کر سکتے +

۱۸۳

کسی شخص نے ایک شاعر مدعی گو سے یہ فرمائش کی۔ کہ مصرع ذیل پر مصرع لگا دیجئے ع چہرا تمہارا چہرہ تمہارا صاف صوف ہے۔ شاعر صاحب کیا خوب فرماتے ہیں ع مصرع تمہارا مصرع تمہارا گھاس پھوس ہے ✤

۱۸۴

ایک بادشاہ قبرستان میں گیا۔ دیکھا ایک فقیر دیوانہ وار پھر رہا ہے۔ پوچھا۔ کہ آبادی میں کیوں نہیں آتے۔ کہا جو آبادی میں ہیں۔ وہ یہیں چلے آتے ہیں ✤

۱۸۵

ایک نوجوان صاحب نے ملازم سے کہا کہ وہ ورق اڑ کر جو چوکھٹے سے پھٹ کر آئی تھی۔ ملازم نے کہا۔ وہ تو ایک پینٹر اٹھا لے گیا ہے ✤

۱۸۶

ایک بزرگ سنت کی آنکھ دیکھنے والے زمانہ کے باوجود اپنے لڑکے کے لئے ایک آدھ نامہ باندھ رہے لینے گئے۔ وہ تین ورق جو الٹ کر دیکھے۔ تو اتفاق سے داون پر نظر جا پڑی۔ آپ نے چپ چاپ کتاب پھینک دی۔ اور سیدھے گھر کو ہو لئے۔ لڑکے نے پوچھا۔ ابا جان کتاب لائیے؟ آپ فرماتے کیا ہیں۔ کہ بیٹا ایسی کتاب کا سبق نہیں پڑھا کرتے جس میں کچھ دینے کا ذکر ہو۔ اس سے بچوں کے اخلاق بگڑتے ہیں اور گھر کا نقصان ہوتا ہے۔ سو سفت میں۔ تمہیں خبر نہیں۔ ہم تو جان ہی بڑی مشکل سے دینگے ✤

۱۸۷

ایک ملا صاحب کا یہ دستور تھا۔ کہ جب کسی کے ہاں دعوت کھانے جاتے۔ تو پھر گھر میں آتے ہی چارپائی پر بیٹھ جانے کی اتنی سکت نہ ہوتی۔ کہ ایک دم ٹھہر کر چارپائی بچھوالیں۔ اس لئے اُن کی گھر والی صاحبہ ان کے آنے سے پیشتر ہی چارپائی بچھا رکھتی تھیں۔ ایک عرصہ کے بعد جبکہ ان کی بہو گھر میں آئی۔ تو بہو سے ساس نے کہا۔

کہ ابھی مولوی جی دعوت کھا کر آتے ہیں۔ تو جلدی چارپائی بچھا رکھ۔ بھو بولی۔ کہ اس طرف یہیں
کی رسمیں بھی عجیب ہیں۔ ہماری طرف تو رسم ہے۔ کہ جب ہمارے ابا دعوت کھانے
جاتے ہیں۔ تو چارپائی ہم پیچھے سے اٹھوا کر بھجوا دیتے ہیں۔ اور ان کو لٹا کر لوگ قبر
چھوڑ آتے ہیں ❖

۱۸۸

ایک ملاں صاحب بدقسمتی سے ایک روز کنوئیں میں گر گئے۔ مگر اتفاق سے
کنواں ایسا گہرا نہ تھا۔ اب لوگ آکر کہتے ہیں۔ میاں جی ہاتھ دو یعنی ہاتھ پکڑاؤ
مگر میاں جی جنہوں نے کبھی اپنی زندگی میں کوئی چیز نہیں دی تھی۔ دینے کے نام
سے گھبرا گئے۔ ایک شخص جو کہ میاں کا حال پہچانتا تھا۔ اور اس نے کہا۔ کہ میاں اس
طرح مت کہو۔ کہ ملاں جی ہاتھ دو۔ بلکہ ایسے کہو کہ ملاں جی ہاتھ لو۔ بس یہ کہنا ہی تھا
کہ جھٹ ملا صاحب نے ہاتھ پکڑ لیا۔ اور پانی سے نجات پائی ❖

۱۸۹

ایک گل لالہ آتش [illegible] لالہ [illegible] آگرہ والا ایک حلوائی کی دکان پر جاکر
بولا۔ کتنے مٹھائی والا [illegible] حلوائی بھی سب سے مذاق
کرتا تھا۔ کیا ہی خوب کیا اعلیٰ جواب دیا لاحول۔ کہ جگر کے [illegible] ۔ آگرہ والے
ہو گئے پھر اس نے کس شیریں کلامی سے جواب دیا۔ اور اپنا عوض لیا۔ کہ ہم شیرہ و شیرہ
ہی گئے۔ واہ کیا خوب اس کی شیرینی نے حلوائی کی شیرینی کو پھیکا کر دیا ❖

۱۹۰

ایک درویش نے کسی ساہوکار سے دو سوال کئے۔ ایک تو یہ کہ دو سو روپیہ بطور
قرضہ کے دیدو۔ دوسرا یہ کہ دو سال تک وہ روپیہ مجھ سے طلب نہ کرنا۔ ساہوکار نے
جواب دیا۔ کہ دوسرا سوال تیرا مجھ کو بدل منظور ہے لیکن پہلا سوال کسی اور ساہوکار سے
پورا کر لو ❖

ایک ظریف نے ایک لڑکا خوبصورت دیکھکر کہا تھا۔ کہ کیا اچھا ہوتا۔ کہ اگر تو عورت ہوتی۔ لڑکا بولا۔ کہ اگر میں تیرے گھر میں دختر پیدا ہوتی۔ تو تمہاری دختر کوئی غیر آدمی بیاہ لیجاتا۔ تو پھر تم کو کیا حاصل ہوتا ٭

۱۹۲

ایک عورت کے چھ شوہر مرچکے تھے۔ جب ساتواں شوہر مرنے لگا۔ تو وہ بیچاری سرہانے بیٹھکر بہت روئی۔ اور شوہر سے کہنے لگی۔ کہ تم مجھے کس پر سونپتے ہو۔ اس نے کہا۔ آٹھویں شوہر پر ٭

۱۹۳

ایک ساہوکار کا لڑکا مکتب میں پڑھتا تھا۔ اتفاقاً ساہوکار مکتب میں پہنچے جب دستور معلم نے سبق پڑھنے کو کہا۔ ذات شریف پوچھنے لگے۔ کہ میاں صاحب مجھے یہ تو بتا دیجئے۔ لڑکا کیا پڑھتا ہے۔ استاد نے کہا کہ آمدنامہ۔ ساہوکار جی بہت خوش ہوئے۔ اور آمد کی بات سنکر لڑکے کو پاس بٹھا کر سبق سننے لگے جب وقت اُس نے شق پڑھی یعنی آمد آیا رم ایک مرد صیغہ واحد غائب تب تک تو خوش تھے جب اُس نے آمدند وہ آئے وہ سب صیغہ جمع غائب کو پڑھا۔ تولالہ دھوتی سے باہر ہو لال پیلے ہونے لگے اور کیا فرماتے ہیں۔ کہ واہ صاحب واہ۔ یہ تو آپ نے خوب پڑھایا۔ کہ جمع غائب بس رہنے دیجئے۔ اب ہم لڑکے کو نہ پڑھائیں گے۔ نہ جمع غائب کرائیں گے ٭

۱۹۴

ایک آدمی نے کسی شخص سے پوچھا۔ کہ تم اپنے بیٹے کو وکالت کیوں پڑھاتے ہو کیا کوئی اور پیشہ دنیا میں نہیں رہا؟ اس نے کہا میں کیا کروں۔ جب سے یہ ماں کے پیٹ سے نکلا ہے۔ اسے جھوٹ بولنے کی عادت تھی ٭

۱۹۵

ایک وکیل سے کسی آدمی نے کہا۔ کہ تم بڑے جھوٹے ہو۔ اس نے بڑا خفا ہوکر کہا۔ کہ اگر میں جھوٹ بولتا ہوں۔ تو میرا جھوٹ کوئی پکڑ کیوں نہیں لیتا۔ اس نے

۱۶۳

ایک چھوٹے بچے نے سپاہیوں کی ایک پلٹن کو قواعد کرتے دیکھ کر اپنی اماں جان سے کہا! اماں یہ لوگ کھیلتے نہیں۔ تو پھر کس کام کے ہیں ❊

۱۶۴

ایک شخص نے سو سال کی عمر تک بیوی کی تلاش کی۔ اور آخر ایک معمولی عورت سے شادی کر لی۔ اس کی مثال اس شخص کی ہے جو دو گز نالی پھاندنے کے لئے تین کوس سے دوڑتا ہے ❊

۱۶۵

ایک صاحب نے اپنی بیوی کو چھوڑنا چاہا۔ اور اس سے ناراض ہو کر چلا گیا دوسرے روز وہ اپنے میکے چلی گئی۔ اور وہ صاحب بھی چند روز کے بعد وہاں پہنچا۔ اور بہ منت اپنی بیوی سے درخواست کی۔ کہ آخر مجھے ایک سرٹیفکیٹ لکھ دو۔ جس سے یہ معلوم ہو کہ میں نے تم کو دو سال محبت اور عزت سے رکھا ہے۔ تو اس کو میں کسی اور لیڈی کو دکھا کر شادی کی ترغیب دے سکوں ❊

۱۶۶

ایک نامہ نگار ایک اخبار کو لکھتا ہے۔ کہ میری خوش دامن صاحبہ مذاق بالکل نہیں سمجھتیں۔ دو تین روز کا ذکر ہے۔ کہ میرا چھوٹا لڑکا ایک چونی نگل گیا تھا میں نے لکھا۔ کہ وہ چاندی کھانے لگا ہے۔ اس کے جواب میں انہوں نے ایک چٹھی لکھی۔ جس کا آخری فقرہ یہ تھا۔ کہ کیا لڑکے کو ابھی مالی مشکلات سے نجات ملی ہے یا نہیں۔

۱۶۷

ایک منشی صاحب کو ایک ہوشیار نوکر کی تلاش تھی۔ آخر ایک نوکر مل گیا۔ مگر اس نے یہ شرط کر لی۔ کہ مجھے عادت ہے۔ جو سودا خریدونگا۔ اس میں روپیہ کے بارہ آنہ چھوڑونگا منشی صاحب نے کہا۔ یہ کونسی بات ہے۔ کیا ہم اندھے ہیں۔ ہم تم سے ایک کوڑی نہیں لے سکتے۔ مگر نوکر غضب کا عیار تھا۔ جو سودا بازار سے

لاتا جس طرح ہو سکتا - روپیہ سے چار آنہ اڑا لیتا۔ منشی صاحب بہتیری احتیاط کرتے
مگر وہ پیش نہ جانے دیتا - ایک روز منشی صاحب نے ایک روپیہ دے کر کہا - کہ
ہمارے بھتیجے کا نام محسن ہے۔ اس کے نام کی مہر فلاں مہرکن سے جس کے چار آنہ
فی حرف مقرر ہیں کندہ کرا دو - اور دل میں کہا کہ دیکھیں اس روپیہ سے کیا کر کس
طرح اڑا سکتا ہے - نوکر عیار تو تھا ہی تھوڑی فکر کے بعد ایک عمدہ تدبیر سوجھی - اور اسی
مہرکن سے کہا - کہ ہمارا نام ہے چشن یہ کندہ کر دو - مگر جب تک ہم نہ آویں - نقطے
وغیرہ نہ کھودنا - جب مہرکن نام کھود چکا - تو نوکر آیا - اور اس نے کہا - کہ ہمارے
ح اور ش کے چھ نقطے تمہاری طرف باقی ہیں - ان میں سے صرف ایک نقطہ ش
کے دائرے میں ڈال دو - باقی پانچوں نقطے ہم نے تم کو چھوڑ دیئے ہیں - جب مہرکن
نے وہ نقطہ ڈالا - تو چشن سے محسن بن گیا - اور نوکر بیچ میں سے ہی ۱۲ر اڑا گیا ✣

۱۶۸

مسٹر جارج نے ولیم سے پوچھا " کیوں صاحب سال کا سال ختم ہوا۔ آپ کی
سالگرہ نہ آئی " ولیم نے کہا " اس سال میری سالگرہ نہیں " جارج نے حیران
ہوکر پوچھا " کیا سارے سال میں سالگرہ کا دن نہیں آیا " - ولیم نے سنجیدگی سے
جواب دیا - ایک سال کیا - تین سال تک نہیں آئے گا - کیونکہ میں ۲۹ فروری کو پیدا
ہوا تھا - اور اب [illegible] ہے ✣

۱۶۹

ایک اندھا اندھیرے میں چشمہ پر پانی بھرنے چلا - ایک ہاتھ میں برتن اور دوسرے
ہاتھ میں چراغ تھا کسی نے پوچھا - کہ آپ تو آپ دیکھ نہیں سکتے - چراغ
لے جانے کے کیا معنی - اندھے نے جواب دیا - کہیں تمہارے جیسے بیوقوف تو مجھ سے
ٹکر کھا کر میرا برتن نہ توڑ دیں ✣

۱۷۰

ایک بوڑھے کلرک صاحب میز پر ادھر ادھر اپنا قلم ڈھونڈتے تھے - اور ملتی نہیں

تھی۔ آپ غصہ میں آکر چلا اُٹھے "کسی بیوقوف نے میرا قلم رکھدیا"۔ اتنے میں ان کا ہاتھ اپنے کان پر پڑا۔ اور وہاں سے قلم مل گیا۔ شرمندہ ہوکر اپنی پہلی عبارت کو یوں جاری رکھتے ہیں "میرا خیال تھا۔ ایسا کریگا"۔

۱۷۱

وکیل نے مدعا علیہ سے کہا۔ کہ تم نے یہ بیان کیا تھا۔ کہ مسٹر ہیالس تمہارا دور کا رشتہ دار ہے" مدعا علیہ۔ ہاں صاحب ٹھیک ہے۔ وکیل "بھلا تمہارا اس سے کیا رشتہ ہے" مدعا علیہ "وہ میرا بھائی ہے" وکیل خفا ہوکر "اور یہ دور کا رشتہ ہوا دیکھو مقدمہ خراب کرتے ہو" مدعا علیہ "بیشک صاحب دور کا تو ہے اگر بھائی ہوا تو کیا ہوا۔ وہ رہتا چین میں ہے"

۱۷۲

ایک تھیٹر کا پردہ نہ اٹھا۔ ہرچند کل سے گرانے کی کوشش کیگئی مگر کامیابی نہ ہوئی۔ تماشاگاہ میں حاضرین کے سامنے مردہ کی لاش کا سوانگ پڑا تھا۔ پردہ کی یہ حالت دیکھکر مردہ صاحب اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور یہ کہکر پردہ گرانے لگے "ہائے قبر میں بھی جاکر آرام نہیں ملتا۔ اور اُٹھنا پڑتا ہے"

۱۷۳

باپ "بیٹا تم لوگ جو کچھ دسترخوان پر دیکھتے ہو۔ ناک بھوں چڑھاکر کھاتے ہو ہم جب تمہاری عمر کے تھے۔ تو خشک روٹی شکم سیر پاکر شکر کرتے تھے" چھوٹا بچہ چھ سال کا۔ "تو بابا معلوم ہوتا ہے۔ کہ جب سے تم ہمارے ساتھ آرہے ہو۔ تمہاری مزے سے گذرتی ہے"

۱۷۴

ایک پادری صاحب ایک مرتبہ حسب دستور جیلخانہ کے اندر قیدیوں کو نماز پڑھانے گئے۔ ایک قیدی سے پوچھا۔ کہ تم کس جرم میں ماخوذ ہو۔ اس نے جواب دیا۔ کہ میں "نقلی چیزوں کو دھوکے سے اصلی بتلاکر بیچتا اور روپیہ کماتا تھا" پادری صاحب نے

فرمایا کہ خیر اب تو تم امید ہے ۔کہ یہاں ایک بادیانت ایماندار آدمی ہوجاؤ گے اور جیب بکترو کے نہ یک بخت شہری بن جاؤ گے ۔بھلا بتاؤ۔ تو یہاں کیا کام کرتے ہو جناب یہاں تو کاغذ کے جوتوں کے تلے بناتا ہوں۔جوکہ شرطی خالص اور عمدہ چمڑے کے نام سے فروخت ہوتے ہیں +

۱۷۵

دوران گفتگو میں ایک صاحب نے گرم ہوکر اپنے سینہ پر ہاتھ رکھ لیا ۔ اور کہا "میں اپنی عزت کا دیندار محافظ ہوں" دوسرے صاحب نے کہا "میں آپ کو ایسے عمدہ پر تعینات ہونے سے مبارکباد دیتا ہوں +

۱۷۶

پیارے جارج خدا خیر کرے ۔ آج ایسے غمناک اور اداس کیوں ہو" میری بیاری افسوس ہے ۔ میں آج خوش نہیں ہو سکتا" میرے پیارے پھر بھی میں کوشش کیجیو تو کرو" پیاری کیا میں بھی خوش نہیں رہ سکتی ہوں ہے"

۱۷۷

ایک عجائب گھر کے دروازہ پر ایک افسر تعینات تھا ۔کہ کسی نمائش بین کو چھڑی اندر نہ لیجانے دے ۔ اتنے میں ایک بھلا مانس جیبوں میں ہاتھ ڈالے دروازہ سے گذرنے لگا ۔اس روشن دماغ افسر نے کہا ۔کہ چھڑی ہمارے پاس رکھتے جاؤ وہ بولا میرے پاس کوئی نہیں جواب ملا ۔تو بھی جاؤ ۔ اور میرے پاس لاکر رکھدو +

۱۷۸

سر والٹر اسکاٹ انگلستان کے ایک مشہور فسانہ نگار گذرے ہیں ۔ایک روز چند دوستوں کے ہمراہ سیر وشکار کے لئے نکلے تھے ۔کہ جھاڑیوں میں ایک دوست کی بھری ہوئی بندوق الجھ گئی ۔ اور قضارا چل گئی ۔گولی سیدھی سر والٹر کی ٹوپی کو چھیدتی ہوئی نکل گئی ۔ہمارے فسانہ نگار نے اپنی معمولی خندہ پیشانی سے کہا میرے یار و میرے ناولوں کے مبارزہ نیچہ کے لئے تم سے وہ کام ہوا ہے ۔کہ انگلستان

کے کسی ریلویانگی۔ اور مکسن چلین سے نہ ہوگا۔

۱۷۹

اُستاد شاگرد سے مخاطب ہو کر "رفیق بتاؤ۔ قطب شمالی کہاں ہے؟" "جناب مجھے معلوم نہیں" شاگرد بولا "کیا تمہیں معلوم نہیں" استاد نے کہا "جناب جب ڈاکٹر کین سر فرینکلین اور مسٹر گریلی جیسے لوگ تلاش کر چکے ہیں۔ اور ان کو کچھ پتہ نہیں ملا۔ تو مجھ غریب کی کیا بساط ہے"۔

۱۸۰

ایک ریلوے سٹیشن کے پاس چند مسافر ریل کی انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک مسافر کی نظر پاس کے قبرستان پر جا پڑی۔ وہ پوچھنے لگا۔ کہ اس میں اتنی قبریں کیوں ہیں۔ کیا یہاں کوئی جنگ ہوئی ہے؟ پاس سے ایک مسافر جو کہ ریل کی انتظار میں تنگ آیا ہوا تھا۔ بولا کہ ان مسافروں کی قبریں ہیں۔ جو ہمیشہ سے اس سٹیشن پر انتظار کیا کرتے ہیں۔ کیونکہ الانتظار اشد من الموت ہے۔

۱۸۱

رمضان میں ایک مرتبہ آثار بارش پیدا ہوئے۔ ایک گنوار کسان جس کے گیہوں جنگل میں پڑے تھے۔ دعا کرنے لگا۔ الٰہی الٰہی بارش نہ ہو۔ مگر کھیت تک پہنچتے پہنچتے جل تھل ایک ہو گئی۔ کسان صاحب نے آسمان کی طرف دیکھا۔ اور ایک چلو پانی لیکر غٹ سے پی گیا۔ اور کہنے لگا۔ اللہ میاں (معاذ اللہ) لو اپنا روزہ پھیر رکھو۔

۱۸۲

ایک شرابی نے بحالت نشہ شارع عام پر پاخانہ پھر دیا۔ کانسٹبل نے پکڑ کر دو چار دھپے لگائے۔ اور کہا چل تجھکو تھانہ میں لے چلوں۔ شرابی نے کوئی عذر نہ کیا۔ ساتھ ہو لیا۔ تھوڑی دور چل کر یکایک چونک پڑا۔ اور کہنے لگا واہ! تم مجھے خالی کیوں لے چلے ہو۔ خالی میرے ہونے سے کیا ہوگا۔ مدعا لو۔ اگر ثبوت تمہارے پاس نہ ہوگا۔ تو تم کچھ نہیں کر سکتے۔

۱۸۳

کسی شخص نے ایک شاعر بدیہہ گو سے یہ فرمائش کی۔ کہ مصرعہ ذیل پر مصرع لگا دیجئے ع چہرا تمہارا چہرہ تمہارا صاف صوف ہے۔ شاعر صاحب کیا خوب فرماتے ہیں ع مصرع تمہارا مصرع تمہارا گھاس پھوس ہے ✦

۱۸۴

ایک بادشاہ قبرستان میں گیا۔ دیکھا ایک فقیر دیوانہ وار پھر رہا ہے۔ پوچھا۔ کہ آبادی میں کیوں نہیں آتے۔ کہا جو آبادی میں ہیں۔ وہ یہیں چلے آتے ہیں ✦

۱۸۵

ایک نواب صاحب نے ملازم سے کہا۔ کہ وہ دری لاؤ۔ جو چھکڑے پر لد کر آئی تھی۔ ملازم نے کہا۔ وہ تو ایک بڈھا چرا لے گیا ہے ✦

۱۸۶

ایک بزرگ سخت کی انتہا دینے والے نہ تھے باوجود اپنے لڑکے کے لئے ایک آمد نامہ بازار سے لینے گئے۔ دو تین ورق جو الٹ کر دیکھے۔ تو اتفاق سے دادن پر نظر جا پڑی۔ آپ نے جھٹ کتاب پھینک دی۔ اور سیدھے گھر کو ہو لئے۔ لڑکے نے پوچھا۔ ابا جان کتاب لائے؟ آپ فرماتے کیا ہیں۔ کہ بیٹا ایسی کتاب کا سبق نہیں پڑھا کرتے جس میں کچھ دینے کا ذکر ہو۔ اس سے بچوں کے اخلاق بگڑتے ہیں اور گھر کا نقصان ہوتا ہے سو مفت میں۔ تمہیں خبر نہیں۔ ہم تو جان بھی بڑی مشکل سے دینگے ✦

۱۸۷

ایک ملا صاحب کا یہ دستور تھا۔ کہ جب کسی کے ہاں دعوت کھانے جاتے۔ تو پھر گھر میں آتے ہی چارپائی پر لیٹ جاتے۔ اتنی سکت نہ ہوتی۔ کہ ایک دم ٹھہر کر چارپائی بچھوالیں۔ اس لئے ان کی گھر والی صاحبہ ان کے آنے سے پیشتر ہی چارپائی بچھا رکھتی تھیں۔ ایک عرصہ کے بعد جبکہ ان کی بہو گھر میں آئی۔ تو بہو سے ساس نے کہا۔

کہ ابھی مولوی جی دعوت کھا کر آتے ہیں۔ تو جلدی چارپائی بچھا رکھ۔ بہو بولی۔ کہ اس دیس کی رسمیں بھی عجیب ہیں۔ ہماری طرف تو رسم ہے۔ کہ جب ہمارے ابا دعوت کھانے جاتے ہیں۔ تو چارپائی ہم پیچھے سے اٹھوا کر بھجوا دیتے ہیں۔ اور ان کو لٹا کر لوگ گھر چھوڑ جاتے ہیں ۔

۱۸۸

ایک ملاں صاحب بدقسمتی سے ایک روز کنوئیں میں گر گئے۔ مگر اتفاق سے کنواں ایسا گہرا نہ تھا۔ اب لوگ آکر کہتے ہیں۔ میاں جی ہاتھ دیجئے ہاتھ پکڑاؤ۔ مگر میاں جی جنہوں نے کبھی اپنی زندگی میں کوئی چیز نہیں دی تھی۔ دینے کے نام سے گھبرا گئے۔ ایک شخص جو کہ جانتا تھا پاس سے گزرا۔ اور اس نے کہا۔ کہ میاں اس طرح مت کہو۔ کہ ملاں جی ہاتھ دو۔ بلکہ ایسے کہو۔ کہ ملاں جی ہاتھ لو۔ بس یہ کہنا ہی تھا کہ جھٹ ملا صاحب نے جھٹ ہاتھ پکڑ لیا۔ اور بلا سے نجات پائی ۔

۱۸۹

ایک گل لالہ آتش کا پرکالا نوجوان قوم کا گردوالا ایک حلوائی کی دوکان پر جاکر بولا۔ کیسے مٹھائی والا۔ مگر ہم تو اب مجھے بنا سالا۔ وہ حلوائی بھی سب سے مذاق کرتا تھا۔ کیا اور بھی کیا اچھا جواب دیا الٰہی بالا۔ کہ مکر کے آگے تیا سالے۔ یہ گردوالے بھولے بھالے نے کس شیریں کلامی سے جواب دیا۔ اور اپنا عوض لیا۔ کہ شیرہ و شیرہ ہیں لگے۔ واہ کیا خوب اس کی شیرینی نے حلوائی کی شیرینی کو کھٹا کر دیا۔

۱۹۰

ایک درویش نے کسی ساہوکار سے دو سوال کئے۔ ایک تو یہ کہ دو سو روپیہ بطور قرضہ کے دیدو۔ دوسرا یہ کہ دو سال تک وہ روپیہ مجھ سے طلب نہ کیا۔ ساہوکار نے جواب دیا۔ کہ دوسرا سوال تیرا مجھکو بدل منظور ہے لیکن پہلا سوال کسی اور ساہوکار سے پورا کر لو۔

۱۹۱

ایک ظریف نے ایک بڈھا خوبصورت دیکھکر کہدیا تھا کہ کیا اچھا ہوتا کہ اگر تو عورت ہوتی۔ بڈھا بولا کہ اگر میں تیرے گھر میں دختر پیدا ہوتی۔ تو تمہاری دختر کوئی غیر آدمی بیاہ لیجاتا۔ تو پھر تم کو کیا حاصل ہوتا +

۱۹۲

ایک عورت کے چھ شوہر مر چکے تھے جب ساتواں شوہر مرنے لگا۔ تو وہ بیچاری سرہانے بیٹھکر بہت روئی۔ اور شوہر سے کہنے لگی۔ کہ تم مجھے کس پر سونپتے ہو۔ اس نے کہا۔ آٹھویں شوہر پر +

۱۹۳

ایک ساہوکار کا لڑکا مکتب میں پڑھتا تھا۔ اتفاقاً ساہوکار مکتب میں پہنچے جب دستور معلم نے سبق پڑھنے کو کہا۔ ذات شریف پوچھنے لگے۔ کہ میاں صاحب مجھے پڑھا دیجیے۔ لڑکا کیا پڑھتا ہے جو اتنا روپیہ کمایا۔ سو ساہوکار جی بہت خوش ہوئے۔ اور آمد کی بات سنکر لڑکے کو پاس بیٹھا کر سبق سننے لگے جب وقت اُس نے سبق پڑھی بیٹھی آمد آیا اور ایک مرد ضعیف اور غائب تک تو خوش تھے جب اس نے آمدند وہ آمدے وہ سب صیغہ جمع غائب کو پڑھا۔ تو لالہ جی غصہ سے باہر ہو لال پیلے ہونے لگے۔ اور کہا کہتے ہیں۔ کہ واہ صاحب واہ۔ یہ تو آپ نے خوب پڑھایا۔ کہ جمع غائب بلیں رہنے دیجیے۔ اب ہم لڑکے کو نہ پڑھائیں گے۔ نہ جمع غائب کرائیں گے +

۱۹۴

ایک آدمی نے کسی شخص سے پوچھا۔ کہ تم اپنے بیٹے کو وکالت کیوں پڑھاتے ہو کیا کوئی اور پیشہ دنیا میں نہیں رہا؟ اس نے کہا میں کیا کروں۔ جب سے یہ ماں کے پیٹ سے نکلا ہے۔ اسے جھوٹ بولنے کی عادت تھی +

۱۹۵

ایک وکیل سے کسی آدمی نے کہا۔ کہ تم بڑے جھوٹے ہو۔ اس نے بہت خفا ہوکر کہا۔ کہ اگر میں جھوٹ بولتا ہوں۔ تو میرا جھوٹ کوئی پکڑ کیوں نہیں لیتا۔ اس نے

جوابدیا۔ کہ جھوٹ آپ کی زبان سے تیزی کے ساتھ نکلتا ہے۔ کہ اُسے کوئی پکڑ نہیں سکتا

۱۹۶

ایک منشی صاحب نے سفر چلتے ہوئے اپنی بیوی سے کہا۔ کہ ہم سفر کو جاتے ہیں ہمارے پیچھے نیک چلن رہنا۔ اس نے جوابدیا۔ آپ بھی سفر میں نیک چلن رہیں۔ منشی صاحب بولے۔ لگا ہے تو کا ہے رام جپنی بلا لیا کرونگا۔ عورت نے کہا۔ کہ ہم بھی کا ہے کا ہے رام جپنا بلا لیا کریں گے ⁂

۱۹۷

کسی درخت کے نیچے ایک مولوی صاحب بیٹھے تھے۔ انہوں نے ایک داڑھی کو یہ کہتے ہوئے سُنا " دیکھو خدا کی قدرت " بعد اس کے ایک پنڈت صاحب آئے ان سے پوچھا گیا۔ کہ یہ جانور کیا کہتا۔ انہوں نے جوابدیا " سری رام رام دسرتھ " تھوڑی دیر کے بعد پھر ایک بڑھیا آئی۔ اس سے پوچھا۔ جوابدیا " پیر فتو لے چھرکی " پھر ایک جوڑا آیا اس نے کہا لگا جہولی۔ اور کہ ⁂

۱۹۸

ایک وکیل صاحب نے تصویر کھنچوائی۔ اور اپنے دوستوں میں اس کی تعریف کر رہے تھے۔ ایک دہقان بھی وہاں بیٹھا تھا۔ دیکھ کر بولا۔ کہ تصویر بالکل خراب ہے۔ ایک بڑی غلطی رہ گئی ہے۔ لوگوں نے پوچھا۔ وہ کیا؟ کہا کہ اس میں ان کے ہاتھ اپنی جیب میں ہیں۔ یہ تو وکیل ہیں۔ ان کے ہاتھ دوسروں کی جیب میں چاہئیں تھے ⁂

۱۹۹

ایک کچہری کے اہلکار صاحب بازار میں چلتے تھے۔ کہ ان کا قلم گر گیا۔ ایک جاٹ زور سے بولا منشی جی منشی جی۔ آپ کی چھری گر گئی ہے۔ منشی صاحب نے قلم اٹھا کر کہا کیسا بڑا احمق ہے۔ قلم کو چھری بتاتا ہے۔ جاٹ بولا۔ اجی منشی جی۔ جھوٹی باتیں نہ بناؤ اسی سے نامعلوم تم نے کتنے غریب لوگوں کے گلے کاٹے ہونگے ⁂

۳۰۰

ایک وکیل صاحب بہت بڑے مالدار تھے۔ جب مرنے لگے۔ تو ساری دولت پاگلوں اور سڑیوں کے نام لکھدی۔ دوستوں نے پوچھا یہ کیا۔ بولے۔ کہ ایسے ہی لوگوں سے ٹھگ کر میں نے یہ تمام دولت پیدا کی تھی۔ اب اُن کے ہی حوالے کئے جاتا ہوں۔

۳۰۱

ایک شخص چالاک نے ایک اُستاد سے اس شرط پہ وکالت پڑھنی شروع کی۔ کہ جب امتحان پاس کر کے پہلا مقدمہ جیتوں۔ تو اُستاد صاحب کو پانسو روپیہ نذر دوں۔ اُستاد صاحب نے بڑی محنت سے پڑھایا۔ اور میاں جی کامیاب ہوگئے۔ اب مجھے تو پورے ضدی۔ اندر ہی بیٹھے رہے اور مہینوں باہر نہ نکلے۔ کہ نہ مقدمہ کرینگے۔ نہ اُستاد کو کچھ دینا پڑیگا۔ اُستاد صاحب بھی انتظار بسیار کے بعد لاچار ہوگئے۔ اور اس چالاکی کو تاڑ گئے۔ اور عدالت میں نالش جڑدی۔ جب تاریخ مقررہ پر اُستاد شاگرد عدالت کے برآمدے میں ملے۔ تو اُستاد صاحب نے کہا۔ کیوں جی اب تو نہ چھوٹو گے۔ ہر طرح ہماری جیت ہے اگر عدالت نے ہمارے حق میں فیصلہ دیا۔ تب تو یوں روپیہ لینگے۔ اور اگر تم جیت گئے تاہم اقرار نامہ کے مطابق روپیہ لے لونگا۔ شاگرد نے جواب دیا۔ اُستاد صاحب اس طرح میں نہیں پھنسنے کا۔ جیت ہر طرح میری ہے۔ اگر عدالت نے روپیہ نہ دلوایا۔ تب تو اس طرح پر نہ دونگا۔ اور اگر میں ہار گیا تاہم اقرار نامہ کے مطابق نہ دونگا۔ کیونکہ اقرار نامہ یہ ہے۔ کہ پہلا مقدمہ جیتوں۔ تو روپیہ دوں نہ کہ ہاروں تو دوں ٭

۳۰۲

ایک وکیل کا کتا ایک قصاب کی دوکان سے گوشت کی ران لے بھاگا۔ اور ہاتھ نہ آیا۔ قصاب نے اُسی وکیل سے چپ چاپ جا کر پوچھا۔ کہ کیوں صاحب اگر کسی آدمی کا کتا میری دوکان سے گوشت اُٹھا لے جاوے۔ تو کیا کرنا چاہئے وکیل نے جواب دیا۔ کہ اس کے مالک سے قیمت وصول کر لو۔ دوکاندار نے کہا۔ ایک روپیہ عنایت کیجئے۔ آپ ہی کا کتا میرا گوشت اُٹھا لایا ہے۔ وکیل نے کہا۔ میں ایسی سرسری قانونی صلاح

کی نہیں دو روپے لیا کرتا ہوں۔ لہذا ایک روپیہ گوشت کا وضع کر کے ایک روپیہ مجھے عنایت کیجئے۔ حساب بے باق ہو جائیگا +

۲۰۳

ایک صاحب کہیں ملازم تھے۔ زن حجام محلہ اتفاقاً ان کے مکان پر آئی۔ دیکھا۔ کہ بیوی ان کی نتھ اتار کے منہ دھو رہی ہے۔ فوراً یہ تصور کیا۔ کہ بیوی بیوہ ہو گئیں جب تو نتھ اتاری ہے۔ دوڑی ہوئی اپنے خاوند کے پاس گئی۔ اور کہا۔ کہ کیا بیفکر بیٹھا ہے۔ فلاں شخص کے پاس یہ خبر پہنچا۔ کہ تمہاری بیوی بیوہ ہو گئیں۔ وہ عقل کا دشمن ان کے ملازم کے پاس پہنچا۔ اور کہنے لگا۔ کہ آپ کی بیوی بیوہ ہو گئیں۔ وہ احمق یہ خبر سنکر رونے لگا۔ احباب تعزیت کے لئے آئے۔ اور پوچھا کیا خبر ہے۔ فرمانے لگے ہماری بیوی بیوہ ہو گئی۔ احباب نے کہا۔ عجب احمق ہو۔ تم تو زندہ ہو۔ پھر تمہاری بیوی کیونکر بیوہ ہو گئی کہنے لگے۔ یہ تو میں بھی جانتا ہوں۔ کہ میں زندہ ہوں۔ لیکن حجام بڑا معتبر ہے اس کو کیا کروں +

۲۰۴

ایک دانشمند خشطلیبن نے اپنی بیوی سے پوچھا۔ کیوں نیکبخت اس میں کیا بھید ہے۔ کہ میں دبلا پتلا نحیف الجسم آدمی ہوں۔ اور تم ہمیشہ موٹے تازے بچے جنتی ہو۔ حالانکہ (پتا پر پوت) کی مثل مشہور ہے۔ تم بھی ناواقف نہ ہوگی۔ عورت تھی۔ حاضر جواب بولی میاں یہ ایسا مشکل معما کیا ہے۔ وجہ یہ ہے۔ کہ بچوں نے میرا دودھ پیا ہے۔ جو کہ آپ کو نصیب نہ ہوگا +

۲۰۵

کسی شہر میں امساک باراں کے سبب سے قحط سالی کے آثار شروع ہوئے۔ وہاں کے معلمان نے تمام مکتب کے لڑکوں کو جمع کر کے بارگاہ خداوندی میں دعا کرنے کا ارادہ کیا۔ ایک ظریف نے پوچھا۔ کہ ان لڑکوں کو جمع کر کے کہاں لے جاتے ہو۔ جواب دیا۔ کہ دعا کرنے کے لئے جاتے ہیں کیونکہ یہ معصوم ہیں ان کی دعا مستجاب ہوگی

اس ظریف نے کہا۔ کہ اگر دعا لڑکوں کی مستجاب ہوتی۔ تو ساری دنیا میں ایک بھی ملا زندہ نہ رہتا ؛

۲۰۶

امین پسر ہارون نے ایک وکیل کو نخاس میں بھیجا۔ کہ میرے واسطے ایک کنیز جمیلہ خرید لاؤ۔ وکیل نے تین کنیزیں لاکر امین کے حضور میں پیش کیں۔ امین نے ان کی طرف دیکھکر کہا۔ کہ میں تم تینوں میں سے کس کو خریدوں۔ اول بولی۔ انما یئون اولئک المقربون۔ دوسری بولی حافظوا علی الصلوٰۃ الوسطیٰ۔ تیسری نے کہا۔ وللآخرۃ خیر لک من الاولیٰ۔ امین کو اقتباس سب کے پسند آئے۔ اور تینوں کو خرید لیا ؛

۲۰۷

ایک زمیندار نے کسی اخبار میں یہ اشتہار دیا۔ کہ فلاں روز ہمارے یہاں قانع لوگوں کو حاضر ہونا چاہئے۔ ان میں جو سب سے زیادہ قانع ہوگا۔ اس کو ایک معقول مقدار زمین کی دیجاویگی۔ القصہ جمعیت پر قانع لوگوں کا ایک خاصہ مجمع جمع ہوگیا اور سب لوگ یکے بعد دیگرے اپنی اپنی قناعت کی تعریف کرنے لگے۔ اور زمین کے پانے کا استحقاق ظاہر کیا۔ زمیندار نے استادہ ہوکر با واز بلند کہا۔ کہ بھائیو تمہاری قناعت بیشک عدیم المثال ہے۔ اگر تم قانع نہ ہوتے۔ تو یہاں زمین کے لئے کیوں آتے۔ اس فقرہ نے اس قانع کو اس قدر محجوب کیا۔ کہ سب کے سب یکے بعد دیگرے چپکے چپکے چلے گئے ؛

۲۰۸

ایک اندھے نے شادی کی۔ جورو نے اس سے کہا۔ کاشکے تیری آنکھیں ہوتیں اور تو دیکھتا۔ کہ میں کیسی حسین اور خوبصورت ہوں۔ اس نے کہا۔ میں تجھے دیدہ عقل سے دیکھ رہا ہوں۔ اگر حسین ہوتی۔ تو مجھ اندھے کے ہاتھ کاہے کو آتی ؛

۲۰۹

ایک مصور کسی کرایہ کے مکان میں رہتا تھا۔ اور بوجہ مفلسی کے سال بھر کا کرایہ

اس کے ذمہ ہوگیا۔ مالک مکان نے دیکھا۔ کہ کرایہ اس سے وصول ہونا مشکل ہے۔ اس وجہ سے اس سے درخواست کی۔ کہ ہمارے پھاٹک پر ریچھ کی تصویر کھینچو۔ تو ہم کرایہ نہ لینگے۔ مصور نے کہا۔ کہ ریچھ کے گلے میں زنجیر کھینچا جانا اچھا ہوگا۔ اور اس کے عوض میں آپ کو کچھ تھوڑی سی اجرت دینی پڑیگی۔ مالک مکان نے نہ مانا۔ آخر کو مصور تصویر کھینچنے کے بعد چلا گیا۔ برسات کا موسم آیا۔ اور ریچھ کی تصویر بالکل مٹ گئی۔ مالک مکان مدت کے بعد مصور سے ملا۔ اور کہا۔ کہ ابھی تمہارا ریچھ معلوم نہیں کیا ہوگیا۔ مصور نے جواب دیا۔ کہ بھاگ گیا ہوگا۔ کیونکہ اس کے گلے میں تم نے زنجیر نہ ڈالنے دیا۔

۲۱۰

ایک شخص خط لکھ رہا تھا۔ اور ایک بیگانہ شخص قریب سے خط کو دیکھ رہا تھا۔ نویسندہ نے لکھا۔ کہ میں نے حال خانگی اس وجہ سے نہیں لکھا۔ کہ ایک شخص بیگانہ احمق میرے پاس بیٹھا ہوا خط کا حال دیکھ رہا ہے۔ وہ شخص دیکھکر غصہ سے بولا۔ کہ تم نے مجھکو احمق کیوں لکھا۔ کہ میں نے حال خانگی اس وجہ سے نہیں لکھا۔ میں تمہارا خط کب دیکھتا ہوں۔ تو نویسندہ نے جواب دیا۔ کہ اگر آپ نے میری تحریر نہیں دیکھی۔ تو آپ کو کیونکر معلوم ہوا۔ کہ میں نے آپ کو احمق لکھا ہے۔

۲۱۱

ایک جگہ دو اندھے بیٹھے تھے۔ ایک اندھا مادرزاد تھا۔ اور ایک اندھا عارضی تھا۔ عارضی اندھے نے مادرزاد اندھے سے کہا۔ کہ بھائی تمہیں کھیر دے۔ تو کھاؤگے۔ اس نے کہا۔ کہ بھائی کھیر کیسی ہوتی ہے۔ اس نے کہا۔ کہ سفید۔ اس نے پوچھا۔ کہ سفید کیسا ہوتا ہے۔ اس نے کہا۔ کہ جیسے بگلے کا پر۔ اس نے پوچھا۔ کہ بگلے کا پر کیسا ہوتا ہے۔ اس نے کہا۔ جیسے بگلا۔ اس نے پوچھا۔ بگلا کیسے ہوتا ہے۔ عارضی اندھے نے ہاتھ ٹیڑھا کرکے بتایا۔ مادرزاد اندھے نے جب ٹٹول کر دیکھا۔ تو کہنے لگا۔ کہ بھائی ایسی ٹیڑھی کھیر تو ہم کھا نہیں سکینگے۔

۲۱۲

ایک منطقی صاحب جن کو ہر وقت تحقیقات کا خبط تھا۔ تمام کنبے سمیت ایک دریا پر جا نکلے۔ عبور کرنے کے لئے وسائل سوچنے سے پہلے دل میں یہ ٹھان لیا۔ کہ دریافت کریں۔ دریا کتنا گہرا ہے۔ کنارے پر کھڑے ہوکر دس بیس جگہ چھڑی رکھی۔ تمام جگہ کی مختلف گہرائی کو جمع کرکے بس فوراً ارلجہ جما دیا۔ اوسط کے حساب سے معلوم ہوا۔ کہ ۵ء۲۳ فٹ گہرا پانی ہے۔ دل کا حوصلہ بڑھ گیا۔ کہ اس قدر پانی عبور کرنے کے لئے کشتی وشتی کی کیا ضرورت ہے۔ کھڑے کھڑے تمام کنبے کو جھونک دیا۔ جب وہ گہرے پانی میں جاکر ڈوب گئے۔ تو حضرت پشیمان ہوکر پھر کاغذ پنسل سے حساب کی پڑتال کرنے لگے۔ شاید کہیں ارلجہ میں غلطی نہ رہ گئی ہو۔ پھر سوچ سمجھ کے بعد وہی جواب ۵ء۲۳ نکلا۔ منطقی صاحب نے جھنجلا کر کاغذ پھینک دیا۔ اور فرمانے لگے :-

"ارلجہ جوں کا توں۔ کنبہ ڈوبا کیوں "

۲۱۳

ایک تحصیلدار کا نام چراغ علی تھا۔ کسی گنوار دیہاتی کا مقدمہ پیش ہوا جب بالاتفاق وہ مقدمہ گنوار جیت گیا۔ فرط خوشی میں گنوار اچھلنے لگا۔ اور خوشی سے بولا۔ کہ حضور کا نام چراغ علی کس گدھے نے رکھا ہے حضور تو لیمپ علی ہیں ؛

۲۱۴

ایک شخص نے اپنے لڑکے کو نصیحت کی۔ اے فرزند جو عورت سامنے آئے اُسے بدنیت سے نہ دیکھنا۔ اس لئے کہ جو عورت عمر میں چھوٹی ہے۔ وہ بیٹی کے برابر ہے۔ اور جو برابر ہے۔ وہ بہن ہے۔ اور جو بڑی ہے۔ وہ ماں کی جگہ ہے لڑکا تھا عقل کا دشمن یہ سنکر چپ ہو رہا جب اس کے باپ نے شادی ٹھہرائی۔ تو اس لڑکے نے کہا۔ کہ اے پدر بزرگوار۔ اب یہ فرمایئے کہ میں شادی کس سے کروں بیٹی سے یا بہن سے یا ماں سے ؛

۲۱۵

ایک عورت نے ایک شخص کے پاس جو کہ ظاہرا بڑا منشی اور صاحب علم معلوم ہوتا تھا۔ جاکر کہا۔ کہ میرا خاوند لاہور میں رہتا ہے۔ اسے ایک خط بیاکر بتانی چپ لکھد یجئے۔ اور یہ دو آنے لکھوائی کے لیجئے آدمی نیم خواندہ مسکراکر کہنے لگا۔ کہ بی بی میں تو قصور تک ہی پڑھا ہوں۔ ابھی لاہور تک پڑھنے کی کوشش نہیں کی ✦

۲۱۶

غدر سے پہلے بلاقی بیگم کے کوچہ میں ایک سیہ فام رنڈی رہتی تھی۔ ایکدن بناؤ سنگار کر کے برآمدے میں بیٹھی تھی۔ ایک بانکے ترچھے سپاہی کا ادھر سے گذر ہوا۔ زندہ دل سپاہی نے اس کی بہونڈی صورت سے نفرت کھاکر کہا عورت سیا ہے۔ کالی ڈھال ہے۔ اس کو یہ ہیبت کا فقرہ نہ بھایا۔ تنکر تاب کہاں تھی جل کر بولی۔ کالی ڈھال ہوں۔ تو کیا ہے۔ آپ ہی کی پشت کی ✦

۲۱۷

ایک میر صاحب بہت بھولے بھالے سیدھے سادے تھے۔ نہ تھا کوئی آگے نا تھ نہ پیچھے پگھا۔ یار دوستوں نے مل کر ایک مفلس شریف کے ہاں ان کی شادی کرادی۔ میاں تو میاں بی بی سبحان اللہ وہ ان سے بھی حماقت میں پانچ رتی بڑھی ہوئی تھیں۔ پہلی ہی شب میں دونوں نے اپنے اپنے حالات بیان کردیئے۔ میاں جلے بی بی سے کہا۔ کیوں جی بتاؤ۔ تو بھلا تمہارے کوئی ماموں چچا۔ خالو وغیرہ بھی ہیں تو بی صاحب گلے میں باہیں ڈال کر کیا کہتی ہیں۔ کہ ہمارے کوئی نہیں باپ چچا ہو تو تم۔ بھائی ہو تو تم۔ ماموں ہو۔ تو تم ہو۔ خالو ہو تو تم ہو۔ دادا ہو تو تم ہو۔ اور خاوند ہو تو تم ہو۔ پھر اوں تمہارا بھی کوئی چچی پھوپھی خالہ ہیں کہ نہیں۔ میاں ٹھنڈی سانس بھر کر فرمانے لگے۔ کہ تمہاری طرح ہمارا بھی کوئی نہیں۔ چچی ہو تو تم ہو۔ بوا ہو۔ تو تم ہو۔ اماں ہو تو تم ہو۔ اور جورو ہو تو تم ہو۔ خلعے رہے۔ اللہ نے کیا جوڑی ملائی ہے ✦

۳۱۸

ایک شخص نے اپنے نوکر سے کچا شریفہ دیکر کہا۔ کہ اسے مکان میں دیدینا۔ جب نوکر مکان پر پہنچکر پکارا "ارے لونڈی سرمین (شریفین) یہ سربہر (شریفہ) لیجاؤ۔ اسرپ علیجان نے اسرپ گنج سے اسرپ بیگم کو بڑی تلاش کر کے بھیجا ہے" لونڈی "اے موئے کہیں تو شین بولا ہوتا" خدمتگار "ہاں تمہیں بھی شسلام کہا ہے"۔

۳۱۹

بیربل نے ملاں دوپیازہ سے کہا۔ کہ جن لفظوں کے آخر میں "بان" کا دم ہو۔ وہ شریر ہوتا ہے۔ جیسے گاڑی بان۔ مرکہ بان۔ دوپیازہ بولے "ہاں مہربان"

۳۲۰

فرانسیسی فوج جب ٹمبو والوں [illegible] سے لڑکر واپس آئی۔ تو ایک سپاہی کے دوستوں نے اس سے پوچھا۔ "تم نے کیا کیا۔ کیسے میدان میں ہاتھ دکھلائے کچھ حال تو سناؤ"۔ بہادر جوان نے اکڑ کر جواب دیا "بہت سے میدان سر کئے اور زبردست لڑائیاں ہوئیں۔ اور ایک دن طیش میں آکر میں نے بھی مخالف پارٹی کے ایک آدمی کی ٹانگ کاٹ ڈالی" دوستوں نے کہا "میاں سر کاٹتے تو بھلا نام بھی ہوتا اور بات بھی زیادہ قابل عزت ہوتی۔ ٹانگ کاٹ کے کیا لیا"۔ آپ نے گھبرا کر جواب دیا "یار دو ٹھیک کہتے ہو۔ مگر سر تو اس کا پہلے ہی کٹا ہوا تھا"۔

۳۲۱

ایک نواب صاحب کو افیون کا اس قدر شوق تھا۔ کہ مجسم افیون بن گئے تھے۔ ایک روپیہ روز کی افیون چٹکیوں میں اڑا جاتے تھے۔ مٹھائی وغیرہ کی گزک کے سوا کچھ بھی نہیں کھاتے تھے۔ دن رات ان کے پاس افیونیوں کا مجمع رہتا تھا۔ رات بھر نہیں سوتے تھے۔ دن بھر پینک میں خدا کا سجدہ کرتے گزرتا تھا۔ اگر دس قدم راستہ چلتے تھے۔ تو دس سجدہ کرتے تھے۔ نواب صاحب کی بیگم صاحبہ نہایت نالاں تھیں۔ اتفاق سے ایک رات پینک میں پڑے تھے۔ دیکھا کہ دیوار پر ایک کالا

سانپ کنڈلی مارے لٹکا ہوا ہے۔ افیونی بہت ڈرا۔ اور چپ ہو کر لیٹ رہا۔ پھر اس کو یہ خیال ہوا۔ کہ سانپ اتر کے گھر بار کو ڈس ڈالیگا۔ نہایت جرأت کرکے اپنے دادا کے وقت کی تلوار کوٹھڑی سے لایا۔ اور اس خیالی سانپ کو مارا جتنی کہ وہ زمین پر گرا۔ اور خوب تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے کیا۔ اور ایک بڑا کونڈا اسکے ڈھانک دیا شکر خدا کا بجالایا صبح کے انتظار میں تھا۔ کہ جب بیوی بچے بیدار ہو گئے۔ تو اپنی جوانمردی دکھاؤنگا۔ جونہیں صبح ہوئی۔ آپ نے اپنی بیگم صاحبہ کو پکارا۔ اور ہنسے وہ نہایت متحیر ہوئی۔ کہ آج افیونی کیوں ہنس رہا ہے۔ اس کو سوائے بھنبھانے کے کوئی کام نہ تھا۔ خیر نواب صاحب بولے بیگم صاحبہ تھیلی ماش جلد منگالیجئے۔ اپنے اوپر سے اور لڑکوں کے اوپر سے صدقہ اتار ڈالیئے۔ تب میں اپنی بہادری کا حال سناؤں۔ اور بتاؤنگا۔ آخر کار تھیل ماش آئے۔ اور گھر بھر کے سے اتار دیئے گئے بیگم صاحبہ نے پوچھا۔ اب بتلاؤ۔ کہا کہ رات کو ایک بڑا کالا سانپ آیا تھا۔ اس کو میں نے مار کر کونڈے کے نیچے ڈھانک دیا ہے۔ لوگ دیکھنے کو گئے کونڈا جو اٹھاتے ہیں۔ تو دیکھا۔ کہ کالا نیچا حقہ کا جو نیا بنا ہوا لٹکا تھا۔ اس کے ٹکڑے پڑے ہوئے ہیں۔ بی بی نے ایک دو تھپڑ رسید کیا۔ اور کہا۔ کہ تو رات کو یہی کرتوت کیا کرتا ہے۔

۲۲۲

ایک بیرسٹر صاحب کے والد ماجد کسی طلاق کے مقدمہ میں گواہ تھے پیشی کے وقت نئی روشنی کے بیرسٹر نے بحیثیت بیرسٹری اپنے قبلہ گاہی صاحب سے حسب قاعدہ سوال کرنے شروع کئے (۱) تمہارا نام کیا ہے؟ (۲) کیا کام کرتے ہو؟ خیر یہاں تک تو کچھ مضائقہ نہ تھا۔ اب بیرسٹر صاحب سوال کرتے ہیں۔ تمہاری شادی ہو گئی ہے یا کنوارے ہو۔ اس بات کو سنتے ہی اس بزرگوار کو ایسا غصہ آیا۔ کہ بیساختہ بول اٹھا اے حیوان! اگر میری شادی نہ ہوتی۔ تو تیری صورت یہاں آج کیوں دکھائی دیتی؟

۲۲۳

ایک لڑکا سر راہ کھڑا کلیاں بک رہا تھا۔ ایک صاحب ادھر سے نکلا پوچھا

کس کو گالیاں بکتے ہو۔ اس نے جواب دیا۔ کہ اب تک تو ہوا کو گالیاں دیتا تھا۔ لیکن اب آپ کو دیتا ہوں ۔!

۲۲۴

ایک دن ایک شخص حلوائی کی دوکان پر گئے۔ دیکھا کہ کھاجے رکھے ہیں۔ حلوائی سے پوچھا کہ یہ کیا ہے حلوائی نے کہا۔ کھاجا۔ آپ نے نوش فرمانا شروع کیا حلوائی نے کہا آپ کیا کرتے ہیں۔ آپ نے اس کا جواب فرمایا۔ ارے کمبخت تجھی نے کہا تھا کہ کھاجا اس واسطے ہیں نے کھانا شروع کیا تھا ۔

۲۲۵

ایک قصاب کے لڑکے مولا بخش کی برات کسی دوسرے گاؤں میں گئی۔ جس وقت برات کھانے وغیرہ سے فارغ ہو کر حقہ پی رہی تھی۔ تو اس گاؤں کے کسی قصاب نے پوچھا۔ ارے مولا بخش کے بابا۔ مولا بخش نے کچھ پڑھا بھی ہے جواب دیا۔ ہاں! ہاں! فلستاں (گلستاں) بوستاں (بوستاں) ساری حفظ (حفظ) اور کراں سریپ (قرآن شریف) گزلاں کی گزلاں (غزلاں کی غزلاں) ہی بھانکے ہے۔ پہلے گاؤں کے قصاب نے کہا۔ کہ بے زیادہ مت پڑھائیے کہیں تیرا تیل (جبرائیل) نہ ہو جائے ۔

۲۲۶

ایک بڑھیا اپنے خوردسال بچے کو نصیحت کرنے لگی۔ کہ اے بیٹا داناؤں کا قول ہے جو کام کل کرنا ہو۔ وہ آج ہی کر لینا چاہیئے۔ کیا معلوم کل کیا ہوگا۔ لڑکا حاضر جوابی کا پتلا۔ اس کو جھٹ مطلب کی سوجھی۔ بولا۔ اماں جان بات تو سچ ہے۔ خدا جانے کل کیا ہوگا۔ پس جو کل کے لئے میرے واسطے لڈو رکھا ہے۔ وہ میں ابھی کھا لیتا ہوں ۔

۲۲۷

ایک نابینا قوال جس کا نام دولت تھا۔ ایک مرتبہ تیمور لنگ کے دربار میں حاضر ہوا تیمور نے کہا۔ دولت تو اندھی نہیں ہوتی۔ اس پر اس نے عرض کیا۔ کہ اگر اندھی نہ ہوتی تو تیرے جیسے لولے لنگڑوں کے پاس کیوں آتی ۔

۲۲۸

صاحب مجسٹریٹ نے ایک قیدی سے پوچھا۔ کہ تیری عمر کیا ہے۔ قیدی نے جواب دیا کہ پہلے ۳۰ برس تھی مگر اب ۲۰ سال رہی۔ صاحب نے خفا ہو کر کہا۔ کہ عمر بھی کہیں گھٹ سکتی ہے۔ قیدی نے ہنس کر کہا۔ کہ حضور ایک سال سے قید میں ہوں ایک برس اس میں وضع ہو گیا ۔

۲۲۹

ایک درویش بخیل مالدار کے پاس گیا۔ اور کہا میرا اور تیرا باپ آدم ہے۔ اور ماں دونوں کی حوا ہے۔ پس ہم تم دونوں بھائی ہوئے۔ تیرے پاس بہت سا مال ہے میں چاہتا ہوں۔ کہ از قسمت برادرانہ سے اس کو تقسیم کرے۔ اور نصف مال مجھکو دیدے۔ مالدار نے غلام سے کہا۔ کہ اس فقیر کو ایک پیسہ لادے۔ فقیر نے کہا آپ تقسیم برابر اور رعایت برادرانہ کے ساتھ نہیں کرتے۔ مالدار نے کہا کہ خاموش رہ اور یہ پیسہ جو تجھکو ملتا ہے۔ لیجا۔ ورنہ اور بھائی بھی یہ خبر سنیں گے۔ تو تیرے حصہ میں یہ بھی نہ آویگا ۔

۲۳۰

ظریفوں نے رابعہ بصری سے کہا۔ کہ چند عیب عورتوں میں ہیں۔ جو مردوں میں نہیں ہیں۔ فرمایا بیان کرو۔ وہ کون عیب ہیں؟ کہا گواہی دو عورت کی ایک مرد کے برابر ہے۔ دوسرے عورتوں کو کبھی پیغمبری نہیں ہوئی۔ تیسرے عورتیں ناقص العقل ہوتی شمار کی گئی ہیں۔ چوتھے دین ان کا ناقص ہے۔ کہ ہر مہینے میں تین یا چار روز تک عبادت نہیں کر سکتی ہیں۔ رابعہ بصری نے فرمایا۔ کہ چند عیب مردوں میں بھی ہیں۔ ایک مخنث ہونا مردوں کو مخصوص ہے نہ عورتوں کو۔ دوسرے کسی عورت نے دعوے خدائی کا نہیں کیا تیسرے پیغمبر عورتوں کے پیٹ سے پیدا ہوئے۔ چوتھے مرد تلاش معاش میں مبتلا رہتے ہیں۔ عورتیں گھر میں بیٹھی صرف کرتی ہیں۔ یہ عورتوں کی عزت و بزرگی ہے۔

۲۳۱

حضرت شیخ الاعظم غوث الثقلین رحمتہ اللہ علیہ کے حضور میں ایک شخص آئینہ چینی نہایت عمدہ مصفّا نذر لایا۔ آپ نے قبول فرما کر اپنے خادم کے سپرد کیا۔ خادم سے اتفاقاً وہ آئینہ ٹوٹ گیا۔ اس نے حضور میں آکر عرض کی ع ازقضا آئینہ چینی شکست
آپ نے اس کے جواب میں فرمایا ع خوب شد اسباب خود بینی شکست ٭

۲۳۲

ایک مولوی صاحب دیہات میں وعظ فرمانے لگے۔ کہ کل رمضان شریف تشریف لاوینگے۔ کسانوں نے دریافت کیا۔ انہوں نے کہا۔ تم لوگوں کو دن بھر بھوکا رہنا پڑیگا شام کو کھانا ہوگا۔ اس بات سے کسان بہت پریشان ہوئے۔ سب نے صلاح کی۔ کہ کل صبح چل کر جب وقت رمضان تشریف لاویں۔ مار ڈالو۔ صبح کو سب لوگ باہر گئے اتفاقاً ادھر سے ایک اونٹ اور ایک اس کا بچہ آرہے تھے۔ گنواروں نے خیال کیا۔ کہ یہی رمضان شریف ہیں۔ فوراً دونوں کو قتل کر ڈالا۔ اس روز مولوی صاحب نے دریافت کیا۔ کہ بھئی تمہارا آج روزہ ہے۔ انہوں نے کہا۔ کہ نہیں۔ کہ ہم نے تو رمضان شریف کو مار ڈالا۔ اب کیا روزہ۔ مولوی صاحب بولے۔ لاحول ولا قوۃ۔ گنوار بولے لاحول بھی اس کے ساتھ ہی مارا گیا ٭

۲۳۳

کہتے ہیں جب روسیوں کی فوج افغانوں پر حملہ کرنے کے لئے دریائے مرغاب سے اتری۔ اسی وقت افسروں نے سپاہیوں کو حکم دیا۔ کہ لیٹ کر اپنے پاؤں کو اٹھا کر جھٹکیں۔ اس سے مقصود یہ تھا۔ کہ جو پانی بوٹوں میں پڑ گیا تھا۔ وہ نکل جاوے۔ بخارا والوں نے سمجھا۔ کہ یہ کوئی جادو ہے۔ چنانچہ انہوں نے بھی اپنی فوج کو بھی قواعد سکھلائی کہ بولی پر سب چت لیٹ جائیں۔ اور سب پاؤں اوپر کو اوٹھا دیں ٭

۲۳۴

ایک تحصیلدار صاحب سے جو کچھ روز کے واسطے رخصت پر تشریف لئے جاتے تھے ایک مختار نے پوچھا۔ کہ اب آپ کی جگہ پر کون صاحب تشریف لا کر کام کرینگے

تو آپ کیا جواب دیتے ہیں۔ ع ماراچہ ازیں قصہ کہ گاؤ آمد وخر رفت +

۲۳۵

ایک شخص نے خلاف قانون ایسے موسم میں تیتر مارے جبکہ ایکٹ شکار کے رو سے ان کا مارنا قانوناً منع تھا۔ پولیس نے مجسٹریٹ کے روبرو چالان کیا اتفاق سے مجسٹریٹ صاحب کا نام مسٹر مارٹرج تھا (انگریزی میں تیتر کو پارٹرج کہتے ہیں) صاحب مجسٹریٹ نے اپنے ہمناموں کے قاتل کو تعصب کی وجہ سے ہر تیتر کے لئے پانچ پانچ روپے جرمانہ جڑا +

۲۳۶

۱۸۸۸ء کے گذر جانے پر ایک پنچ نے یہ فقرہ لکھا۔ کہ یورپ اپنی اٹھاسی جو باسی ہوگئی تھی۔ اُٹھا لے گئے۔ اور ان کی جگہ ان کی نواسی جہاں میں اپنا جوبن دکھلانے لگی +

۲۳۷

ایک عورت اپنے رخسارے پر ہاتھ رکھے بازار میں جاتی تھی۔ اور اس ہاتھ میں ایک انگوٹھی بھی پہنے تھی۔ ایک شخص نے کہا۔ کہ اگر ہم بھی انگوٹھی ہوتے۔ تو رخساروں پر لگتے۔ عورت نے یہ کلمہ سنکر فوراً انگوٹھی ہاتھ سے اتاری اور زمین پر ڈال کر ہزاروں جوتیاں اس پر ماریں۔ اور کہا۔ کہ اگر تم انگوٹھی ہوتے۔ تو یہی حال تمہارا بھی ہوتا +

۲۳۸

ایک ظریف ماہ صیام میں ایک نان بائی کی دکان پر بیٹھے ہوئے کھانا کھا رہے تھے۔ اتفاقاً ایک مولوی صاحب آنکلے ظریف کو کھانا کھاتے دیکھا۔ کہنے لگے۔ کہ تجھکو شرم نہیں آتی ہے۔ اتنا بڑا تو ڈیل ڈول ہے۔ اور رمضان میں بیٹھا کھانا کھاتا ہے ظریف ہنسا۔ اور کہنے لگا مولوی صاحب کچھ آپ کی عقل جاتی رہی ہے۔ اگر ایسی ہی بہکی بہکی باتیں کیجئے گا۔ تو لوگ آپ کو پاگل بنائیں گے ذرا

غور سے دیکھتے ہیں۔ کہ میں ثواب میں کھا رہا ہوں یا رمضان میں۔ اگر ثواب کو رمضان کہتے ہیں۔ تو میں نہیں جانتا۔ یہ گفتگو سنکر مولوی صاحب اپنا سا منہ لیکر چلے گئے ٭

۲۳۹

ایک پیر مرد سفید ریش سے ایک لڑکے نے کہا۔ کہ بڑے میاں میں سمجھتا تھا کہ تم کبھی سے مر چکے ہو گے۔ بوڑھے نے دبی زبان سے کہا۔ کہ میاں صاحبزادے آہستہ بولو۔ کہیں موت نہ سن لے۔ میں عرصہ سے اس کی یاد سے اتر چکا ہوں ٭

۲۴۰

ایک لالہ صاحب کے صاحبزادے کی شادی تھی۔ اتفاق سے تاریخ کچھ ایسی قریب پڑی۔ کہ بیچارے منشی صاحب چکر میں آ گئے۔ آپس میں صلاح ہوئی۔ کہ ابھی جلدی میں کچھ اور تو ہو نہیں سکتا ہے۔ میاں کو تین لفظیں سکھا دینی چاہئیں ورنہ سسرال میں بڑی ہیٹی ہوگی۔ مختصر یہ کہ۔ تین لفظیں ٹھہر گئیں۔ اور میاں کو لفظیں لفظ کرا دی گئیں پیراہن دستار۔ شتر جب برات گئی۔ اور وہاں سب جا ٹھہر گئے۔ تو صاحبزادے نے کہار سے مخاطب ہو کے کہا۔ میرا پیراہن لاؤ۔ سسرال والوں نے دل میں کہا۔ کہ لڑکا تو نستعلیق ہے۔ آپ پھر بولے۔ کہ دستار لاؤ۔ تب تو ان لوگوں سے ضبط نہ ہو سکا۔ بے اختیار تعریفیں کرنے لگے۔ دولہا صاحب بولے۔ ابھی کیا ہے۔ ابھی تو میں شتر بولا ہی نہیں ٭

۲۴۱

بلی صاحب کے پیر منشی بھی بلا کے طبیعت دار تھے۔ ایک روز فرمانے لگے شیخ صاحب سعدی کے اس شعر میں

ہر بیشہ گمان مبر کہ خالیست — شاید کہ پلنگ خفتہ باشد

لفظ خفتہ غلط ہے۔ خفیہ چاہئے۔ انشاء اللہ کو جلتے۔ ایک نئے حاضر جواب بول اٹھے۔ جی ہاں درست ہے۔ شیخ صاحب تو اوپر ہی سے کہتے ہیں ؎

تا مرد سخن نگفتہ باشد — عیب و ہنرش نہفیہ باشد

در بیشہ گماں مبر کہ خالی است
شاید کہ پلنگ خفتہ باشد

۲۴۲

ایک لالہ صاحب نے اپنے سمدھی کو یہ خط فارسی میں لکھا، جو قابل دید ہے
سمدھی جی سلامت۔ طفلک را بروندے۔ و طفلکی را نہ بروندے۔ تشریف بریں بروندگی
کہ طفلک را بروندے و طفلکی را نہ بروندے۔ اگر بروندے۔ ہر دو را بروندے و اگر
نہ بروندے ہر دو را نہ بروندے۔ خیر بروندے نہ بروندے آں چہ در قسمت میں لکھا
تھا۔ شد۔ چہ کنم +

۲۴۳

ایک بدزبان عورت نے اپنی تصویر کھنچوا کر اپنے خاوند کو دکھائی اور اپنے
حسن و جمال کی داد چاہی۔ خاوند نے مسکرا کر جواب دیا۔ کہ بیوی میں تو اصل سے
بھی زیادہ اسے پسند کرتا ہوں۔ کیونکہ وہ بدزبان ہے۔ اور یہ بالکل بے زبان ہے +

۲۴۴

ایک شخص کا ذکر ہے۔ کہ شوق میں آیا ہوا یہ شعر پڑھتا جا رہا تھا ؎
جہاں بارش کمی کرتی ہو کہیو اے دہقاں سے کہ اپنی کشت پر لیجائے میری چشم گریاں کو
ایک جاٹ کہ اردو میں قدرے شد بد رکھتا تھا۔ مطلب شعر کا سمجھ گیا۔ چونکہ بیچارہ
بھولا تھا۔ اس شخص کا ہاتھ پکڑ کر کھینچنے لگا۔ وہ بولا کہ بھئی تو کیوں مجھے کھینچتا ہے
اس نے کہا۔ کہ یہاں قحط سالی ہے۔ اور ہمارے اناج سوکھے جاتے ہیں۔ سو
آپ مہربانی کریں۔ اور کھیت پر چلیں۔ اور سیراب کریں۔ جواب دیا۔ کہ تو احمق ہوا ہے +
اس نے کہا۔ کہ ڈر نہیں سیرابی کے دام لینا +

۲۴۵

ایک اندھا مسجد میں بیٹھا تھا۔ ایک شخص نے آکر اس کا کمبل اٹھا لیا۔
اندھے نے جو کمبل ٹٹولا۔ تو دستیاب نہ ہوا۔ کہنے لگا۔ حاجی صاحب براہ نوازش
میرا کمبل عنایت کیجئے۔ وہ شخص سنکر کہنے لگا۔ کہ کمبل تو تجھے دے ہی دونگا۔ مگر یہ

بتلا کہ تو نے کس طرح جانا۔ میں حاجی ہوں۔ اندھے نے جوابدیا۔ کہ یہ ڈھٹائی سوائے حاجیوں کے اور کسی میں نہیں ہوتی ؟

۲۴۶

ایک ظریف اپنے دوست کی بی بی کے پاس جاکر فرمانے لگے۔ کہ اے حسین مہ جبین ذرسی اپنے شربت وصل کا ذائقہ تو مجھے چکھنے دے۔ تاکہ مجھے معلوم ہو۔ کہ کہ تجھ میں حلاوت زیادہ ہے۔ یا میری جورو میں۔ اس عقیلہ نے ہنسکر فرمایا۔ کہ آپ اس ذائقہ کو میرے خاوند سے دریافت کریں۔ کہ اس نے میرا اور تمہاری جورو دونوں کا مزا لوٹا ہے ظریف بیچارے گردن جھکا کر رہ گئے ؟

۲۴۷

نواب سعادت علیخاں افضل الدینخاں صاحب سے کمال محبت رکھتے تھے۔ باہم مذاق بھی ہوتا تھا۔ ایک روز خاں صاحب ننگے سر بیٹھے ہوئے کچھ تصنیف فرمارہے تھے۔ کہ نواب صاحب نے دبے پاؤں آکر خاں صاحب کے ایک چپت رسید کیا گھٹے ہوئے سر پر تڑاق سے آواز آئی۔ نواب صاحب آڑ میں ہوگئے۔ مگر خاں صاحب ٹوپی اوڑھکر فرمانے لگے۔ سچ ہے۔ کہ ننگے سر پر شیطان دھولیں مارتا ہے۔ نواب صاحب یہ سنکر بے اختیار ہنس دیئے۔ اور فرمانے لگے۔ خاں صاحب کیا ہوا۔ وہ بولے۔ حضور کچھ نہیں بچپن میں سنا کرتا تھا۔ کہ شیطان ننگے سر پر دھولیں مارتا ہے۔ آج امتحان ہوگیا ؟

۲۴۸

ایک بادشاہ نے منادی کرائی۔ کہ میں سوال کرتا ہوں۔ جو شخص جواب دیگا اس کو سیر کردونگا۔ اور جو جواب دینے آئیگا۔ اور جواب نہ دیگا قتل کرڈالا جائیگا بادشاہ کا سوال تھا۔ ہاتھ پر بال کیوں نہیں ؟ ایک شخص گیا۔ اور کہا۔ آپ سوال کیجئے بادشاہ نے فرمایا میرے ہاتھ پر بال کیوں نہیں ؟ اس شخص نے جوابدیا بخشش کرتے کرتے بال گھس گئے۔ بادشاہ نے کہا۔ تیرے ہاتھ پر کیوں نہیں ؟ جوابدیا

میرے ہاتھ کے لیتے لیتے بال گھس گئے۔ بادشاہ نے پھر کہا۔ کہ سب کے ہاتھ پر کیوں نہیں؟ مخاطب نے جوابدیا۔ آپ دیتے تھے۔ اور سب دست افسوس ملتے تھے۔ اس واسطے اُن کے ہاتھ پر بال نہیں۔ بادشاہ نے جواب پسند کیا۔ اور انعام دیا۔

۲۴۹

ایک چور کچھ اسباب چوری کا بازار میں فروخت کرنے گیا۔ قضارا اس اسباب کو کسی بار شاطر نے غائب کر دیا۔ جب گھر واپس آیا۔ تو لوگوں نے اس سے پوچھا کہ کس قدر روپیہ میں مال فروخت کیا۔ جواب دیا "جتنے کو خریدا تھا!"

۲۵۰

ایک ڈپٹی صاحب کے دوست ان سے ملاقات کرنے کے لیے سرِ شام تشریف لائے۔ اور بک بک کرنا شروع کیا۔ تو دس بجا دیئے۔ ڈپٹی صاحب تکلف کی وجہ سے کچھ کہہ نہ سکتے تھے۔ مگر نہایت پریشان ہوئے کہ یہ پیچھا کسی طرح چھٹکارا نہیں ملتا۔ جب انہوں نے دیکھا۔ کہ یہ تو اُٹھتے ہی نہیں۔ اور صاف صاف جواب دینا بھی تہذیب کے خلاف ہے۔ تو اپنے ملازم سے قلمدان اور کاغذ منگایا۔ اور اپنے دوست سے فرمانے لگے "جو فرمایئے۔ لکھ دوں" دوست "کیا میں سمجھا نہیں" ڈپٹی صاحب "آپ کیا سمجھے گا۔ دیکھئے میں سمجھائے دیتا ہوں۔ میرا مطلب یہ ہے۔ کہ اگر ارشاد ہو۔ تو مکان کا رہن نامہ آپ کے نام لکھدیا جائے۔ اور اگر یہ منظور نہیں۔ تو کہیئے۔ کہ بیعنامہ ہی لکھدوں۔ اب یہ آپ کی رائے پر منحصر ہے" دوست جیسی کر "خیر بندہ اب رخصت ہوتا ہے" ڈپٹی صاحب بولے "تسلیم!"

۲۵۱

ایک وکیل اور ایک حکیم ساتھ چلے جاتے تھے۔ ایک شخص نے دیکھکر دوسرے سے کہا۔ کہ یہ لوگ بڑے ڈاکو ہیں۔ دوسرے نے کہا۔ یہ آپ کیا فرماتے ہیں۔ حکیم اور وکیل صاحب ہیں۔ اس نے کہا نہیں۔ اس نے پوچھا کس طرح۔ تو اس

نے جواب دیا۔ کہ یہ تو رو پیہ چاہتے ہیں۔ اور یہ جان +

۲۵۲

چند پوستی ایک کنوئیں کے کنارے نشہ پی رہے تھے۔ پانی کی ضرورت کے واسطے ایک صاحب اُٹھے۔ کنارے پہ کنوئیں کے پینک آئی۔ کنوئیں میں گر پڑے یاروں عزیزوں نے خبردار ہو کر پوچھا۔ خیر ہے۔ کہیں چوٹ تو نہیں آئی۔ وہ بولا۔ اب تک تو خیریت ہے۔ مگر ذرا جلدی نکال لو۔ نکالنے والے بھی بڑے باہمت اور نشہ رو رسا سے پوستی تھے۔ سب نے متفق اللفظ یہی جواب دیا۔ کہ بھائی ہماری تو یہی دعا ہے۔ کہ جہاں ہو خوش رہو +

۲۵۳

کسی نے ایک عورت سے پوچھا۔ کہ اپنے شوہر کو کیونکر خوش رکھتی ہو اس نے جواب دیا۔ کہ جس بات سے وہ خوش ہوتے ہیں۔ میں اسی کو کرتی ہوں اور ان کی جس بات سے مجھے رنج پہنچتا ہے۔ اس پر صبر کر کے چپ رہتی ہوں +

۲۵۴

ایک صاحب بہادر کی ایک روز میم صاحبہ نے خوب مرمت کی۔ صاحب نے عدالت میں حملہ کی نالش کی۔ عدالت سے پیشی کے وقت شوہر کو کہا۔ کہ اپنی بیوی کا قصور معاف کرو۔ شوہر نے کہا۔ حضور میں بارہا اس سے پہلے معاف کر کے اس کو گستاخ کر چکا ہوں۔ اب اس کو سزا ہونی چاہیئے۔ جج نے دس ڈالر جرمانہ بولدیا۔ بیوی نے کہا۔ میرے پاس تو تین کالے بھی نہیں۔ آخر بعد مشکل شوہر نے اُٹھ لیت کر گروی رکھکر عدالت میں دس ڈالر ادا کئے۔ اور بیوی کو رہا کرایا۔ راستہ میں آپ بیوی جان کو کہتے ہیں۔ کہ تم ہی باز نہیں آتی تھیں۔ کہو تو اب کیسا سبق دلایا ہے +

۲۵۵

ایک بار کوئی لڑکا مدرسہ میں بہت دیر کر کے پہنچا۔ استاد نے خفا ہو کر پوچھا کہ تو نے آج اتنی دیر کیوں کی۔ اس نے جوابدیا۔ کہ صاحب کچھ نہ پوچھئے۔ راستے میں اتنی کیچڑ تھی۔ کہ ایک قدم آگے رکھتا تھا۔ تو دو قدم پیچھے ہٹ جاتا تھا۔ استاد نے سوال کیا۔ کہ اگر یہی کیفیت تھی۔ تو تم یہاں تک کیونکر پہنچے۔ شاگرد بولا صاحب جب میں نے یہ حال دیکھا۔ تو پھر کر گھر کی طرف چلنا شروع کیا۔ اور اس تدبیر سے مدرسہ پہنچ گیا +

۲۵۶

کسی ننگ سے ایک ظریف نے پوچھا۔ کہ خدا کے ہاں تمہارا کیا حال ہوگا۔ جوابدیا کہ جو میری خالہ زہرہ ڈومنی کا ہوا جس کے سبب خالو ہاروت ماروت چاہ بابل میں آجتک قید ہیں۔ واہ رہی خرافت مانتا ہوں +

۲۵۷

والدہ۔ خالد مجھے دیکھکر بڑی مسرت حاصل ہوئی۔ کہ تم نے اپنے سیب کا بڑا ٹکڑا اپنی بہن کو دیا +

خالد۔ ہاں ہاں میں نے بڑی خوشی کے ساتھ یہ ٹکڑا بہن کو دیا +

والدہ میرے چھوٹے بچے تم نہیں جانتے۔ کہ تمہارے ایسا کرنے سے مجھے کس قدر مسرت حاصل ہوئی +

خالد۔ ہاں۔ ہاں اس ٹکڑے کا بہت بڑا حصہ کرم خوردہ تھا۔

۲۵۸

ایک رنڈی پاؤں میں پازیب پہنے بازار میں جا رہی تھی۔ ایک عاشق مزاج ایک مکان پر بیٹھے ہوئے تھے۔ دیکھکر بول اُٹھے " یہ قیدی کس جیلخانہ سے آرہے ہیں " رنڈی نے چھوٹتے ہی جوابدیا۔ کہ جناب عالی جس جیلخانہ میں آپ بھی پورے نو مہینے رہ آئے ہیں +

۲۵۹

ایک خوبصورت مگر عمر رسیدہ قحبہ کو کوئی منچلے حضرت دیکھکر براہ ظرافت بولے کہ بستی تو اچھی تھی مگر اب تو کچھ ویران سی ہوگئی ہے۔ بی صاحبہ نہیں ایک آفت کا پرکالہ سنکر بولیں۔ جی بجا ہے۔ جب سے آپ ایسے دو چار رئیس اس بستی سے نکل گئے ہیں۔ تو آخر یہ ویران ہونی ہی تھی +

۳۶۰

ایک یورپین نوجوان کی وفات پر جبکہ نعش کا صندوق تیار کرایا گیا۔ تو اس پر کچھ لکھنے کے لئے ایک نو آموز نقاش کو دیا گیا۔ نقاش نے اس کا نام جب لکھ لیا۔ تو ۲۸ کا ہندسہ یعنی اس کی عمر نہ لکھ سکا۔ اس لئے یہ سمجھا۔ کہ یہ تو لکھ نہیں سکتا۔ البتہ ۷ کا لکھ سکتا ہوں۔ سو اسی کو چار مرتبہ لکھ دیتا ہوں۔ کیونکہ ۷ چار مرتبہ ۲۸ ہو جاتے ہیں۔ جب صندوق میں میت کو قبر پر لے گئے۔ اور پادری صاحب جنازہ پڑھانے لگے۔ تو انہوں نے بیان کیا۔ کہ حق مغفرت کرے۔ جان اچھا آدمی تھا۔ اس کی عمر صندوق پر دو کیا۔ تو گھبرا گئے۔ اور پھر عینک لگا کر دیکھا۔ تو حیران ہو کر کہدیا۔ یا سات ہزار سات سو ستر سال کی تھی۔ ہوں! تو یہ نوح کے طوفان سے کس طرح بچ گیا +

۳۶۱

چیلے۔ مہنت صاحب اس کی کیا وجہ ہے۔ کہ انگریز لوگ سردی میں دکھائی دیتے ہیں۔ اور گرمی میں نہیں؟ (اب بیچارے مہنت کو تو خود معلوم نہیں۔ اگر جواب نہ دے۔ تو چیلوں میں عزت نہیں رہتی۔ اگر دے تو کیا دے) مہنت صاحب! چیلو! (چیلے ہاتھ جوڑ کر مہاراج) بات یہ ہے۔ کہ سردی کے موسم میں کلکتوں کی طرف سے ریلیں چلتی ہیں۔ اور اس طرف آ کے یہاں اتار دیتے۔ کہیں اتار دئے اور کہیں۔ سب جگہ اسی طرح اتارتی چلی جاتی ہیں۔ جب گرمی کا موسم آتا ہے تو ریلیں کلکتوں کی طرف کو جاتی ہیں۔ پھر یہاں سے چڑھائے وہاں سے کہیں سے اور کلکتوں کی طرف لیجا کے چھوڑ دیتی ہیں یہی وجہ ہے۔ کہ انگریز

سردی میں نظر آتے ہیں۔ اور گرمی میں نہیں +

چیلے ۔ مہاراج سچ ہے۔ پتہ لگ گیا +

۲۶۲

کسی کارخانہ میں بہت سے مزدور کام کرتے تھے۔ ایک دن ایک مزدور جو بہت مسخرہ تھا۔ کچھ دیر کر کے آیا۔ مالک نے کہا۔ کہ آج تم دیر کر کے آئے ہو۔ آئندہ خیال رکھنا۔ مزدور نے کہا ضرور خیال رکھونگا۔ آخر وقت مالک کہیں سے چلا آتا تھا۔ کہ سب مزدوروں سے پہلے اور سویرے ہی راستہ میں مسخرہ ملا۔ مالک نے کہا "ایک تو تم دیر کر کے آئے۔ اور دوسرے پھر سویرے چلے جاتے ہو!" اس پر وہ مسخرا بولا۔ کہ وہ اسی خیال سے تو میں سویرے واپس جاتا ہوں۔ کہ ایک دن میں دوبارہ دیر نہ ہو +

۲۶۳

لڑکا ۔ میں اتوار کے سکول کو دیگر سکولوں کی نسبت زیادہ تر پسند کرتا ہوں۔

پادری ۔ میں تمہاری یہ بات سنکر نہایت خوش ہوا۔ کیا اب تم مجھے بتلا سکو گے۔ کہ کیوں؟

لڑکا ۔ ہاں صاحب یہ ہفتہ میں صرف ایک دن کھلتا ہے +

۲۶۴

ایک شخص کا تکیہ کلام تھا "سمجھا آپ نے" عدالت میں بحیثیت مدعا علیہ کھڑے ہوئے جواب دینے کے موقعہ پر بات بات میں "سمجھا۔ آپ نے سمجھا۔ آپ نے" کی رٹ باندھ دی۔ عدالت نے فیصلہ بحق مدعی کر کے کہا۔ کہ "سمجھا آپ نے"!!

۲۶۵

کسی انگریز نے ایک بار ایک مجلس میں کہا۔ کہ عورت میں کوٹ کوٹ کر شوخی و شرارت بھری ہے۔ حاضرین مجلس میں ایک حاضر جواب لیڈی بیٹھی ہوئی تھی

وہ سنکر بولی۔ کہ بیشک مگر عورت مرد کی ایک پسلی سے بنائی گئی ہے۔ جب ایک پسلی میں اس قدر شرارت ہے۔ تو سارے مرد میں کس قدر ہوگی ❖

۲۶۶

ایک سادہ لوح کو یار لوگ عجائب خانہ لے گئے۔ آپ نے گدہے کا جو ڈھانچہ دیکھا۔ تو کیا فرماتے ہیں۔ کہ معاذ اللہ ہم لوگ بے گوشت کے کیسے بدصورت معلوم ہوتے ہیں ❖

۲۶۷

وحشی۔ کیوں جناب پادری صاحب۔ اگر مردہ نہیں۔ تو تازہ دم مارے ہوئے آدمی کا گوشت تو عیسائیوں میں جائز ہے۔

پادری۔ توبہ کر توبہ! حضرت عیسےٰ اور بی بی مریم کی قسم ہرگز نہیں!

وحشی۔ تو جناب تعجب ہے کہ آپ کے مذہب کے لوگ جو بلا سبب جنگ اور لڑائیوں میں ناحق اس قدر آدمیوں کو کھانے پینے کی خاطر نہیں۔ بلکہ محض بیکار مار ڈالتے ہیں ❖

۲۶۸

ایک ستھرے (بالزام) کا مکان اس قدر بوسیدہ ہوگیا تھا۔ کہ جہاں سے چھت کی کوئی کڑی ٹوٹی۔ وہیں وہ ایک ستون لگا دیتا۔ آخر جا بجا مکان کے اندر بیسیوں ستون ہو گئے۔ ایک روز بارش کے وقت ایک دوست اس کے مکان پر آیا۔ تو اس نے دیکھا۔ کہ مالک خانہ بارش کے وقت مکان کے باہر بیٹھا ہے۔ وجہ دریافت کی۔ تو ستھرے نے کہا۔ کہ اگر مکان کے اندر میرے بیٹھنے کی جگہ ہوتی۔ تو میں وہاں ایک اور ستون نہ دیتا ❖

۲۶۹

حضرت شیخ سعدی کی عورت جو کہ مشہور بدطبیعت تھی۔ اس کی نسبت ایک یہ بات مشہور ہے۔ کہ ایک مرتبہ شیخ بیاہ کے برخلاف وعظ کر رہے تھے۔ ایک شخص نے کہا حضرت یہ کیا پیغمبر تو شادی کی شادی پر تاکید کریں۔ اور آپ کا یہ وعظ اس پر

آپ نے کہا۔ آج ہمارے ہاں آپ کی دعوت ہے۔ وقت مقررہ پر جب دعوت کھانے والے شیخ کے مکان پر پہنچے۔ تو دیکھتے کیا ہیں۔ کہ وہ بلائے ناگہانی کیطرح ان کے سر پر سوار خیر جب آواز دیکھی۔ تو سعدی صاحب نے بیوی سے کہا کہ مہمان دعوت تیار کرو۔ دعوت سمرقندی تو ایک طرف دعوت شیرازی اس عورت نے مہمان کو بہلادی یعنی مٹی کی ہنڈیا اُٹھاکر اس زور سے شیخ کے سر پر رسید کی۔ کہ حمایل ہوگئی اسی حالت میں آپ باہر نکلے۔ مہمان نے پوچھا حضرت یہ کیا۔ تو جواب دیا ع

ہر گویم سنت پیغمبر است

۲۷

ایک مولوی بقول اُستاد کے نرے کلپے نام محمد فضل خاں الف کا نام لٹھ بھی نہ جانتے تھے۔ بڑا عمامہ سینہ کرتہ۔ نیم ساق پاجامہ پہن کھانے کمانے کی گھات میں گھر سے نکل ایک دیہات میں جا رسید ہوئے۔ وہ ویکھیے مولوی صاحب نے دیکھا۔ کہ ایک جنازہ رکھا ہے۔ بہت خوش خوش قدم بڑھا پہنچے۔ لوگوں نے دیکھا۔ کہ یہ تو مولوی صاحب سے معلوم ہوتے ہیں۔ اب جنازہ کی نماز پڑھوالو فوراً قریب آکر عرض کیا۔ کہ اس میت کی قسمت۔ اس مردہ کے نصیب۔ کہ آپ تشریف لائے۔ ورنہ ہم تو ویسے ہی گاڑ داب دیتے تھے۔ اب آپ اس جنازہ کی نماز پڑھا دیجئے۔ مولوی صاحب بولے۔ بہت اچھا۔ ابھی لو۔ جھٹ پٹ آستینیں چڑھا مصلے پہ جا کھڑے ہوئے۔ اور نماز تو کبھی جانتے ہی نہ تھے۔ کہ کس طرح پڑھی جاتی ہے۔ جھٹ دو رکعت نماز کی نیت باندھ کر لگے سجدہ کرنے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے سلام پھیر کر دونوں ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگنے لگے۔ جب فارغ ہو چکے اس وقت ایک بڈھا۔ کہ جس کو بیشتر اتفاق پڑ چکا تھا کہنے لگا۔ کہ مولوی صاحب مجھے اکثر اتفاق پڑا۔ جنازہ کی نماز میں سجدہ کرتے نہیں دیکھا۔ تب تو مولوی صاحب غلطاں وپیچاں ہو کر جا لگے۔ اور یکایک گھبرا کر بول اُٹھے۔ ہاں بھائی تم سچ کہتے ہو بیشتر نہ تھا مگر اب حکم آگیا ہے ۞

۲۷۱

ایک صاحب بہادر دریا کے کنارے موقع ملاحظہ فرمانے کو گئے۔ ہجوم عام تھا
بوجہ تنگی جگہ کے صاحب بہادر پانی کے کنارے چلے۔ اتفاقاً گھوڑے کا پاؤں
دلدل میں جا پڑا۔ گھوڑا مع صاحب بہادر قلابازی کھانے لگا۔ لوگ دوڑے
اور پونچھ پانچھ کے صاحب کو پھر جنٹلمین بنایا۔ صاحب جو کھسیانے ہوئے۔ تو کہنے
لگے۔ کہ تم لوگ بہت بدمعاش ہو۔ ایسی خراب جگہ ہم کو لائے۔ اور بتلایا نہیں
کہ یہاں گڑھا ہے۔ لوگوں نے دیکھا۔ کہ صاحب غصہ میں ہیں۔ کوئی حکمت
عملی کرنا چاہئے۔ شاید یہ بدلہ نہ لیویں۔ ایک خوش طبع آگے بڑھے۔ ہاتھ جوڑ
کر کہنے لگے۔ حضور دلدل تو اس قدر نہ تھی۔ اور حضور بھی اچھا سوار ہوتے ہیں
مگر اس گھوڑے کا کیا قصور ہے۔ صاحب بولے۔ ٹم ڈول گھوڑے کا کیا قصور
ہے بولا حضور اگر خطا معاف کریں۔ تو ہم عرض کریں۔ ٹم ڈول تم کہے کیا بات ہے
حضور بات یہ ہے۔ کہ اس گھوڑے کی شاید ماں بھینس تھی۔ یہ بھینس کا دودھ
پی کے پلا ہے۔ جہاں پانی دیکھتا ہے مثل بھینس کے لوٹ جاتا ہے۔ صاحب
ٹم ڈول تم سچ کہا۔ کہ جب یہ پانی دیکھتا ہے۔ پڑ جاتا ہے۔ ضرور یہ گھوڑا بھینس کا
بچہ معلوم ہوتا ہے۔ ہم فوراً اس پر تدبیر کریگا۔ خیر تم لوگوں کا کوئی قصور نہیں۔
یار دوست خوب ہنسے کہ اچھے بچے۔

۲۷۲

ایک سادہ لوح عالم۔ زاہد متقی نے بغرض حصول ولایت بیسوں شب
بیداری پر کمر باندھی۔ ایک روز شیطان نے بہ لباس انسانی حاضر ہو کر عرض
کیا۔ کہ حضور خدا تعالیٰ نے بوجہ تقدس عالی آپ کو یاد فرمایا ہے۔ شاید سیر
جامع بیت معمور کی نظارت عنایت ہو۔ مفت راہ پر لعنت۔ آنکھوں پر پٹی باندھ
لیجئے۔ براق حاضر ہے۔ سوار ہو کر عرش معلے پر چلئے۔ مولوی جی خوش ہو گئے
پٹی آنکھوں پر باندھ لی۔ شیطان نے گدھے پر بٹھلایا۔ اس طرح کہ دم کی طرف منہ

ہو کر کہنے لگا۔ کہ حضور اگر اجازت ہو۔ کا فور جنت رُخ اقدس پر مل دوں۔ مولوی جی سے نے کہا۔ ہاں۔ یہ تو شیطان نے آدھا منہ کالا کیا۔ اور ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور آدھا سفید سی طرح سے وقت نماز صبح جامع مسجد شہر کے دروازے پر حضور کی سواری پہنچی۔ شیطان نے کہا۔ مولوی جی عرش معلے ہے۔ یہیں ٹھہر جائیے۔ کہ سارے فرشتے ادائے نماز میں سرگرم ہیں۔ جب نماز ہو جائیگی۔ تو آپ کی طلبی ہوگی۔ یہ کہکر شیطان غائب ہو گیا۔ اور ادہر موذن نے اذان دی۔ نمازیوں کی آمد آمد شروع ہوئی۔ دیکھا۔ کہ مسجد پر ایک طویل القامت خرسوار عجیب شکل سے وارد ہے۔ پوچھا ارے تو کون ہے۔ مولوی صاحب نے کہا۔ ہاں خبردار یہ نہ سمجھنا۔ کہ ہم فرشتے ہیں میں طلبیدہ خدا ہوں۔ اور متولی بیت المعمور کی بہ ہیں عزا سے کہکر تمہاری اس بدانتظامی کا مزہ چکھا دونگا۔ آخر سب نے ملکر وہ ہول دیا۔ لات کی سے تو اور خرسوار کو خوب سیدھا کیا۔

۲۷۳

ایک حکیم کہا کرتا تھا۔ کہ جو کچھ ہوتا ہے قسمت سے ہوتا ہے۔ ایک شخص نے کچھ چرایا۔ حکیم اس کو مارنے لگا۔ لڑکے نے کہا۔ کہ صاحب جو کچھ ہوا سو قسمت سے ہوا۔ مارتے کیوں ہو۔ چیز کی قسمت میں چوری جانا تھا۔ اور میری قسمت میں چور بننا تھا۔ حکیم بولا۔ خیر تمہاری قسمت میں مار کھانا بھی لکھا تھا۔

۲۷۴

ایک کسان نے اپنے ایک ہمسایہ کسان سے شکایت کی۔ کہ فلاں کھیت میں جو کل تخم ریزی کی ہے۔ وہ بیج کوّے کھا رہے ہیں۔ اس نے کہا۔ میں ایک عمدہ تجویز بتلاتا ہوں۔ اس پر عمل کرو۔ کیا مجال جو یہ سیاہ پوش بدمعاش جانبر ہو سکیں۔ ایک دس سیر شراب و کئی میں اس قدر گیہوں بھگو دو۔ کہ خوب تر ہو جا دے۔ تب۔ لنکا کر کھیت میں بکھیر دو۔ جو کوا اس کو کھائیگا۔ نشہ سے مست ہو کر تمہارے قابو آجائیگا۔ دوسرے روز اس احمق نے ایسا ہی کیا۔ اور تیسرے روز لنگوٹے کے لئے اچھی سیاہ

بعد ذکر کے اشارے سے کہا۔ کہ کیا ناشتہ تیار ہے۔ رئیس مہمان سے بولے۔ کہ تقصیر معاف۔ آپ کو تکلیف نہ ہو۔ تو ایک کام کر آؤں۔ یہ کہکر باورچی خانہ میں پہنچے تقدیر سے داڑھی میں ایک چاول اٹکا رہ گیا تھا ظریف تاڑ گیا۔ اور پوچھا۔ کہ آپ کہاں تشریف لے گئے تھے۔ رئیس بولے۔ پاخانہ پھرنے گیا تھا۔ ظریف نے جواب دیا۔ کہ جب ہی آپ کی داڑھی میں ایک کرم لگا ہوا ہے ٭

۲۸۱

ایک صورت کی پراگندہ خیالات کے سبب سے سرکاری عہدہ دار رشوت پرست۔ رشوت لینے والے کو عرصہ سے قبض کا عارضہ تھا۔ گو دل کے سخی تھے طول زمانہ اور امتداد مرض سے قبض بواسیر کی طرف پھول گیا تھا۔ نزلہ بر عضو ضعیف میریزد۔ بہت کچھ معالجہ کیا مگر کچھ سود مند ہوا۔ آخر کار اتفاق سے ایک چٹکلے ظرافت مزاج حکیم کا گذر ہوا۔ بعد ذوق و شوق بسیار کے پوچھا۔ بیمار عہدہ دار موصوف نے اپنا حال زار بیان فرمایا۔ وہ فقط تھوڑی دیر تک حکیم صاحب کا دماغ خالی کیا۔ چونکہ حکیم صاحب مرحوم نبض شناس تھے۔ اور حضرت عہدہ دار صاحب کے حالات سے بھی خوب واقف تھے۔ بعد نبض شناسی و کاوش دماغی کے قلم اٹھا کر گولیوں کا نسخہ تجویز کیا۔ جو بالکل رشوت تھا۔ ظرافت مزاج طبیب صاحب نے اس پر لفظ بھی دیدیئے عہدہ دار موصوف نے نسخہ کو پڑھکر زور سے قہقہہ لگایا۔ حکیم صاحب نے مسکرا کر کہا۔ کہ جب تک نسخہ موافق مزاج نہ ہو کبھی مفید نہ ہوگا۔ اسی لحاظ سے وہ دوا تجویز کی گئی ہے جس سے حضور کے مزاج کو بالخاصہ مناسبت و رغبت ہے۔ اگر یہ گولیاں شربت دینار کے ہمراہ تناول فرمائیگا۔ تو بہت جلد شکایت موجودہ رفع ہوجائیگی۔ حکیم صاحب سلام کرکے رخصت ہوئے۔ صاحب ہم نشین متحیر بحال دیگر خاموش ہو رہے۔ خدا نہ کرے۔ کوئی کنوڑا ہو ٭

۲۸۲

دو احمق راستہ میں ہمسفر ہو لئے۔ ایک نے دوسرے سے کہا۔ کہ آؤ ہم

اپنی آرزوئیں بیان کریں۔ کہ رستہ باتوں میں خوب کٹتا ہے۔ پہلا بولا۔ کہ میں تو خدا
سے بکریوں کے گلے چاہتا ہوں۔ کہ ان کے گوشت اور دودھ ان سے نفع کماؤں
دوسرے نے کہا۔ میں تو بھیڑیوں کا گلہ چاہتا ہوں۔ کہ انہیں تیری بکریوں میں
چھوڑ دوں۔ تاکہ کچھ باقی نہ چھوڑیں۔ اس نے کہا۔ بھلے مانس یارانہ اور ساتھ رہنے
کا یہی حق ہے۔ غرض دونوں غل مچانے لگے۔ اور جھگڑا کرنے لگے۔ اور لڑائی
نے خوب زور پکڑا۔ تھپڑ اور مکے سے لڑے۔ اور ڈنڈیاں پڑے۔ آخر اس بات
پر راضی ہوئے۔ کہ جو شخص پہلے سامنے آوے۔ وہ پنچ ہو۔ اتنے میں ایک بڈھا
دو گدھے لئے ہوئے آیا۔ کہ ان پر شہد کی دو مشکیں تھیں۔ دونوں نے اپنی
بات اس سے کہی۔ بڈھے نے دونوں مشکیں اتار کر ان کے منہ کھول دیئے۔ تو
دونوں کا شہد بہ گیا۔ پھر بولا۔ کہ اگر تم دونوں احمق نہ ہو۔ تو خدا اس طرح میرا خون بہائے
مگر میں اپنی زبان کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ بڈھا دونوں سے زیادہ احمق تھا۔
جس نے اپنی مشکوں کا یہ حال کیا۔

۲۰۳

ایک شخص نے ایک مزدور سے کہا۔ کہ شیشوں کا ٹوکرا اٹھا کر لے چلے مزدوری
ٹھیری۔ کہ تین باتیں ایسی بتائے۔ کہ جس سے مزدور کو فائدہ ہو جب رستے کی
ایک تہائی پر پہنچے۔ تو مزدور نے کہا۔ کہ لاؤ پہلی بات۔ اس نے کہا۔ کہ جو کوئی تجھ
سے یہ کہے۔ کہ سیری سے بھوک اچھی ہے۔ تو نہ مانیو۔ اس نے کہا۔ اچھا جب دو تہائی
پر پہنچے۔ تو کہا۔ کہ لاؤ دوسری بات۔ اس نے کہا۔ کہ جو شخص تجھ سے کہے۔ کہ
سواری سے پیدل چلنا اچھا ہے۔ تو بھی سچ نہ مانیو۔ اس نے کہا۔ اچھا۔ جب وہ
شخص گھر کے دروازہ پر پہنچا۔ تو مزدور نے کہا۔ لاؤ تیسری بات۔ اس نے کہا
کہ جو کوئی تجھ سے کہے۔ کہ میں نے تجھ سے بھی زیادہ احمق دیکھا ہے۔ تو باور نہ کیجیو
مزدور نے ٹوکرا سر سے پھینک دیا۔ کہ سارے شیشے ٹوٹ گئے۔ اور کہا۔ جو کوئی تجھ
سے کہے۔ کہ ٹوکرے میں کوئی شیشہ بھی بچا ہے۔ تو بھی یقین نہ کیجیو۔

کا دل دنیا اور سائنس پاتی ہوگا۔ وہ کیا ہوگا۔ حتی کہ جب اس کی دعوت کی نوبت آئی۔ تو اس نے اپنے دوست کو سر دستر خوان پر لا کر بڑاہ انکسار کہا۔ کہ یہ صاحب دیگرہ تو یہ حاضر ہے قبول فرمایئے۔

۳۸۷

چند روز ہوئے۔ کہ ایک دلہن چوڑی والوں کے بازار سے گذر رہی تھی رفتار میں غضب کی تیزی اور چالاکی تھی۔ ایک دراز ریش مگر ظریف طبع نے کہا۔ اللہ یہ تیز رفتاری شاگلیں ہیں یا چلتی ہوئی قینچی کے پرزے۔ دلہن نے مسکرا کر کہا۔ اے ہاں بڑے میاں جب ہی نکلتے وقت داڑھی لیکر نہیں نکلتے تھے۔

۳۸۸

ایک کنواری لیڈی کتابوں سے اپنا دل بہلایا کرتی تھی۔ اس کو ایک رسالہ کی ضرورت پڑی جس کا نام تھا۔ بالکا شوہر۔ ایک دوست کو لکھا۔ کہ بالکا شوہر ڈاک میں بھیجدو۔ اس نے جواب لکھا۔ بالکا شوہر کتب فروشوں کے پاس نہیں ملا۔ البتہ اگر آپ کو ضرورت ہو تو بندہ حاضر ہے کل ہی ڈاک گاڑی میں پہنچ جاؤنگا۔

۳۸۹

ایک شخص نے ایک سائیس نوکر رکھا۔ اور وعدہ یہ ہوا۔ کہ جب ہم کو خوش کرو تب ہی تنخواہ کی ترقی ہوگی۔ ایک روز اتفاق سے گھوڑا اصطبل سے نکل گیا سائیس تلاش کرنے لگا۔ آخر ڈھونڈتے ڈھونڈتے مالک کے پاس بالاخانہ پر چڑھ گیا۔ اور پوچھنے لگا۔ کہ حضور ادھر گھوڑا تو نہیں آیا۔ مالک کو بے ساختہ ہنسی آئی۔ اور کہنے لگا۔ کہ ارے او احمق کہیں گھوڑے بالاخانوں پر بھی آتے ہیں سائیس نے ہاتھ باندھ کر عرض کی۔ کہ حضور پہلے تو میری ترقی کر دیجئے۔ حضور کا وعدہ ہے کہ جب میں خوش ہونگا ترقی کرونگا سو آج آپ خوش ہوئے ہیں۔

۳۹۰

ایک شخص کو راستہ میں ایک سکھ گھوڑی پر سوار ملا۔ راہرو نے دیکھا۔ کہ گھوڑی بیاہن ہے۔ اس سے مخاطب ہو کر پوچھنے لگا۔ ہوا لگیہن گھوڑی سکھا اس پر سوار اسی کی بولی میں لڑکا پیدا کروا لا۔ وہ چپ آنکھیں اگھاڑیں *

۲۹۱

ایک میراسی کو ایک امیر کے دربار سے ایک گھوڑا انعام ملا۔ مگر میراسی کا مطلب تھا۔ کہ گھوڑی انعام ملتی۔ میراسی نے گھوڑے کے گلے میں ایک گھڑا مٹی سے بھر کر باندھ دیا۔ اور جدھر سے امیر کی سواری گذرتی تھی۔ گھوڑے کو لے گیا۔ اتنے میں امیر نے بھی یہ صورت دیکھی۔ تو میراسی کو بلا کر کیفیت پوچھی۔ میراسی نے بیان کیا۔ کہ حضور اس کے تھیلے اتنے بڑے ہیں۔ کہ وہ یہ چاہتا تھا۔ کہ اگر گھڑا باندھ کر بوجھ برابر نہ کیا۔ تو پیچھا اس قدر بھاری ہوگا۔ کہ الٹ جائیگا۔ امیر مطلب سمجھ گیا۔ اور اس کو گھوڑی دلوا دی *

۲۹۲

ایک میراسی ایک روز سفر میں تھک کر دعا مانگتا جاتا تھا۔ کہ یا اللہ مجھے سواری منگا دے اپنی درگاہ سے ایک گھوڑا عطا کر۔ اتفاقاً اسی اثنا میں ایک رسالہ کا سوار اسی طرف سے گذر رہا تھا۔ اور اس کی گھوڑی بیاہن تھی۔ اس نے راستہ ہی میں بچہ دیا۔ اس نے فوراً میراسی کو پکڑ لیا۔ اور جبراً اس کو بچھیرا اُٹھوا دیا۔ میراسی بیچارہ قسمت کا مارا جو کہ چلنے ہی سے ماندہ تھا۔ اب اس پر یہ قہر نازل ہوا۔ دل میں نہایت تنگ ہو کر کہنے لگا۔ کہ تیرے سر ہو الٹی سمجھاں والیا۔ منگیا سی ہیٹھ لوں دتا ای اتے نوں لیعنی اے مالک الٹی سمجھ والے مانگی تھی گھوڑی سوار ہونے کو۔ اور تم نے بچھیرا دیا ہے۔ مجھے اُٹھانے کو *

۲۹۳

صاحب بہادر۔ ول بہار ڈیکھو۔ ہم ہندوستانی کا ایک ہندوستانی بولتا سکتا ہی بڑا حضور کیوں نہ ہو حضور کی والدہ مجھ سے بہت محبت رکھتی تھیں۔ اور پوشیدہ میں ہندوستانی سیکھتی تھیں *

۲۹۴

ایک جگہ ایک میاں جی لڑکوں کو پڑھایا کرتے تھے۔ اتفاقاً ایک دن انکی میانی پھٹ گئی۔ آپ اسی حالت میں باہر تشریف لے گئے۔ لڑکے ایک شیطان کے نانا ہوتے ہیں۔ دیکھکر لگے ہنسنے۔ میانجی نے ڈنڈے سے خبر لی۔ اور شام کو گھر جاکر پاجامہ لونڈی کے حوالہ کر دیا۔ کہ لے اس کو درست کر دے۔ مگر وہ بیچاری بھول گئی۔ میاں جی نے بھی دیکھا نہ تاؤ۔ علی الصباح اسی کو پہن مکتب میں آن براجے اب لڑکے آتے جاتے ہیں۔ اور دروازے میں جھکتے جاتے ہیں جب میاں جی نے کہا۔ کہ بچو اندر کیوں نہیں آتے۔ تو شیطانی لشکر نے عرض کیا۔ کہ حضرت جس کھڑکی سے نکل پڑا تھا۔ وہ پھر آج جامے سے باہر ہے *

۲۹۵

ایک طوائف سنگار کرکے اور اسکے ساتھ اپنے کمرہ کے برآمدہ میں کھڑی ہوئی تھی۔ اور دوشالہ پڑا ہوا تھا۔ اتفاقاً ادھر سے ایک خوش طبع امیر کی سواری گذری۔ طوائف مذکور کو مخاطب کرکے بے اختیار بول اٹھے۔ ذرا اس سہرے کو اٹھاؤ۔ ہم بھی فاتحہ پڑھتے جائیں۔ وہ بازاری عورت بھلا کب چوکنے والی تھی۔ بول اٹھی۔ کہ حضور آپ کے قبلہ گاہی صاحب کا مزار ہے۔ ذرا ادب سے

۲۹۶

ایک افیونی سائیس ایک رئیس کے گھوڑے پر نوکر ہوا۔ سرکار کا حکم تھا کہ دن رات گھوڑا سامنے رہو۔ اتفاق سے ایک روز گھوڑا کھلکر بھاگ گیا۔ آخر بیچارہ افیون کی پینک میں ڈھونڈتا پھرا۔ ناگاہ ایک گدھا نظر پڑا۔ دل میں سوچا۔ کہ ہو نہو گھوڑا یہی ہے پکڑ کر تھان پر باندھ دیا۔ اور حسب عادت مالش کرنے لگا جب میاں کو سواری کی ضرورت ہوئی حکم ہوا۔ گھوڑا لاؤ۔ آخر گدھا کس کر سامنے لے گیا۔ کہ حضور گھوڑا حاضر ہے۔ میاں بہت کچھ خفا ہو کر کہنے لگے۔ کہ ارے کمبخت یہ گھوڑا گدھا کیونکر بن گیا۔ وہ بولا حضور یہ گدھا نہیں ہے۔ ملتے ملتے

کا یہ خلاصہ رہ گیا ہے ؏

۲۹۷

ایک کروڑپتی بخیل تھا۔ جب اس کے لڑکے کی شادی قرار پائی۔ تو اس نے باورچی اور پکانے والوں کو بلا کر کہا۔ کہ ایک سیر کی سولہ روٹیاں پکانا۔ اور دو کے آگے ایک رکھ دینا۔ وہ سوکھا دے۔ نیچے سو باندھ لیا دے۔ ہرگز کسی کو منع نہ کرنا۔ وہ بولے بہت خوب۔ یہ بات سنکر کوئی آشنا بولا۔ کہ بھائی صاحب یہ شادی ہے یا لوٹا لوٹ۔ جواب دیا۔ بندہ درگاہ جب کرتے ہیں تب لوٹا لوٹ ہی کرتے ہیں۔ تم نے یہ مثل نہیں سنی۔ کیا لے گئے شیر شاہ۔ اور کیا لیجائینگے سلیم شاہ۔ دنیا میں بخل اور شوم کا نام ہی رہ جاتا ہے ؏

۲۹۸

تین بیوقوف ایک مینار کے پاس کھڑے ہوکر کہتے ہیں۔ ایک نے کہا۔ کہ اگلے زمانے میں کیسے کیسے قد کے معمار تھے۔ جو اس مینار کی چوٹی تک پہنچے۔ دوسرا بولا۔ ارے احمق کیا ہے؟ اس کو ہر ایک بنا سکتا ہے۔ لیکن زمین پر لٹا کر بناتے ہیں۔ پھر سیدھا کھڑا کر دیتے ہیں۔ تیسرے نے کہا۔ اے نادان یہ ایک کنواں تھا۔ الٹا کر دیا ہے ؏

۲۹۹

ایک گنوار کی گھوڑی بچہ جننے والی تھی جب کھیت سے خوشہ کا گٹھر باندھا۔ تو سوچا۔ کہ ایک اس کو بچہ کا بوجھ ہے۔ سب یہ مناسب نہیں۔ کہ میں بھی سوار رہوں اور خوشہ بھی لادوں۔ اس لئے خود سوار ہو گیا۔ اور خوشہ کو اپنے سر پر رکھ لیا ؏

۳۰۰

ایک مرغ نے جنگل میں بانگ دی (کوکڑوں کوں) سنتے ہی گیدڑ خاں دوڑتے ہوئے آئے۔ مرغ دیکھتے ہی درخت پر چڑھ گیا۔ گیدڑ بولا۔ آ بھائی اذان تو دی ہے۔ نماز کو دیر نہ ہو جائے۔ جلدی اتر کر پڑھ لے۔ مرغ نے کہا۔ جب میرا امام آویگا تب پڑھونگا۔ اتنے ہی میں کتے خاں صاحب پہنچے۔ گیدڑ بھاگا۔ مرغ نے درخت پر

سے آواز دی۔ کہ امام آگیا ہے۔ نماز پڑھ کر جانا۔ گیدڑ نے کہا۔ میرا وضو ٹوٹ گیا ہے۔ وضو کر کے آتا ہے ۞

۳۰۱

ایک ڈاکٹر صاحب ذکر کر رہے تھے۔ کہ دل و جگر کی بیماریاں مردوں کو نسبت عورتوں کو زیادہ ہوتی ہیں۔ یہ سنکر ایک جوان رعنا چلبل طبیعت والی عورت نے جواب دیا جیسے رو رہے اوروں کو دل دیتے پھرتے ہیں ۞

۳۰۲

ایک بادشاہ ایک فقیر کی ملاقات کو جو بالکل برہنہ رہا کرتا تھا۔ گیا بادشاہ نے کہا۔ اے فقیر مجھ سے کچھ مانگ۔ فقیر نے کہا جہاں پناہ۔ مجھے مکھیاں بہت تنگ کرتی ہیں ان سے امان چاہتا ہوں۔ بادشاہ نے کہا۔ مکھیوں پر میرا اختیار نہیں۔ فقیر نے کہا کہ جب مکھیوں سی حقیر چیز آپ کے اختیار سے باہر ہے۔ تو پھر آپ سے کوئی کیا چاہے ۞

[illegible]

ایک سنسکرت زبان فارسی خوان۔ اردو دان لالہ جی کمر والی سے الفت دوری رکھتے تھے۔ اتفاقاً صاحب سے میم ہی کالی کرنیں (مرتیں) فالرصا کو بہت رنج ہوا اپنجانب بھی حسب رواج زمانہ ایک دن تعزیت کے لئے ان کے بیت الحزن میں جا دھمکے۔ لالہ جی رو رو کر بیان کرتے ہیں۔ کہ جس روز سے لالہ تمہاری کی دالدہ کو حادثہ ہوا ہے قلبیہ کی لذت مٹ ہے۔ نہ شراب کی۔ لالہ تم میری کی پال باقدر عمدہ اور خوش ذائقہ راند ہت تھیں۔ کہ قلبیہ سارے کو منہ فتح پر جات تھیں اور ہم آغوشی میں تو ایسی آوت تھیں۔ کہ کچھ کہتے نا ہیں جات ہے۔ آج جو تے لالہ کی بہو نے بہانے راندھو۔ تو ذرا ان میں ماہ کھیو ڈالو۔ باقدر کہیو ڈالو۔ کہ وجود حالانکہ سن کل وجہ عرق ہوئی۔ گھو پر کیا کریں۔ ان کا قصور نہیں ہے۔ ہمارا دہی محدہ ضعیف ہے۔ کھات کھات شش و پنج والے عبادت ہیں ۞

کسی جا بیٹھیں چپ رہیں۔ تو ذہن کند ہوجائے۔ آپ سے آخر نہ رہا گیا۔ ایک دفعہ
بآواز بلند بول اٹھے۔ کہ ؎

کودا کوئی یوں گھر میں ترے ہم سے نہ ہوگا ۔۔۔ جو کام ہوا ہم سے وہ رستم سے نہ ہوگا

۳۰۷

کہتے ہیں۔ ایک کسبی تھی۔ مصری اس کا نام تھا۔ کوئی نئے نگڑے تماش بین (کہانگا
راؤ) وہاں جا پہنچے۔ عورت کی لگاوٹ باز میٹھی میٹھی باتوں سے منہ میں پانی بھر آیا۔
اور ایسی مزے میں آئے۔ کہ لگے آپ ہی ظرافت کی لینے۔ دیدہ دانستہ اس کسب
کا نام پوچھا جب اس نے کہا۔ کہ مجھے مصری کہتے ہیں۔ تو کندہ ناتراش بول اٹھے
مصری کون کہتا ہے۔ تم تو نری شیرہ ہو۔ عورت تھی چرچری فوراً ہی منہ پر تھپیڑ سا
مارا۔ کہ جس طرح آپ خوش ہوں۔ ہم شیرہ (ہمشیرہ) ہی سہی پھر تو تماش بین نہ منہ کی
کہا کر ایسا کھویا گیا۔ کہ ذرا نہ بات کر سکا ۔

۳۰۸

ایک چوکیدار سے کسی نے پوچھا۔ کہ تم رات کو جاگتے رہنا جاگتے رہنا کیوں کہا
کرتے ہو۔ جواب دیا صرف اپنی جاگ کی ثبوت کے لئے۔ ورنہ ہم کوئی چوری کے ذمہ وار
نہیں ۔

۳۰۹

ایک لڑکے کا کفش چوری گیا۔ لڑکے نے اُستاد سے فریاد کی۔ کہ مولوی صاحب
میرا کفش گم ہوگیا۔ بہت ڈھونڈا۔ لیکن کچھ پتہ نہیں ملتا۔ استاد صاحب نے فرمایا کہ
غیاث اللغات میں کاف کے باب میں دیکھو کفش مل جائیگا ۔

۳۱۰

ایک فقیر نے ایک ملازم سے کمبل کا سوال کیا۔ چونکہ ان کو تنخواہ نہ ملی تھی کہنے
لگے۔ واہ میاں صاحب سرکار نہیں پشم بھی آپ کمبل طلب کرتے ہیں ۔

۳۱۱

ایک مسخرے نے کسی مولوی صاحب سے کہ جن کے باپ کا نام شیر تھا۔ دریافت کیا۔ کہ کیوں حضرت چند مولوی صاحبوں میں اس امر پر اختلاف ہے۔ کہ شیر حرام ہے یا حلال آپ کی اس میں کیا رائے ہے۔ مولوی صاحب نے فی الفور جواب دیا۔ تو ناحق شیر کو حلال کہتا ہے یہ مسخرے نے کہا۔ کہ اس طرح تو آپ حرامزادے ہوئے۔

۳۱۲

چندا نامی ایک طوائف دکن حیدر آباد میں تھی جس کی حاضر جوابی اور ذہانت کی کاوت آجتک مشہور ہے۔ ایک روز محفل رقص میں ناچتی ہوئی آگے بڑھی اب فرش پر کوئی جوتا پڑا ہوا تھا۔ اس کے دامن سے اٹک گیا۔ وہ گھسٹتا ہوا ساتھ ساتھ چلا۔ آیا حاضرین محفل سے ایک امیر صاحب دیکھتے ہی ظرافتاً گویا ہوئے۔ کہ کیوں صاحب آپ کا جوڑ آپ کے ساتھ ہی رہتا ہے۔ رقاصہ نے بلا تامل جواب دیا کہ ہاں حضور خاکسارہ کا جوڑا خاکسارہ کے ساتھ ہی رہتا ہے لیکن امیروں کے جوڑے ہمیشہ خدمتگاروں کی بغل میں رہتے ہیں (دستور ہے کہ جب امیر کسی محفل میں جاتے ہیں۔ تو لب فرش جوتا اتار دیتے ہیں۔ اور خدمتگار اس کو اٹھا کر بغل میں رکھ لیتے ہیں) یہ دنداں شکن جواب سنکر حضرت ظریف الطبع بہت سٹ پٹائے کچھ نہ بڑی بغلیں جھانکنے لگے۔ اپنے بولنے پر سخت نادم اور پشیمان ہوئے۔

۳۱۳

ایک طبیب نے اپنے مریض کی بدپرہیزی کی شکایت کی۔ اور سمجھا۔ کہ اس نے ضرور خربوزے کھائے ہیں کیونکہ اس کی چارپائی کے نیچے خربوزہ کے چھلکے پڑے تھے۔ ان کے ایک شاگرد نے بھی اتفاقاً ایک مریض کے یہاں دیکھا۔ پلنگ کے نیچے نمدے کے ٹکڑے پڑے ہیں اپنے زجر و توبیخ شروع کر دی۔ کہ تم نے بدپرہیزی کی ہے۔ وہ لاکھ لاکھ کہتا ہے۔ آپ ایک نہیں ملتے جب اس نے پوچھا۔ کہ اچھا کیا بدپرہیزی کی ہے۔ تو فرمانے لگے۔ تم نے نمدا کھا لیا۔

۳۱۴

ڈاکٹر کا ملازم (توبہ توبہ اس سے پہلے بالنس کو پکڑے ہوئے) غصہ ہوتا ہے مجھے اس کا نسخہ بالکل یاد نہیں رہا۔ ڈاکٹر بولا۔ دیکھو اب اس سے بہت زیادہ قیمت مانگنا۔ تاکہ وہ سمجھے ہمیں اس کے تیار کرنے میں بہت وقت ہوئی ہے ✦

۳۱۵

ایک طبیب کے پاس ایک شخص اونٹ لایا۔ کہ حضرت تدبیر بتائیے۔ اس کے گلے میں خدا جانے۔ کیا پھنس گیا ہے۔ یا کیا ہو گیا ہے۔ طبیب عقلمند تھا۔ وہ سمجھ گیا۔ کہ اونٹ کے گلے میں تربوز پھنس گیا ہے۔ اس نے اونٹ کو لٹا کر اس کے گلے پر مونگریاں ماریں۔ کہ وہ ٹوٹ کر نیچے اتر گیا۔ ایک نیم حکیم جو اس واقعہ کو دیکھ رہے تھے۔ ان کو گھینگے کے علاج کا نسخہ ہاتھ آیا۔ گھینگے والا شخص ملا۔ آپ نے اس کو لٹا کر حلق پر اتنی مونگریاں ماریں۔ کہ وہ مر گیا ✦

۳۱۶

ایک آغا صاحب عرصہ سے ہندوستان میں مقیم تھے۔ ایک دن اپنے ایک دوست کے ہاں کسی تقریب میں تشریف لے گئے۔ ڈومنیاں گا رہی تھیں "رنگیلی چھبیلی دلہن" کسی نے پوچھا "آغا صاحب کیا مطلب ہے" آپ نے جواب دیا "از عرصہ دراز در ہند مقیم چرا کہ فہمم" رنگیلی چھبیلی یعنی شش کرید نگیں! معقول ✦

۳۱۷

ایک مسافر سرائے میں بھٹیاری کے ہاں ٹھہرے۔ اور آٹا لا کر روٹی پکانے کو دیا۔ بھٹیاری نے آٹا گوندھ کر پیڑے بنانا شروع کئے۔ اور مسافر کی طرف دیکھنے لگی۔ کہ آنکھ بچے۔ تو کچھ اڑاؤں۔ اتنے میں مسافر کسی بات میں مشغول ہوا بھٹیاری نے جھٹ پانچواں پیڑا جو اس کے ہاتھ میں تھا۔ پانی کے بھرے ہوئے کٹورے میں ڈال دیا۔ مسافر کی جو آنکھ اٹھی۔ تو بھٹیاری نے مسافر سے کہا۔ میاں تمہارے کے بھائی ہیں۔ مسافر تھا حاضر جواب۔ کہنے لگا۔ کہ ہم پانچ بھائی تھے۔ ایک پانی میں ڈوب گیا ✦

۳۱۸

مہاراجہ کشن چند نے گوپال بھانڈ سے ایک روز کہا۔ کہ ہماری اور تمہاری صورت ملتی ہے۔ اس وجہ سے مجھے کچھ شبہ ہوتا ہے۔ کیوں تمہاری والدہ تو سچ کہنا کبھی یہاں نہیں آئیں تھیں۔ گوپال بھانڈ کب چوکنے والا تھا۔ تڑ سے جواب دیا۔ کہ حضور والدہ تو نہیں آئی تھیں۔ البتہ میرے والد ایک دفعہ آئے تھے +

۳۱۹

ایک حکیم صاحب کو ایک روز ایک مریض نے علاج کے لئے طلب کیا۔ حکیم صاحب نے کہا۔ رات کو کون وصیل جاوے۔ لہذا ٹیلیفون طلب کیا۔ اور علاج بتا دیا لیکن جب روپے لینے کا وقت آیا۔ تو ایک حکیم صاحب نے سوچا۔ کہ اب تو مریض کے مکان پر ضرور جانا چاہئے کیونکہ ع

۳۲۰

ایک اندھا بیراگی کاشی جی میں اشنان کرنے کے لئے گھاٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔ گرہن میں وہی پڑے کہہ رہا تھا۔ کہ کسی پنڈے نے کہا۔ کہ سورداس جی گرہن میں کیا غضب کرتے ہو۔ کہ کہہ رہے ہو۔ اندھے نے جواب دیا۔ کہ مہاراج میرے نزدیک ہمیشہ ہی گرہن ہے +

۳۲۱

ایک بابو صاحب ہر لفظ کے ساتھ لفظ "تابع مہمل" اکثر بولا کرتے تھے۔ ایک روز حکیم صاحب سے پرہیز کی بابت پوچھ رہے تھے۔ آم سے ازحد شوق تھا۔ بولے کہ بالدہ والدہ بھی کھاؤں یا نہیں۔ حکیم صاحب نے بذلہ سنج جوابدیا۔ یا حضور والدہ نہ کھائیے۔ آگے آپ کو اختیار ہے +

۳۲۲

ایک میراسی سے کسی بھلے مانس نے پوچھا۔ تیرا نام کیا ہے۔ اس نے جوابدیا میرا

نام ہے حرامزادہ۔ دوسرے شخص نے تمسخر سے کہا۔ کہ نام تو اچھا ہے۔ ملیسی بولا۔ اگر حضور کو پسند ہے۔ تو لے لیجئے۔ میں اور نام رکھ لونگا +

۳۲۳

ایک ملا جب دعوت سے آ لیٹے۔ تو پیٹ میں درد ہوا۔ بیوی نے کہا۔ تھوڑی اجوائن کھالو۔ کہا اگر پیٹ میں جگہ ہوتی۔ تو وہاں اور دو لقمے نہ ڈال لیتا +

۳۲۴

ایک فوجی افسر لیڈی کی رائے ہے۔ کہ جب کبھی لڑائی ہو۔ تو رسالہ تو بے گھوڑوں کی گاڑیوں پر بھیجا جائے۔ پلٹن بائیسکلوں پر اور توپ خانہ بہت وزنی ہے۔ لہذا یہ بالکل ہی نہ جائے +

۳۲۵

ریاست جھالاواڑ کے سٹیٹ گزٹ والی ریاست کا نام رانا ظالم سنگھ ہے۔ خدا کرے۔ اسم بامسمیٰ نہ ہوں۔ ورنہ شہر اکو قصیدہ کہنے میں دقت ہوگی +

۳۲۶

ایک مرتبہ جج علی پور خلیفہ رنگون کے سامنے ایک عجیب مقدمہ پیش ہوا۔ ایک سوداگر کی طرف سے دو سو پینتیس روپیہ کا دعوے ایک لیڈی پر دائر ہوا۔ لیڈی نے جواباً دعوے میں لکھوایا۔ کہ میں نے پہلے شوہر کی زوجیت میں بیشک یہ قرضہ لیا تھا جو ولایت میں جاکر مرگیا ہے۔ لیکن اب تو بندی نے دوسرا خصم کرلیا ہے۔ لہذا اس قرضہ گذشتہ کی نہ میں ذمہ دار ہوں۔ نہ میرا شوہر حال +

۳۲۷

ایک عورت اپنے خورد سال بچے کو دریا کے کنارے نہلا رہی تھی۔ چند ظریف ادھر سے گذرے۔ عورت کو خوبصورت پاکر خیال کیا۔ کہ اس سے مذاق کرو۔ قریب جاکر اپنے ہمراہی سے کہنے لگا۔ کہ یار میرا لڑکا بھی ہو بہو اس لڑکے سا معلوم ہوتا ہے۔ کہ میری عورت یہی ہے۔ یہ سنکر عورت نے لڑکے کے سر پر ایک چپت رسید کیا۔ اور

کہنے لگی۔ کہ تیرا باپ بڑا زناکار بدکار ہے۔ کہ اس شخص کی جورو سے بھی بدخلقی کی۔ کہ تیرا سا لڑکا وہاں بھی پیدا ہوا۔ ظریف یہ سنکر خاموش چلدیا ॥

۳۲۸

جارج (اپنی میم سے) پیاری آج ۳۱ دسمبر ہے۔ پس یہ سال گذر جائیگا۔ اور رات کے بارہ بجے نیا سال آجاویگا۔ میم صاحبہ۔ تو لیمپ جلا رکھو۔ اور ہم آج رات نہیں سوئینگی جارج بھلا یہ کیوں! میم صاحبہ تاکہ میں روشنی میں سال کو گذرتا ہوا اچھی طرح دیکھ سکوں ॥

۳۲۹

ایک صاحب بہادر تازہ آمدہ ولایت گرمی کے موسم میں بالاخانہ پر اجلاس فرمایا کرتے تھے۔ اتفاقاً ایک روز چوری کی گائے کے متعلق مقدمہ ہو کر آئی۔ بروقت پیشی مقدمہ صاحب نے حکم دیا۔ کہ گائے کو بالاخانہ پر حاضر کرو۔ سررشتہ دار نے عرض کی۔ کہ حضور گائے اوپر نہیں آسکتی۔ صاحب بہت خفیف سے ہوکر نیچے آئے اور فرمانے لگے۔ کہ گائے کہاں ہے۔ جس وقت اس کو ملاحظہ فرمایا۔ تو صاحب نہایت غضب سے لال لال آنکھیں دکھا کر اور چوترہ پیٹ کر کہنے لگا۔ کہ ول بنشی تم نے ہم کو بڑا تکلیف دیا۔ تم گائے گائے بکتا تھا۔ یہ کیوں نہیں کہا۔ کہ بیل کا میم صاحب ہے ॥

۳۳۰

ایک دیسی افسر سرکاری ملازمت بھگت کر وقت متمتع بہ پنشات ہوا کسی دوست نے عند الملاقات بعزت و حرمت ملازمت سرکاری سے سبکدوش ہونے اور پنشن پانے پر مبارکباد کہی۔ اور پوچھا۔ کہ آپ کی جگہ کون صاحب مقرر ہوئے۔ آپ لکھے پڑھے تو کچھ واجبی ہی تھے مگر موقع بے موقع پر اظہار لیاقت بہت مدنظر رہتا تھا۔ آپ نے کمال استغنا سے ریش مبارک پر ہاتھ پھیر دیا۔ کہ بھائی ؎

مارا چہ ازیں قصہ کہ گاؤ آمد و خر رفت

۳۳۱

ایک راجہ صاحب چشم بد دور ماشاء اللہ عقل بہت زیادہ رکھتے تھے۔ ایک دفعہ کسی دوسرے

ریاست کے دربار سے سفیر کسی مشورت کے لئے آئے۔ ان راجہ صاحب کے مشیران باتدبیر نے سمجھا کہ جب اس ریاست کے سفیر راجہ صاحب کے حضور میں پہنچیں گے۔ تو ان کو ان کی عقل کا اندازہ ہو جائیگا۔ تو بیحد خفت ہو جائیگی۔ اس لئے ان کو سبکی سے بچنے کی یہ تدبیر سوجھی۔ روشن ضمیر راجہ صاحب کے خصیوں میں رسی باندھ کر دربار کے تخت کے نیچے سے نکالکر ایک وزیر کی چوکی کے پاس سے نکال دی۔ اور راجہ صاحب کو سمجھا دیا کہ جب آپ کوئی نامناسب بات کرتے ہونگے۔ تو اس رسی کو جھٹکا دینے سے آپ خاموش ہو جائینگے۔ چنانچہ جب ریاست غیر کے سفیر دربار میں حاضر ہوئے۔ تو راجہ صاحب نے ان سفیروں سے پہلی بات یہی دریافت کی۔ کہ دریک شما ہم خصیہ ہا اندازہ مے اندازند وہ سنکر حیران ہو گئے۔ اور سمجھے کہ شاید کچھ سمجھنے کی غلطی ہو گئی۔ ورنہ ایسا سوال یہ پہلے پہل کا ہے۔ کہ پوچھتے اس لئے وہ بولے۔ قبلہ عالم چہ فرمودند لیتے ہیں پیچھے سے رسی بھی کھینچی گئی تھی۔ کہ کوئی اور بات نہ کہدیں۔ تو راجہ صاحب نے فرمایا بحال اکشیدند اب سفیر بیچارے حیران تھے کہ بحال اکشیدند کا مطلب کیا ہے۔ اور یہ معلوم کرنے کے بغیر ہی ان کو واپس جانا پڑا ✽

۳۳۲

استاد نے سوال کیا۔ کہ اگر ایک کام کو آٹھ دن میں پندرہ آدمی پورا کریں۔ تو سولہ دن میں کتنے آدمی کرینگے۔ شاگرد نے جواب دیا۔ کہ ساڑھے سات آدمی اور ایک لڑکا بشرطیکہ لڑکا مردوں سے نصف عمر رکھتا ہو۔ ورنہ حساب پورا نہ ہوگا ✽

۳۳۳

گھر والی۔ جتنے شخص مجھے ایک ہفتہ میں ملنے آتے ہیں۔ ان سے تمہارے پاس ہر روز دیکھتی ہوں۔ ابھی تک یہ بھی نہیں جانتا۔ شاگرد نے جواب دیا۔ کہ جناب خادمہ۔ بی بی اگر آپ بھی لوگوں سے اچھی طرح سلوک کریں۔ تو ممکن ہے آپ کے دوستوں کی تعداد بھی بڑھ جائے۔ کیونکہ اس کا پتہ دونگا ✽

۳۳۴

ایک عورت نے ایک لڑکے سے نصیحت کی۔ کہ بیٹا تو جھوٹ نہ بولا کر جھوٹ بولنا بہت بری بات ہے۔ اس نے کہا۔ کہ اے اماں سچ بولنے میں جوتیاں پڑنے کا خوف ہے۔ اس نے کہا۔ نہیں بیٹا۔ سانچ کو آنچ نہیں۔ اس لڑکے نے کہا۔ کہ اچھا سچ تو یہ ہے۔ کہ میرے باپ کے انتقال کو ۲ برس کا عرصہ ہوا۔ تم جواب بناؤ سنگار کرتی ہو۔ تو کسے دکھاتے کو۔ ماں جوتی لیکر مارنے دوڑی۔ لڑکا اُٹھ کے جو بھاگا۔ خالہ کے گھر گیا۔ دروازے کے دراڑ سے جہانک کر جو دیکھا۔ تو خالہ ننگی بیٹھی ہیں۔ اور لوزا لگا کے بال اکھیڑ رہی ہیں۔ یہ چپکا کھڑا رہا۔ جب وہ فارغ ہوئیں۔ تو اس نے آواز دی۔ خالہ نے دروازہ کھولا۔ اور پوچھا۔ کہ بیٹا تم کب آئے۔ اس نے کہا۔ کہ جب تم لوزا لگا کے بال نوچتے بیٹھی تھیں۔ خالہ بھی جوتی لیکے مارنے دوڑی۔ اس وقت لڑکا بھاگا۔ اور پکار پکار کے کہا۔ سچی بات سعد اللہ کہے سب کے من سے اترا ہے ✦

۵

بالغ آئے۔ اور کہنے لگے۔ کہ آپ چادریں۔ اور لڑکی کو ہمارے یہاں چھوڑ جائیں یہ سنکر نابالغ فرمانے لگے۔ جناب آپ مطمئن رہیں۔ ہم ان کو اپنی بیٹی کی طرح رکھیں گے

۶

ایک مولوی صاحب شاگرد کو گلستان کا سبق پڑھاتے پڑھاتے دفعتاً خاموش ہوگئے شاگرد نے کہا حضرت خاموش کیوں ہوگئے ہیں۔ مولوی صاحب بولے۔ بکتے بکتے منہ درد کرنے لگا ہے۔ شاگرد نے طفلانہ سادگی سے کہا۔ لائیے حضرت جیسے پاؤں دبایا کرتے ہیں۔ منہ بھی داب دیں ✦

۷

ایک راجہ صاحب کسی ایک ایسی انگریزی محفل میں بلائے گئے۔ جہاں صاحبان و میم صاحبات بھی جلوہ افروز تھیں۔ تمام حاضرین جلسہ تو کسی تذکرہ معقول میں مشغول تھے مگر راجہ صاحب بار بار اپنی زبان باہر نکال کر ان کی دیکھتے جاتے تھے۔ راجہ صاحب کی اس حرکت ناشائستہ پر میم صاحبات میں باہم "از قول از قول" (یعنی بڑا احمق ہے)

کر اشارے ہوئے کچھ ان کی آواز راجہ صاحب کے گوش عقل فروش تک گزری۔ بعد برخاست مجلس جب در دولت پر آئے۔ تو چپراسی اور اردلی سے دریافت کیا۔ کہ میم صاحبات میری طرف اشارہ کرکے فول فول کیا کہتی تھیں۔ چپراسی نے عرض کیا کہ راجہ صاحب وہ حضور کو اچھا پھول قرار دیتی تھیں۔ آپ ہنسکر بولے۔ ہیں نے جو زبان کی سرخی دکھائی تھی +

۳۳۸

ایک مرتبہ جلال الدین اکبر بادشاہ بعزم شکار جنگل کیطرف نکلا۔ بیٹا بھی ساتھ تھا شکار کھیلتے کھیلتے بادشاہ کو تمازت آفتاب سے گرمی معلوم ہوئی۔ اپنا لبادہ اُتار کر ملا دوپیازہ کے کندھے پر جو ساتھ تھا۔ رکھدیا۔ اتنے میں شہزادہ بھی عبا اُتار اُتار کر ملا پر بار کرچکی۔ بادشاہ نے دیکھکر کہا۔ کہ ملا اب تو تم پر گدہے کا بوجھ ہو لیا۔ ملا نے نہایت ادب سے جواب دیا۔ کہ نہیں ظل عالم دو گدہوں کا +

۳۳۹

مجمع عام میں ایک مولوی صاحب وعظ فرما رہے تھے کہ ایک بینوا بھی تشریف لائے۔ ان کے لنگوٹ کے سوا جسم مبارک پر کپڑا تک نہیں تہا۔ کود پھاند کر سب سے آگے جا دوزانو ہو بیٹھے۔ اور سر جھوکا کر وعظ سننے پر متوجہ ہو لیے۔ واعظ نے فرمایا سائیں مولا۔ فرض ڈھانپ لیجئے۔ بس یہ کہنا تھا۔ کہ جھٹ لنگوٹ اوتار گھٹنوں پر ڈال کر بولے۔ لو صاحب فرض تو میں نے ڈھانپ لئے۔ سنت چھپانے کا آپ انتظام فرمایئے

۳۴۰

ایک آزاد کسی مسجد میں بیٹھا ہوا بھنگ رگڑ رہا تھا۔ ایک حبشی نے اپنی کھڑکی سے دیکھکر کہا۔ کہ او بیوقوف یہ خانہ خدا ہے۔ یہاں سر جھکاتے اور سجدہ کرتے ہیں اور تو بھنگ گھونٹتا ہے۔ اس نے سر اٹھا کر جواب دیا۔ کہ اپنے آئینہ لیکر دیکھ۔ تیرا ان خوشامدوں سے ہی تو منہ کالا ہوا +

۳۴۱

ایک مریض حکیم صاحب کے پاس گیا۔ اور کہا۔ کہ مجھکو بخار آتا ہے! حکیم صاحب نے دریافت کیا۔ کہ روز آتا ہے یا باری سے مریض نے جواب دیا حضرت روزا اور باری تو جانتا نہیں؟ مگر ہاں اتنا جانتا ہوں۔ کہ آج آیا ہے۔ کل نہ آویگا! حکیم صاحب نے کہا۔ بھئی اسی کو باری کہتے ہیں۔ مریض نے کہا۔ میں باری اس کو سمجھتا تھا۔ کہ آج مجھکو کل حکیم صاحب کو پرسوں ان کے گھر میں +

۳۴۲

ایک ممبر کیٹی اپنی خوش نظمی اور صفائی کی تعریف کر رہے تھے۔ حاضرین جلسہ میں سے ایک صاحب بول اُٹھے۔ کہ میں اپنے حشر کی مستعدی کے بھروسہ پر کہہ سکتا ہوں۔ کہ مدروکی صفائی آپ کی صفائی سے بدرجہا بہتر ہے +

۳۴۳

ایک شخص بڑی موٹی قلم سے لکھ رہے تھے۔ انکے دوست نے جو قریب بیٹھے تھے۔ پوچھا کہ حضرت یہ اتنا کہا خط کسے لکھا جاتا ہے۔ کاتب صاحب فرمانے لگے کہ میری بہن بالکل بہری ہے۔ اور ذرا سن نہیں سکتی۔ اس سبب سے ایسے بھاری بھاری لفظ لکھتا ہوں۔ تاکہ وہ مطلب پورا سمجھ جائے +

۳۴۴

کسی جگہ دو احمق دیہاتی آپس میں لڑ رہے تھے۔ ایک کہتا تھا۔ کہ حلال خور ہے۔ دوسرا کہتا تھا۔ کہ حلال زادہ ہے۔ غرض یہی تکرار تھی۔ کہ ایک ظریف آ نکلے اور ان دونوں کی یہ گفتگو سنکر یوں فرمایا۔ کہ اے نادان تم کیوں جھگڑتے ہو۔ تم تو دونوں کے دونوں حرام خور اور حرام زادے ہو۔ گنواروں نے کہا۔ سچ ہے +

۳۴۵

ایک شخص نے جو دانت بنوا رہا تھا۔ زور سے منہ کھولنا شروع کیا۔ ڈاکٹر نے کہا۔ نہیں صاحب آپ تکلیف مت اُٹھائیے۔ میں باہر کھڑا ہو کر دانت بنایا کرتا ہوں

۳۴۶

ایک روز ابراہیم ادہم بادشاہ شکار کو گیا۔ لونڈی اس کی مسند پر سو گئی جب بادشاہ پھر کر آیا۔ اور مسند پر لونڈی کو سوتے پایا۔ تو غصہ میں آکر حکم دیا۔ کہ اس لونڈی کو سو تازیانے لگاؤ۔ لونڈی ہنسی اور کہا۔ کہ میں اس مسند پر لحظہ بھر سوئی تو مجھ پر یہ عتاب ہوا۔ اور اس شخص پر جو ہمیشہ اس مسند پر سوتا ہو اس کا کیا حال ہوگا۔ بادشاہ یہ سنکر اس کنیز کی خطا سے درگذر ہوا۔ اور مسند شاہی چھوڑ کر فقیر ہو گیا

۳۴۷

ایک جلسہ میں رنڈی ناچ رہی تھی۔ کوئی تماشبین گانے کے مشتاق محفل میں آگھسے۔ حضرت رات کو کھا گئے تھے۔ بہت پائخانے نے جو زور کیا۔ تو ادھر ادھر کنڈیاں جھانکنے لگے۔ مگر کوئی موقع نہ ملا۔ ناچار آپ پانی کے برتن میں فارغ ہو کر پھر رنڈی کے سامنے آ ڈٹے۔ رنڈی نے ایک غزل شروع کی جس کی ردیف (میں کہہ دوں گی) تھی۔ حضرت نے سوچا۔ کہ اس نے شاید ہمارا یہ فعل کرتے تو دیکھ لیا ہے۔ کچھ دیکر ٹالنا چاہیئے سمجھا کہ ایک روپیہ نذر دیدیا۔ رنڈی تو سمجھی۔ کہ میاں کو یہ غزل اچھی معلوم ہوتی ہے۔ میں کہہ دوں گی کا تار باندھ دیا۔ یہ ٹکے ٹکے کے اوچھے۔ روپیہ پر روپیہ پھینکتے رہے۔ جب جیبیں خالی ہوگئیں۔ تو جھلا کے کہتے ہیں۔ کہ تو کیا کہہ دیگی یہی کہ ہم نے برتن میں پائخانہ پھرا۔ اور دیوار پر سے پھینکا ہے۔ وہ تو پہلے کو صاحب مجلس نہ تھا۔ ورنہ تو پھانسی دلوا دیتی۔ اور یہ کہکر چلتے بنے۔ کہ جا ہمارے نام نالش کر دے

۳۴۸

ایک تونگر نے انگوٹھی نگینہ کی وعظ کی مجلس میں واعظ کو دی۔ اور کہا کہ مجھکو دعا دیجیئے۔ توجہ مبارک سے دریغ نہ کیجیئے۔ واعظ نے زبان کھولی۔ ہاتھ اٹھا کر یہ دعا دی۔ کہ یا اللہ بہشت میں ایسا مکان دینا اس امیر کو کہ جس کی دیواریں نہایت مضبوط اور بلند ہوں لیکن مسقف نہ ہو۔

۳۴۹

ایک مسافر سرائے میں بھٹیاری کے یہاں اترا۔ اور آدھ سیر آٹا اسکو دیا۔ بھٹیاری

کے لڑکے بہت تھے جب آٹا گوندھنے لگی۔ تو ایک لڑکا آیا۔ اور کہا۔ اماں ذرا سا آٹا ہمیں دو۔ طوطا بنائیں گے۔ اس نے چھٹانک بھر آٹا نوچکے دیدیا۔ دوسرا لڑکا آیا کہ ہمیں بھی اماں تھوڑا آٹا دے۔ ہم مینا بنائیں گے۔ اس نے اسے بھی چھٹانک بھر آٹا دیدیا۔ اس طرح کئی لڑکے آلیے۔ اور آٹا لے گئے۔ جب پاؤ آٹا رہ گیا۔ مسافر جل کے بولا۔ کہ بی بھٹیاری یہ آٹا مجھے دو۔ میں ایک بھیڑیا بناؤں۔ کہ ان سب حرامزادوں کو کھا جائے۔

۳۵۰

ایک شخص پٹنہ کے ایک مسلمان امیر کے یہاں ایک فہرست لیکر گیا۔ امیر صاحب نے پوچھا کیا ہے؟ اس نے کہا۔ کہ حضور قحط زدگان عرب کی امدادی چندہ کی فہرست ہے۔ اس فہرست میں حضور کا نام بھی ہے حسبتہً للہ۔ جو کچھ ہو سکے دیجئے۔ اور اس فہرست پر اپنا دستخط کر دیجئے۔ امیر صاحب نے نہایت دھیمی آواز سے کہا۔ کہ بھیا مجھے چھوٹے صاحب کی آمد کے چندے بڑے صاحب کی برخصت کے چندے ایڈریس کے چندے۔ دوڑس کے چندے سے کب فرصت ہے۔ کہ میں اس فہرست پر دستخط کروں اور پھر ان سب کے علاوہ مجھے رنڈیوں بھڑووں کے دینے سے بچتا ہی کیا ہے کہ میں قحط زدگان عرب کے امدادی چندہ میں کچھ دوں۔ مجھے معاف رکھو۔

۳۵۱

تھوڑے دن ہوتے ہیں۔ کہ ایک بالزادی نے اپنا آشنا پر دو دن کے بقایا زرخرچ کی نالش عدالت میں دائر کی۔ وقت و پیشی مقدمہ حاکم نے مدعیہ سے ثبوت طلب کیا۔ مدعیہ نے ثبوت میں ڈاکٹر صاحب کا لکھا ہوا نسخہ پیش کیا۔ اور کہا۔ کہ آج تیسرا دن ہے۔ کہ مدعا علیہ سے اور مجھ سے آشنائی ہوئی۔ قبل اس کے مدعا علیہ نہایت بھلا چنگا تھا۔ میری آشنائی کے بعد یعنی کل سے اسے سوزاک ہو گئی ہے۔ کل ہی مدعا علیہ علاج کے لیئے فلاں ڈاکٹر کے پاس گیا۔ ڈاکٹر نے اسے دوا دی۔ اور نسخہ لکھدیا۔ وہ نسخہ یہی ہے۔ عدالت فلاں ڈاکٹر سے دریافت

کرے کہ آیا مدعا علیہ کو کل ہی شب سے سوزاک ہے یا پہلے سے - اور یہ بھی تشخیص کرا لیا جائے - کہ مسن مدعیہ کو پرانی سوزاک ہے - یا نہیں - عدالت نے ڈاکٹر کا اظہار لیکر مدعیہ کو ڈگری دی - اور خرچی معہ زرخرچہ مدعا علیہ سے دلوا نقد دلوا دیا +

۳۵۲

بیمار بھائی صاحب پرسوں سے دمہ اور کھانسی نے ناک میں دم کر رکھا ہے - ظریف - تو آپ میاں شیرالی کا جوشاندہ پیو - بیمار - رہنے دو بھئی - وہ کہاں کا حکیم بتایا ہے - ظریف میاں تم کو حکیم سے کیا واسطہ علاج تو صرف اس بات کا چاہتے ہو - کہ ناک میں دم نہ رہے - سو ہم شرطیہ کرتے ہیں - کہ ناک میں چھوڑ سارے بدن میں نہ رہیگا رہا مرجانے کا افسوس سو تم خوب سمجھتے ہو - کہ برسوں یوں بیمار پڑنے سے مرجانا بہتر ہے ایسی بیماری سے تو آرام پاؤگے +

۳۵۳

کسی نے ایک بڈھے سے (جو علاوہ اور کمالات کے علم تاریخ سے بھی واقف تھے) دریافت کیا - کہ حضرت کبھی پہلے بھی رمضان میں ایسی گرمی کی شدت ہوئی تھی ؟ تو آپ کیا فرماتے ہیں - کہ "ہاں بھئی اب کیا گرمی پڑتی ہے - ایک مرتبہ غدر سے دو برس پہلے اکبر بادشاہ کے وقت میں جبکہ محمود غزنوی بکرماجیت سے لڑنے مصر گیا تھا - محرم اور رمضان جنوری کے مہینے میں دونوں ایک ساتھ ہو گئے تھے - دن بھر کے بھوکے پیاسے روزے سے مزاداری میں رہتے تھے - شب کو بعد تراویح مرثیہ سننے امام باڑوں میں جاتے تھے - ان دنوں میں گرمی شدت [illegible] تھی [illegible] پناہ ہزاروں کو آتشک ہوگئی تھی +

۳۵۴

کسی نے ایک مولوی صاحب سے دریافت کیا - کہ حضرت آپ روزے نہیں رکھتے - خواہ مخواہ گھنٹہ گھر کے نیچے وعظ کیا کرتے ہو - تو آپ کیا فرماتے ہیں - کہ بھئی اس گرمی میں بندہ روزے کا متحمل ہو سکتا ہے - "لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا

خود خدا نے قرآن میں فرمایا ہے ÷

۳۵۵

ایک استاد نے سبق پڑھاتے ہوئے جماعت میں ایک لڑکے سے پوچھا۔ کہ جہاز کے واسطے انگریزی میں کیوں ضمیر مونث استعمال ہوتی ہے۔ لڑکے نے سوچکر کہا۔ کہ جناب اس۔ لیئے کہ مردوں کے سوا ان کا کام نہیں چلتا ÷

۳۵۶

ایک زندہ دل صاحب اپنے صحن میں شام کو چہل قدمی کر رہے تھے طبیعت کسی قدر مضمحل تھی۔ ایک بابو صاحب ملاقات کو تشریف لائے۔ بابو صاحب! کیوں جناب صورت اُداس ہے۔ کہ بیماری ہو گئی۔ زندہ دل۔ حضرت عارضہ یہ ہے کہ جو آدمی شام کو میرے صحن میں ملنے آوے۔ مجھے اندھا دکھائی دیتا ہے ÷

۳۵۷

ایک گیدڑ نے ایک روز راستہ میں کوئی کاغذ پڑا پایا۔ اور اس کو اٹھا کر اپنی قوم کے پاس لے گیا۔ اور ان سے شیخی کے کہنے لگا۔ کہ اب ایسا پروانہ ملا ہے۔ کہ جسکو دکھلایا جائیگا۔ وہی اس کی تابعداری کریگا۔ کچھ وقت بہت سے گیدڑ اس کے معتقد ہو گئے۔ ایک مرتبہ یہ جماعت گیدڑوں کی کسان کے کھیت میں چر رہی تھی۔ کہ اس نے دفعتاً اس پر شکاری کتے چھوڑ دیئے۔ پہلے تو گیدڑ مستقل مزاج رہے۔ کہ ہمارے سرگروہ کے پاس پروانہ ہے لیکن جب اُس کو بھی بھاگتے دیکھا تو سب نے کہا۔ کہ پروانہ کیوں نہیں دکھلا دیتے۔ وہ بولا۔ ان پڑھوں کے قابو آگئے ہیں یہاں سے بھاگنا مناسب ہے ÷

۳۵۸

ایک گماشہ ہر روز ایک دولتمند کے گھر گدائی کرنے کو جایا کرتا تھا۔ اور اس کی ایک دختر صاحب صورت و دانش تھی۔ اس کا جمال پر پوش دیکھکر اپنا دل شاد کیا کرتا تھا۔ ایک دن اس محبوبہ نے کہا۔ فقیر اگشتہ خواہی شد چرا ہر روز مے آئی

فقیر نے جواب دیا ۔ مگس ہرگز نخواہد رفت از دکان حلوائی +

۳۵۹

ایک دیوانہ پیشاب سے وضو کرتا تھا - اور کہتا تھا - ان اللہ یحب المطہرین +

۳۶۰

پہلے حضرت غالب نے مہرخوں سے ملنے کی یہ ترکیب نکالی تہی - بقول غالب ؎

بیکیے ہیں مہرخوں کیلئے ہم مصوری تقریب کچھ تو بہر ملاقات چاہئے

لیکن لوگوں نے تو اس ترکیب سے برسوں میں لاکہوں فوٹو کھینچ دیئے - مگر جسکو طبیعت چاہتی تہی - اس سے کسی طرح ملاقات نہ ہوئی - مجبوراً یہ تدبیر سوچی ہے ؎

جوتی گھٹوانے کی کبھی ہم نے موقع سے ہم چار ہوئے

بقول شخصے ؎

انا الحق سرزد از منصور وا زمقبول انا لیلا

۳۶۱

ایک خوشامد پسند مجسٹریٹ کو کسی تحصیلدار نے سلام کیا - مجسٹریٹ نے کہا - آپ کو چاہئے - کہ آپ مجھے جہک کر سلام کرتے - تحصیلدار نے جواب دیا - اس حساب سے اس چپراسی کو جو چار روپیہ کا نوکر ہے - کوٹھی کے اندر جا کر آپ کو سلام کرنا چاہئے +

۳۶۲

زمیندار : حضور اس مرتبہ ٹڈی آئی - محصول معاف ہونا چاہئے +

رئیس : ٹڈی آئی - تو کیا کہیت کھا گئی !!

ظرافت - جی نہیں روزہ سے تہی -

۳۶۳

ایک انیونی پاخانہ میں گئے - بہت دیر تک انتظار کیا - جب کسی قسم کی آمد نہ ہوئی - تو آپ جہلا کے کہتے ہیں - کہ ارے کمبخت مجھ سے ڈرتا کیوں ہے - نکلتا باہر کیوں نہیں نکلتا - کیا میں تجھے کھا جاؤنگا +

۳۶۴

ایک شخص نے قاضی صاحب سے مخاطب ہوکر کہا۔ جناب قاضی صاحب اپنے قلمدان سے ذرا قینچی اور خطزن نکال دیجئے۔ قاضی صاحب نے کہا۔ ارے احمق کبھی قبہی تو بولا ہوتا۔ وہ بولا جناب بہت خوب۔

۳۶۵

کسی جاہل دہقان کی طرف اس کے پڑوسی نے چٹھی لکھی جس کا مدعا تھا۔ کہ مہربانی فرما کر اپنا گدھا عاریتاً دیجئے۔ مسٹر دہقان کو اپنی کم علمی نوکر کے سامنے ظاہر کرنی منظور نہ تھی۔ پڑھے لکھے تو خیر بہت کچھ تھے۔ چھوٹا موٹا خط کو الٹ پلٹ کر دل میں سمجھے۔ کہ بلایا ہی ہوگا۔ بولے " بہت اچھا۔ میں نے سمجھ لیا۔ تم نے کہدیا۔ بھلا مجھے جانے سے انکار ہوسکتا ہے۔

۳۶۶

ایک صاحب کو کسی دن لیبدروٹی ملی تھی۔ فکرِ معاش میں ڈوبے کھانا کھا رہے تھے کہ ایک کتا جو تاک ہی میں لگا ہوا تھا۔ روٹی اڑا لے گیا۔ یہ بیچارے اس بے محل چھیڑخانی سے سخت پریشان ہوکر کتے کے پیچھے لپکے۔ پہلے تو وہ دو چار اینٹیں کھینچ ماریں۔ پھر گالی گلوچ پر زبان کھولی۔ جب یوں بھی کچھ نہ ہوا۔ تو منت سماجت کرنے لگے۔ آخر جب سب طرح سے کوس کے تھک گئے۔ ایک جگہ بیٹھ کر کہنے لگے ارے بھئی روٹی لیجا مگر ذرا ٹھہر جا۔ میں پہلے باپ دادا کی فاتحہ تو دیدوں۔ مگر کتا یہ کب سنتا تھا۔ آپ مایوس ہوکر یہ کہتے ہوئے کہ جا کمبخت ہم نے اپنی جوانی کا صدقہ دیا۔ گھر کو چلے گئے۔

۳۶۷

ایک ظریف کسی بازاری سے بگڑ گئے۔ اور پوچھا۔ کہ تمہاری کوٹھڑی کی مرمت کے واسطے کتنا روپیہ دینا چاہئے۔ اس نے کہا۔ ٹھیک ایک کم لونے روپیہ۔ کہا۔ عمدہ جو ایدیا کہونو اسی دیجئے۔ تو پورا پورا کام چلے۔

۳۶۸

ایک دیہاتی استاد نے ایک نوآموز شاگرد کو کہا۔ کہ سبق خوب پکا کرنا۔ لڑکا بچارہ پہلے پہل سکول آیا تھا۔ اور والدین بھی تعلیم سے بے بہرہ تھے۔ گھر آتے ہی لڑکے نے کہا۔ ہانڈی چڑھا دو۔ حکم کی تعمیل کی گئی۔ اور ہونہار نوجوان نے اپنے سبق کا کاغذ ہانڈی میں ڈال نیچے آگ جلا دی۔ جب خوب ریندھا ہو گیا۔ تو خوشی خوشی نکال کر استاد کے سامنے اگلے روز کاغذ کی گٹھی بنا کر لیجا رکھی۔ واہ صاحب خوب سبق پڑھایا۔

۳۶۹

ایک دن ایک جہاتما اپدیش دے رہے تھے۔ کہ پاپ تما بھی بھوک کے پیدا ہونے پر ملتے ہیں۔ اور بھوک بھی گہری بھوک ہو (مطلب یہ کہ سچی اور زوردار خواہش پیدا ہونے پر) ایک وہم کے متلاشی اس اپدیش کو سن رہے تھے۔ آپ نے گھر جاتے ہی فاقہ کشی شروع کر دی۔ اور کوٹھڑی بند کر کے بیٹھ رہے۔

ایک صاحب دلی میں ایک آئینہ خریدنے لگے۔ اور بساطی سے قیمت پوچھی اس نے کہا۔ آٹھ آنے۔ آپ نے دو آنے فرمائے۔ بساطی نے کہا۔ کہ میاں کیا لکھنؤ بنایا ہے۔ دمڑی کی کوڑیاں لیکر داڑھی منڈوا ڈالئے آئینہ لیکر کیا کیجئے گا۔ علیٰ ہذا القیاس لکھنؤ میں ایک صاحب نے بساطی سے آئینہ چکایا۔ قیمت پر ان بن ہوئی۔ بساطی نے کہا۔ کیا دلی مقرر کی ہے۔ دمڑی کی کوڑیاں داڑھی منڈوانے کو میسر آتی نہیں۔ آئینہ کیا خاک لو گے۔

۳۷۱

کسی نے ایک جلسہ میں یہ حکایت بیان کی۔ کہ ایک شخص کے دامن میں دس انڈے تھے۔ ایک بیوقوف سے اس نے کہا۔ کہ اگر بتا دو۔ کہ دامن میں کیا ہے۔ تو انڈے تمہارے اور اگر یہ بتا دو۔ کہ کتنے ہیں۔ تو دسوں تمہارے۔ اس نے جواب دیا۔ کہ سبحان اللہ کچھ میں خدا ہوں۔ کہ غیب کا حال بتا سکوں۔ کچھ پتا دو۔ تو عقل لڑاؤں۔ اس نے کہا۔ کہ چند زرد چیزیں سفید چیزوں کے اندر ہیں۔ احمق نے سنکر کہا۔ خوب

موتی کے اندر گاجر تو نہیں۔ اہل مجلس سنکر ہنسنے لگے۔ ایک ان سے زیادہ احمق موجود تھے۔ ان سے نہ رہا گیا۔ بولے آخر معلوم بھی ہوا۔ دامن میں کیا تھا ٭

۳۷۲

ایک تحصیلدار صاحب اور ٹھاکر صاحب کی بڑی دوستی تھی۔ ایک دن ٹھاکر صاحب کے یہاں تحصیلدار صاحب بیٹھے سو رہے تھے۔ کہ ان کے بھائی آ لیے۔ اور کہنے لگے چلیئے تبلہ گاہی صاحب آ لیے ہیں۔ ٹھاکر صاحب نے متعجب ہو کر کہا۔ کہ بیل گائے۔ اور بیل گاڑی کیا۔ مگر کبیلہ گاہی آج سنا۔ بھلا کہاں باندھے ہیں۔ ہم بھی دیکھت ہیں۔ تحصیلدار صاحب یہ سنکر جھیں جھوپ ہوئے تب آپ بیگتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے کہ صاحب کھپا کاہے کو جت ہو۔ آخر جیسے تمہرے ہی گالوں جہیں تب نہ دیکھ لیب یعنی جیسے ہمارے ہی گاؤں جانیں لے۔ تب ہم نہ دیکھ لینگے۔ آپ خفا کیوں ہوتے ہیں

۳۷۳

ایک روسی بخیل کا ذکر کرتے ہیں۔ کہ اس نے مصلحت کے واسطے بھونکنا سیکھا تھا۔ کہ ڈیوڑھی کی حفاظت کے واسطے دربان رکھنے کا خرچ بچ جاوے ٭

۳۷۴

ایک ناٹن جوانجا ہی سے مادر پدر آزاد تھی۔ شادی سے پہلے پردہ میں اٹھا غفیل ہوگئی۔ یہ ذات مٹیری کمظرف معاملہ الٹ ہو لیا۔ اور لگا خیر سا پھو لنے۔ ماں باپ نے جیتے ہو لئے لوگ تین مہینے کے اندر ہی اندر ایک پڑوسی کے گلے منڈھ دیا۔ عورت تھی بار بردار۔ زبان دراز۔ اتنا بوجھ کس طرح چھپاتی۔ دو تین دن کے بعد مشہور کر دیا۔ کہ حمل اٹھ ہو گیا۔ ایک دن اپنی ساس سے پوچھنے لگی۔ کہ اماں اس ملک میں لڑکا کتنے دنوں میں ہوتا ہے۔ بڑھیا بولی سب جگہ نو مہینے کا دستور ہے۔ بہو نے کہا اتنے دنوں پیچھے۔ ہمارے ہاں تو چھ مہینے بعد ہوتا ہے۔ سو اب کے تو ہم میکے کی رسم کرینگے۔ اور آئندہ سے تم کہوگی۔ تو سسرال کی ٭

۳۷۵

ایک دن شیخ سعدی کے مکان پر ایک شخص عبداللہ نامی آیا۔ اُس کی آنکھ میں تل تھا۔ اتفاق سے شیخ سعدی گھر میں نہ تھے۔ وہ شخص چلا گیا۔ شیخ سعدی آئے تو لونڈی نے کہا۔ کہ "اے شیخ شخصے آمدہ بود" سعدی نے کہا "چہ نام داشت" لونڈی نے کہا "عبداللہ" سعدی نے کہا عبداللہ چہ معنی دارد ایں بے معنی است تو دروغ مے گوئی۔ لونڈی نے کہا کہ "اے شیخ بجاں شما من بچشم خود دیدم۔ کہ برعین او نقطہ بود"

۳۷۶

ایک زن ضعیفہ نے حج کے سفر میں حمال سے کھانا پکوایا۔ جب وہ کھانا پکا چکا تو پوچھا۔ کہ اے ضعیفہ کھانا کھاؤ گی؟ ضعیفہ نے کہا ارے کمبخت جلدی لا۔ وہ حمال سمجھا کہ بڑھیا کا مطلب اس سے انکار کا ہے۔ ایک کنوئیں کی جگت پر بیٹھ کے خود سب کھانا کھا گیا۔ ہرچند بڑھیا لالا کہکے مانگا کی +

۳۷۷

ایک دن اکبر بادشاہ نے براہ مذاق بیربل سے کہا۔ کہ رات کو ہم نے خواب میں دیکھا۔ کہ ہم تو شہد کے حوض میں پڑے ہیں۔ اور تو گوہ کے حوض میں بیربل نے ہاتھ جوڑ کر جواب دیا۔ کہ جہاں پناہ سچ ہے۔ میں نے بھی یہی خواب دیکھا تھا مگر میں نے اتنا زیادہ دیکھا تھا۔ کہ آپ مجھے چاٹ رہے تھے۔ اور میں آپ کو بادشاہ شرمندہ ہو کر چپ ہو رہا +

۳۷۸

ایک قاضی صاحب نے خواب میں شیطان دیکھا۔ تو جھٹ اس کی داڑھی پکڑ کر دو طمانچے رسید کئے۔ درد سے آنکھ کھل گئی۔ تو دیکھا۔ کہ اپنی داڑھی اور اپنا ہی منہ ہے

۳۷۹

لنڈن کے بازار میں ایک عورت چند گدھے ہانکتی ہوئی چپ چاپ چلی جاتی تھی۔ کہ سامنے سے ایک دل لگی باز مسکراتے ہوئے آ نکلے۔ اور ہنس کر کہا۔ کہ گدھوں کی اماں جان سلام کرتا ہوں۔ بوڑھیا ہنس دی۔ اور پوپلے منہ سے جواب دیا سلام!

سلام !! اے میرے پیارے لڑکے حضرت اپنا سا منہ لیکر چپ چاپ چلدیئے۔

۳۸۰

شاہ عباس والی ملک ایران کے زمانہ میں کسی شخص نے اپنے طفل مکار سترہ برس کا بچا کے ہمراہ اپنی والدہ کو سفر میں روانہ کیا۔ اس نالائق خاں بدخصال خردجال کے جی میں کچھ اور آیا۔ اور بے حجابانہ اپنی دادی سے اس نامعقول نے زبردستی دنیا کا کام کیا۔ وہ پیرزال اس رستم زماں کی زور کی طاقت نہ رکھتی تھی۔ زبردست رہی۔ اگرچہ بہت شد و مد سے پیش لیگئی مگر چل نہ سکی۔ مفتوح ہوئی۔ بعد چندے واپس گھر آئی روئی پیٹی۔ چلائی اور بیٹے سے ماجرا بے کم و کاست سنایا۔ کہ تیرے ناشدنی ناخلف نے میرا یہ حال بنایا۔ یہ سنکر بہ برقیاں کو غصہ نے تاب نہ لینے دی۔ فوراً قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالا مجو پر زبان سے خرافات کا ڈھیر نکال ڈالتا تھا۔ کہ جیسے اس نے میری آبرو خاک کی لسے مٹی میں ملاؤں۔ لڑکا چل نکلا۔ اس نے بھی تر کتازی سے کام لیا سمند قوم کو راہ پیمائی پر کیا۔ اور تو زیادہ جرأت نہ سے تیز کیا عقل جاتی رہی بے عقلی کا لگام منہ میں لگایا۔ شدہ شدہ یہ خبر پولیس کو ہوئی جس نے ہر فرد کا پیچھا کیا۔ دوڑ دھوپ سے گرفتار کر کے ہتکڑی ڈال کر پیش بادشاہ عباس کیا۔ اس اسکندر زماں جمشید جاہ نے اس زخم خوردہ از پسر سے دریافت کیا۔ کیا واردات ہے سچ بتا کیا بات ہوئی۔ اس نے آبدیدہ ہو کر کہا۔ کہ اس اپنے بیٹے نے اس شخص کی والدہ سے برا کام کیا۔ جو اس مرغ بچہ کی دادی ہوتی ہے۔ لڑکے نامعقول نے کیا معقول جواب دیا حضور جان کی اماں پاؤں تو کچھ سناؤں۔ بادشاہ نے عرض قبول کی۔ لڑکا کہنے لگا غریب پرور سلامت۔ یہ شخص اس طفل کی والدہ کو روزمرہ اس کے سامنے حرکت ناجائز سے پیش آتا ہے۔ جو میں نے ایک مرتبہ وہی حرکت کی۔ تو شمشیر کیف مار ڈالنے کو پھرتا ہے۔ بادشاہ نے مسکرا کر کہا۔ جا ہبتق تیرا قصور معاف کیا۔

۳۸۱

ایک صاحب اپنے کسی دوست کے مکان پر جنکا صاحبزادہ بناتے نا پائدار سے

عروج کر گیا تھا۔ تم پرسی کے لئے تشریف لے گئے۔ ان حضرت کے ہمراہ ایک شخص پڑھے نہ لکھے محمد فضل نامی ہو لیئے۔ آپ کو الفاظ فارسی برمحل بولنے کا از حد شوق تھا۔ وہ یعقوب صفت جوانیا نورِ نظر پارہ جگر کھو بیٹھا تھا۔ محب قلبی کو دیکھکر مثل ابر بہار زار زار رونے لگا۔ اس کے دوست نے کہا تسکین فرمایئے۔ اگرچہ اولاد کا رنج والم بڑا ہوتا ہے۔ مگر اب آہ و زاری سراسر بیکار ہے۔ خدا اس کی مغفرت کرے۔ اور نعم البدل عطا کرے۔ آپ کو نعم البدل کے لفظ نئے معلوم ہوئے۔ تو فوراً یاد کر لیے۔ اور یہ خیال کہ انشاء اللہ اگر کسی کا پیالۂ عمر لبریز ہوگا۔ تو یہ لفظ ضرور استعمال کرو جب اتفاق دوسرے ہی دن ہمسایہ مارے خاں کے والد ماجد نے انتقال فرمایا۔ اور جناب تعزیت کے لئے پہنچے۔ خاں صاحب کو آنسوؤں سے منہ دھوتے رومال بھگوتے دیکھکر کہا۔ کہ بھائی صاحب واللہ واقعی والد کا رنج والم بڑا ہوتا ہے۔ خدا نعم البدل عطا کرے سنتے ہی شعلہ غضب خان بہادر مشتعل ہوا۔ ع

تڑا تڑ اس قدر سر میں لگائیں ۔ کہ گنتی میں بھی بڑھ کے نہ آئیں

تین انگل سر اونچا ہو گیا۔ اور حجامت کی تمام عمر حاجت نہ رہی ◆

۳۸۲

دو ملا ایک برتن حلوا پر دعوت کھانے بیٹھے۔ جس نے پہلا لقمہ ڈالا اس کا منہ جلا۔ اور لقمہ سرد کرنے کے لئے آہ نکالی۔ دوسرے نے پوچھا۔ آہ کیسی ہے۔ کہا میرا لڑکا گھر میں بیمار ہے۔ اس کا خیال آیا۔ جب دوسرے کا منہ جلا تو پہلے نے کہا کیا ہوا۔ جواب دیا۔ کہ اگر لڑکا مر گیا۔ تو تمہارے لئے مشکل ہوگی ◆

۳۸۳

ایک شخص عقل کا دشمن چھڑی سے کوئی کام کر رہا تھا۔ اس کے ناک پر بار بار مکھی بیٹھتی تھی جس کو وہ چھڑی کے اشارہ سے اڑاتے اڑاتے دق ہو گیا۔ اور دل میں یہ ٹھہرا کہ تیرے بیٹھنے کا اڈا ہی اڑاتا ہوں۔ ایک ایسا ہاتھ مارا۔ کہ ناک کی کونپل اڑا دی۔ اور کہا اب کہاں بیٹھے گی ◆

۳۸۴

ایک شخص کا نام خدا بخش تھا کسی دشمن ملا نے اس سے پوچھا تیرا کیا نام ہے
ابھی بیچارے کے منہ سے فقط خدا ہی کا لفظ نکلا تھا۔ کہ مذہبی پیشرو نے اسے
گلے سے پکڑ لیا۔ اور کہا "ابے خدائی کا دعوے کرتا ہے!" اور جھٹ چھری نکال اس
کے گلے پر پھیر دی +

۳۸۵

کوئی اگلے زمانہ کے رئیساؔئیں مُلاّ مثنوی بہار عشق پڑھ رہے تھے۔ کہ ایک نئے
فیشن کے جنٹلمین صاحب بھی تشریف لائے۔ بھلا ایسے نیم مہذب اور یورپ
زدہ امیر کو عشق کے کھیڑوں سے کیا سروکار آپ کو حس تہذیب غالم نے نہ
ٹھہرنے دیا۔ بھاگنے کو بہانہ ہی ڈھونڈ رہے تھے۔ کہ اس شعر کو سنکر سے

ناک میں نیم کا لفظ نتھ کا   شوخی چالاکی مقتضا سِن کا

یہ کہتے چلتے ہے۔ کہ جان اللہ ناک کے واسطے نتھ کیا خوب ہے۔

۳۸۶

حجام :- حضور خط بنوا ئینگے ؟

مرد آدمی :- ہاں۔ اجرت کیا لیتے ہو؟ حجام :- چار آنہ!

مرد آدمی :- میاں خدا سے ڈرو۔ ایک آنہ تو محصول ہے! حجام :- حضور اگر
کہیں استرا لگ جائیگا۔ تو دوا بھی نہیں لگاؤنگا۔ اس طرح چار آنہ کچھ زیادہ
نہیں!

۳۸۷

ایک خوش طبع نے اپنے لڑکے سے پوچھا۔ کہ تم کیا چاہتے ہو۔ کہ باپ مرے
اور میں ترکہ پاؤں۔ جواب دیا۔ نہیں بلکہ یہ چاہتا ہوں۔ کہ باپ کو کوئی شخص
قتل کر ڈالے۔ تاکہ خون بہا بھی پاؤں۔ اور ترکہ بھی لوں +

۳۸۸

ایک طبیب صاحب نے دماغی محنت سے جوانی ہی میں یہ مرتبہ بہم پہنچایا۔ کہ تمام بال ان کی چندیا کے اڑ گئے۔ ان کے ایک دوست ملے۔ ان سے کہا۔ کہ بھئی اچھا تو تم ہیں اور ایک تجربہ کار طبیب میں سر مو فرق نہیں " طبیب: "ان بالوں کے اڑنے میں بھی ایک سر ہے دوست" یعنی اگرچہ بال نہیں۔ مگر سر ہے ۔

۳۸۹

ایک دوست: جس شخص کے مکان میں رہتا ہوں۔ اس نے کہا ہے میرا حساب چکا دو۔ یا مکان خالی کر دو۔ دوسرا۔ یار تم تو پھر بھی اچھے ہو جس کے ہاں میں رہتا ہوں۔ اس نے کہا ہے۔ کہ میرا حساب چکا کر مکان خالی کر دو ۔

۳۹۰

ایک حسینہ کسی محفل میں رقص کناں تھی۔ ایک صاحب بولے۔ کہ ذرا سنبھل کر انڈا نہ نکل جائے۔ طوائف حاضر جواب تھی۔ کہا انڈا تو ابھی نکلا بھی نہیں بچہ پہلے ہی بول اٹھا ۔

۳۹۱

ایک بڑے متقلمند طالب علم صاحب کو شوق چرایا۔ کہ تیرنا سیکھیں۔ حضرت نے تیرتے ہوئے اتنے ہاتھ پاؤں مارے۔ کہ بیدم ہو گئے۔ آخر تھک کر اور جھنجھلا کر قسم کھائی۔ کہ میں اس وقت تک کہ جب تک کامل تیراک نہ ہو جاؤں۔ جان جائے۔ مگر پانی میں بھی قدم نہ رکھونگا ۔

۳۹۲

ایک طالب علم کو کچھ ضرورت روپیہ کی آن پڑی۔ حضرت جھٹ پٹ کتابیں اٹھا بازار میں بیچ آئے۔ اور آپ نے باپ کو لکھ بھیجا۔ ابا جان خوش ہو جیئے۔ اب میں لٹریچر کے ذریعہ اپنا آپ گذارہ کر سکتا ہوں ۔

۳۹۳

سکندر ایک شاعر سے ناراض ہوا۔ اسے قید کیا۔ اور مال اسکا اور شاعروں کو

تقسیم کردیا کسی نے سبب پوچھا سکندر نے جوابدیا۔ کہ مال ہی نے اس کا شاعروں کو اس لئے تقسیم کیا تاکہ یہ اپنے ہم پیشہ کی سفارش نہ کریں +

۳۹۴

ایک امیر صاحب کے پاس ایک مسخرا بیٹھا ہوا تھا کسی وجہ سے اس پر ناراض ہوکر کہا۔ تجھ میں اور گدھے میں کیا فرق ہے۔ مسخرے نے امیر صاحب کے اور اپنے درمیان کے فاصلہ کو جھٹ ناپ کر کہا "حضور تین بالشت کا +

۳۹۵

ایک شخص شراب کے نشہ میں سر راہ پڑا تھا کوتوالی کے سپاہی آ پہنچے۔ اور کہا کمبخت شخص اٹھ قید خانہ چل۔ اس نے کہا۔ کمبخت تم لوگ بڑے احمق معلوم ہوتے ہو۔ اگر میں چلنے کے قابل ہوتا۔ تو اپنے گھر نہ چلا جاتا۔ تمہارے ساتھ قید خانہ کیوں جاتا +

۳۹۶

ایک شخص نے اپنے دوست سے پوچھا۔ کئی دنوں کے بعد ملے ہو۔ کہاں گئے تھے۔ بولا۔ گیا گیا تھا۔ مگر دوست کی سمجھ میں نہ آیا۔ دو تین دفعہ کے تکرار کے بعد معلوم ہوا۔ کہ گیا جی کی جاترا کو گئے تھے +

۳۹۷

بیمہ کمپنی کا ایجنٹ جو لوگ تمہارے پیچھے آئیں گے۔ ان کے لئے بھی کوئی انتظام کر چلے ہو ہاں میں نے کتے کو دروازہ پر باندھ دیا ہے۔ اور نوکر کو یہ کہہ رکھا ہے کہ کوئی شخص میرے متعلق پوچھے۔ تو کہہ دینا۔ کہ وہ شہر سے باہر گیا ہوا ہے +

۳۹۸

ایک ہیڈ ماسٹر صاحب اردو نہیں جانتے تھے۔ انگریزی کا سبق پڑھاتے پڑھاتے کہیں رنگ لیڈر (رہنما) کا لفظ آگیا۔ لڑکوں نے اس لفظ کا مطلب پوچھا۔ اور آپ یوں سمجھانے لگے۔ فرض کرو۔ تم سب چھوٹے چھوٹے ہو۔ اور میں بڑا لڑکا۔ اور میں تمہارے آگے چلوں۔ تو میں تمہارا رنگ لیڈر ہوا +

۳۹۹

ایک معمولی درجہ کی خوبصورت عورت نے اپنی تصویر کھنچوائی۔ اتفاق سے تصویر نہایت خوبصورت اُتری۔ خوش خوش ہو کر اپنے شوہر کو دکھانے کے لئے لے گئی۔ اس نے دیکھتے ہی کہا۔ کیا اچھی تصویر ہے جس نے اصل کو مات کر دیا۔ اور اگر مجھ سے پوچھتی ہو۔ تو میں اصل سے نقل کو پسند کرتا ہوں۔

۴۰۰

ایک افیونی کا لوٹا گم ہو گیا۔ چور پکڑنے کی تدبیر کیا معقول سوچی۔ کہ چادر لپیٹ کر میدان میں لیٹ گئے۔ ایک ہاتھ باہر نکالا کہ لوٹی کی شکل بنجائے۔ اور خیال کیا۔ چور جس وقت لوٹا سمجھ کے اٹھائیگا۔ خواہ مخواہ پکڑ لیا جائیگا۔ چور بھی ایک ہی کھلی باز تھا۔ اس نے دور ہی سے ڈھیلا رسید کیا۔ آپ نے بھی ٹن کیا۔ آواز ہوئی۔ دوبارہ ڈھیلہ کھا کے پھر بھی وہی آواز نکلی۔ آخر چور نے آکر گردن پکڑ لی۔ تب حضرت فرمانے لگے چپ۔ چپ۔ یہاں گر ینے کی آواز ہوتی ہے۔

۴۰۱

ایک شخص کی ایک بخیل سے دوستی تھی۔ ایک دن اس نے بخیل سے کہا۔ کہ میں سفر کو جانیوالا ہوں۔ آپ اپنا چھلا مجھے نشانی دیجئے۔ تاکہ اس کو دیکھ کر آپ کو یاد کرتا رہونگا۔ بخیل نے جوابدیا۔ کہ اگر آپ مجھے یاد رکھنا چاہتے ہیں۔ تو جس وقت آپ اپنی خالی اُنگلی دیکھئے گا۔ مجھکو یاد فرمائیگا۔ کہ میں نے فلاں دوست سے انگوٹھی مانگی تھی۔ اس نے نہ دی۔

۴۰۲

انگرستان سے مشہور شاعر کا لڑکا بھی ویسا حاضر جواب نہ ہوتا۔ تو باپ پر پوت کی مثل ٹھیک نہ ہوتی۔ ایک دن اسی شاعر نے اپنے لڑکے کو کہا۔ کہ بیٹا اب تم جوان ہوئے کوئی بیوی اپنے واسطے پسند کرو۔ تاکہ آئندہ عمر آرام سے بسر ہو۔ حاضر جواب صاحبزادے نے جوابدیا۔ کہ قبلہ آپ فرماتے تو سچ ہیں۔ مگر یہ بھی تو فرمائیے۔ کہ کس کی بیوی پسند کروں۔

۴۰۳

کوئی مولوی صاحب کسی جاٹوں کے گاؤں میں پہنچے۔ روزے رکھوائے۔ نماز پڑھوائی شروع کی۔ ایک روز عشا کے وقت تراویح شریف کی۔ ایک جاٹ صاحب لٹے کسی جگہ سے پینے سجدے میں آ کر دم لیا۔ آپ کے سر پر ڈیڑھ من کی گٹھڑی تھی۔ نماز کے شوق میں نہ وضو کیا۔ نہ گٹھڑی سر پر سے اتاری۔ جھٹ امام صاحب کے پیچھے کانوں تک ہاتھ اٹھا ناف پر رکھ لئے۔ اب بوجھ سے گردن ٹوٹنے لگی۔ تو آپ سر پر سے گٹھڑی اتار کر مولوی سے کہتے ہیں دلے مولوی تو بھی اپنی ایسی تیسی کراوے۔ جو سارا قرآن نہ پڑھ ڈالے میں نے بھی اپنے سر سے گٹھڑی اتار رکھی ہے ۔

۴۰۴

ایک گنوار راہ میں شتر پر بار لیجا رہا تھا۔ ایک راہگیر شہری بھی اس کے ساتھ چولیا اور پوچھا۔ کہ ایک طرف کا بوجھ بڑا ہے۔ اور ایک کا چھوٹا۔ کیا لدا ہے۔ جواب دیا کہ ایک طرف گیہوں اور دوسری طرف ریتا۔ کہا یہ کس لئے۔ جواب دیا۔ گیہوں کے مقابل بوجھ پورا کرنے کے واسطے شہری نے نصیحت کی۔ کہ ریتا پھینک کر گیہوں دونوں طرف بانٹ دے۔ تو شتر سے بوجھ ہلکا ہو۔ گنوار نے پوچھا۔ تمہاری کتنی جائداد ہے۔ کہا یہی دو چار سو کی۔ گنوار سنتے ہی جھنجھلا کر بولا۔ کہ ایسی عقل کا مجھ پر سایہ پڑیگا۔ تو میرے ساتھ مت چل۔ کیونکہ میں دو چار ہزار کا مالک ہوں۔ کہیں تمہاری عقل میری چار ہزار کی عقل کو خراب نہ کرے ۔

۴۰۵

ایک ظریف بدقسمتی سے فاحشہ بیوی رکھتا تھا۔ ظریف کی بیوی اور اس کے آشنا نے مشورہ کیا۔ کہ ظریف کو امرتسر میں ایک کام کے بہانہ بھیجدیا جاوے۔ کیونکہ یہ باہمی ملاقات میں ہارج ہے۔ بیوی نے دو روٹیاں دیکر فرمائش کی۔ کہ آپ امرتسر تک ہو آئیے ظریف روانہ ہوئے۔ اور نظر بچا کر گھر ہی کے ایک کونے میں آن چھپے۔ موقع پر آشنا اور ظریف کی بیوی میں گفتگو شروع ہوئی (عورت) میں تمہاری نظروں میں

کیسی ہوں (آشنا) نورجہاں بیگم اوراسی طرح پھر آشنا صاحب نے اپنی حیثیت کی بابت سوال کیا۔ تو عورت نے جواب دیا۔ کہ آپ میری نظروں میں جہانگیر ہیں۔ یہ گفتگو سنکر عورت کا بدنصیب شوہر بھی کونے سے نکلکر باہر آکھڑا ہوگیا۔ اور بولا۔ کہ حسن اتفاق سے شہنشاہ اور شہنشاہ بیگم کمترین کے غریب خانہ پر رونق افروز ہیں ایک ایک چھوٹا سا مقدمہ انصاف کے واسطے میں بھی پیش کرنا چاہتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ فدوی کو چودھری صاحب کا حکم ہے۔ کہ امرتسر جاؤ۔ لیکن زادراہ صرف یہ دو روٹیاں ملی ہیں۔ کیا اس خرچ سے میں ۲۰۰ کوس کا سفر طے کرسکتا ہوں ✦

۲۰۴

ایک عیار کسی امیر کا ملازم ہوا۔ امیر نے اخروٹ بادام بازار سے منگائے۔ عیار مغز نکال کر راستہ میں چٹ کر گیا۔ اور چھلکے رومال میں باندھ کر امیر کے سامنے لایا۔ امیر بہت گرم ہوئے۔ عیار نے کہا۔ آپ تو غضب ہی ہوا حضور سے۔ چھلکا منگایا تھا مگر راستہ میں پھینک آیا ہوں۔ امیر اس کی سادگی پر بہت ہنسے اور کہنے لگے۔ ارے مردک لے میوہ کا مغز ہی کام کا تھا جسکو پھینک آیا۔ نوکر ہاتھ باندھ کر کہنے لگا۔ بہت خوب آئندہ احتیاط رکھوں گا۔ اور یوں ہی کرونگا۔ دوسرے دن آقا نے چھوہارے منگائے عیار نے پوست شیر باور کیا۔ اور گٹھلیاں آقا کے سامنے لے گیا۔ وہ دیکھکر برہم ہوئے نوکر نے عرض کیا۔ خداوندہی نے تو فرمایا تھا کہ میوے کا مغز کام کا ہوتا ہے غلام نے آپ کا حکم بجا لایا ہے۔ امیر بہت خفا ہوئے۔ تیسرے دن پیڑے منگوائے۔ دو روپیہ کے چار پیڑے ملے۔ دو انہوں نے راستہ میں نوش کیے۔ اور دو لیجا میاں کے سامنے رکھے۔ میاں دیکھتے ہی آگ بگولہ ہوکر بولے۔ دو پیڑے کہاں پھینک آیا۔ حاضر جواب نوکر نے کہا جی نہیں پھینکا حضور وہ میں کھا گیا۔ بس پھر کیا تھا۔ میاں جامہ سے باہر ہوکر کہنے لگے۔ او نمک حرام بتا تو سہی تو کیسے کھا گیا۔ نوکر نے وہ دونو پیڑے بھی جو امیر کے سامنے رکھے گئے تھے۔ جھٹ اٹھا کر کھا لیئے۔ اور کہنے لگا۔ جی ایسے کھا گیا۔ اور یہ کہکر سلام کرکے چلتا بنا ✦

۴۰۷

ایک لوہار حج کو جانے لگا۔ اس کے پاس ہزار من لوہا تھا۔ اس نے قاضی کے پاس وہ لوہا بطریق امانت رکھدیا۔ جب حج سے فراغت کرکے آیا۔ تو قاضی سے اپنا لوہا طلب کیا۔ قاضی صاحب نے فرمایا۔ کہ بھائی وہ لوہا تو چوہے کھا گئے۔ یہ سنکر وہ لوہار چپ ہو رہا اور کچھہ نہ بولا۔ بلکہ قاضی صاحب سے اپنا خلوص ظاہر کیا۔ اور کہا۔ کہ آفت ارضی و سماوی سے کیا چارہ۔ میری تقدیر میں نقصان لکھا تھا۔ یہ کہکر اپنے گھر کو چلا۔ وہاں پر قاضی صاحب کے لڑکے کو کھلائی لئے کھڑی تھی۔ اس نے پھر کے قاضی صاحب سے کہا۔ کہ میں مکہ سے ایک چھوٹی سی شال لایا ہوں۔ آپ کھلائی کو ساتھ کر دیجئے کہ میں وہ مرشدزادہ کی نذر کروں۔ قاضی صاحب کا لڑکا مچل گیا۔ کہ میں بھی چلونگا۔ الغرض اس کھلائی اور قاضی کے لڑکے کو لوہار اپنے ساتھ لیکر گھر میں آیا۔ لڑکے کے آگے کھلونے کھول دیئے۔ وہ کھیلنے لگا۔ اور کھلائی کو وہ ٹکے دیئے۔ کہ تو ٹڈھ ملیہ کے ستو اور دھیلے کا گڑ لا کر ۔۔۔ وہ گڑ ستو لینے گئی۔ اس نے لڑکے کو چھپا دیا۔ جب وہ آئی تو دیکھا۔ کہ لڑکا نہیں ہے۔ وہ بڑی پیٹتی پیٹتی گئی۔ اور سب حال قاضی صاحب سے بیان کیا۔ قاضی صاحب نے اُس لوہار کو عدالت میں طلب کیا اور فرمایا۔ کہ میرے لڑکے کو کون لے گیا ہے۔ اس نے بکمال عجز خاص عرض کیا۔ کہ حضور صاحبزادہ کو چیل اٹھا لے گئی۔ قاضی صاحب نے کہا۔ کہ ارے احمق کہیں چیل لڑکے کو اُٹھا لیجاتی ہے۔ لوہار نے کہا۔ کہ حضرت جب اس چودھویں صدی میں ہزار من لوہا چوہے کھا گئے۔ تو کیا ایک لڑکے کو چیل نہ لیجا سکیگی۔ قاضی صاحب ہنسے۔ اور کہا۔ کہ تو اپنا لوہا لے لے۔ اور لڑکا میرا لا دے۔ اس نے لوہا لے کے قاضی صاحب کے لڑکا کا سپرد کیا ۰

۴۰۸

ایک گاؤں میں جولاہے رہا کرتے تھے۔ اور اس گاؤں کو ہمیشہ پٹھان لوٹا کرتے تھے۔ ایک دن جولاہوں نے اتفاق کر کے اس گاؤں کو چھوڑ دیا۔ اتفاق

سے ایک جولاہا ان میں سے کچھ فارسی جانتا تھا۔ اس نے تمام قوم کو کہا۔ کہ تم خاطر جمع رکھو اب جس وقت پٹھان آگئے۔ تو میں پہاڑ سی (فارسی) مار کر بھگا دونگا۔ تم صبر کر کے بیٹھے رہو۔ غرضیکہ ان کا اطمینان کر دیا۔ تھوڑے دنوں کے بعد حسب عادت مستمرہ جب پٹھان لوٹنے آئے۔ تو تمام جولاہوں نے گھبرا کر فارسی خاں کو کہا۔ کہ خبردار ہو جاؤ۔ اس نے سب سے آگے نکل کر پٹھانوں کا مقابلہ کیا۔ اور ٹوٹی پھوٹی فارسی مارنی شروع کی۔ پٹھانوں نے کہا۔ کہ پہلے اس پر ہاتھ صاف کرو۔ یہ سوچ کر پٹھان اس کی طرف دوڑے آپ فرماتے ہیں۔ کہ فارسی شکست شد۔ پنڈا بہا جڑ شد ✤

۲۰۹

لکھنؤ کے نواب مرزا ضعیف الدولہ جیل نے ۷۰ برس کی عمر میں ریش و فش کیے معشوقہ پری تمثال گل حسن النسا بیگم سے شادی کی۔ اس وقت نواب صاحب کے دو صاحبزادے تیس و چالیس برس کے موجود تھے۔ ایک کا نام جوان الدولہ اور دوسرے کا نام میں بھولتا ہوں۔ ایک دن کا ذکر ہے۔ کہ مرزا ضعیف الدولہ محلسرائے میں بیٹھے ہوئے اپنی چہیتی نئی دلہن سے اختلاط کی باتیں کر رہے تھے۔ باتوں ہی باتوں میں بیگم صاحبہ نے کہا۔ کہ نواب میری خوش قسمتی ہے۔ کہ میں آپ کی لونڈیوں میں شمار ہوئی لیکن مجھکو اس امر کی سخت شکایت ہے۔ کہ آپ کے صاحبزادے مرزا جوان الدولہ مجھکو اماں کہکے نہیں پکارتے۔ نواب صاحب یہ سنکر بڑے غیظ میں آئے۔ اور ریش مقدس کو جنبش دیکر فرمانے لگے۔ بیگم! مرزا۔ مرزا! جوان ریش وہ مسخرا کیا ہوتا ہے۔ کہ تمہیں اماں نہ کہے ارے صاحب مرزا جوان کا باپ تمہیں اماں کہکر پکارے تو سہی ✤

۲۱۰

ایک ہندوستانی دن بھر کے سفر کا تھکا ماندہ جبکہ منزل پر پہنچا۔ تو سرائے کی ایک کوٹھڑی میں بستر اچھا کر لیٹ گیا۔ اور اپنے ہاتھ پاؤں دبانے لگا۔ اتنے میں ایک اور ہندوستانی مسافر بھی اسی کوٹھڑی میں بسر کرنے کو آگیا۔ چونکہ دلی کی جگہ چینا تپ رہا تھا۔ دوسرے نے پہلے سے پوچھا۔ صاحب کیا ہو رہا ہے۔ وہ بولا۔ نوکر ہے پاؤں

دبوا رہا ہوں۔ اتنے میں پہلے نے دوسرے سے کہا۔ کہ آپ کیا کھا رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ الائچی دانہ چبا رہے ہیں۔ اس نے کہا۔ کچھ ہم کو بھی دیجئے۔ وہ بولا۔ کہ نوکر جو آپ کے پاؤں دبا رہا ہے۔ اس کو بھیجکر منگوا لیجئے ؂

۴۱۱

ایک رئیس کی کوٹھی تعمیر ہو رہی تھی۔ اتفاق سے رئیس بھی ایک روز پہنچے احباب بھی ساتھ تھے۔ منحوس۔ کوڑی داتت سے پکڑتے تھے۔ اس سے معلوم ہو گیا صاحب ہیں کیسے چست تھے۔ دیکھا ایک جگہ مٹی ڈالی جاتی ہے۔ اور قریب اس کے بہت کیلیں پڑی ہیں۔ مہتمم تعمیر سے بچشم غضب کہا کیلوں پر مٹی کا انبار ہو جائیگا۔ تو پھر کیونکر نکلیں گی۔ مہتمم تعمیر نے دست بستہ جواب دیا یہاں چھپ جائیں گی تو حضور کے فرد حساب میں نکل آئیں گی۔ فرمائشی قہقہہ احباب نے لگایا۔ اور رئیس خفیف ہو گئے

۴۱۲

ایک رنڈی اپنی چھوٹی بہن کو ساتھ لئے لکھنؤ سے کانپور جا رہی تھی۔ ریل میں کسی ظریف سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ کہنے لگے بی صاحب کہاں چلیں؟ کہیں حضرت کے دشمن شیعہ تو نہیں کہ بار بار علیؓ کی یا حسین کی منتوں کی پروا کر رہی ہو۔ آپ منہ سے نہ بولیں مگر زبان سے اپنا نام تو بتائیں۔ رنڈی پہلے تو جھپی۔ مگر آپ جانتے ہیں ظریف بہادر ایک بگڑے دل ہیں۔۔۔ پیچھے پڑ جائیں۔ تو پیچھا چھڑانا مشکل ہے۔ بغیر جواب لئے کب رہتے تھے کہا کہ فدویہ کو حسن باندی کہتے ہیں۔ دوسرے مال کی طرف اشارہ کیا۔ کہ آپ کا نام؟ اس نے کہا حسین باندی یہ سنکر ظریف صاحب فرمانے کیا ہیں۔ کہیں آپ کی طرح تکلف نہ کرونگا۔ آپ میرا نام پوچھیں یا نہ پوچھیں مگر مجھکو غلام حسنین کہتے ہیں ؂

۴۱۳

ایک رنگھڑ کا ذکر ہے۔ کہ جبکہ بہت مفلس ہو گیا۔ تو گداگری شروع کی مگر ایسی ترکیب سے کہ ایک لاٹھی کے سرے پر بھیک مانگنے کا کشکول باندھ لیا۔ جو کوئی کچھ دیتا وہ لاٹھی کے آگے کرکے برتن میں لے لیتا جبکہ تھوڑے پیسے پھر اس کے دن پلٹے اور اپنے دوستوں

میں بیٹھا۔ تو ایک نے کہا۔ ارے تو کیا تو وہی تو نہیں۔ جو کل بھیک مانگ رہا تھا۔ ٹھگ نے
کہا۔ ارے ہم بھیک مانگتے تھے۔ یا لاٹھی کے زور سے لیتے تھے ۔

۴۱۴

ایک بخیل جس کو کافی ہوس میں کبھی کبھی جانیکا اتفاق ہو جاتا تھا۔ بیمار ہو گیا
تجویز سوچی۔ کہ آؤ آج اس ڈاکٹر سے جو کافی ہوس میں ملا کرتا ہے۔ وہاں ملیں اور
مفت میں کوئی نسخہ پوچھ لیں۔ جب وہاں پہنچے۔ تو اتفاق سے انہیں ڈاکٹر کے پاس
بیٹھنے کو جگہ ملی۔ آپ نے۔ مخاطب ہو کر پہلے اپنا حال کہا۔ اور پھر پوچھا کہ ڈاکٹر صاحب آپ
نے حال تو سن لیا۔ اب آپ اپنی رائے دیجئے۔ کہ مجھ کو کیا کرنا چاہئے۔ ڈاکٹر نے بڑی
متانت سے جواب دیا۔ ہاں میں آپ کو بتلائے دیتا ہوں۔ آپ کسی ڈاکٹر کو گھر بلوا لیجئے
اور نسخہ لکھوا لیجئے ۔

۴۱۵

کہتے ہیں۔ شہنشاہ جہانگیر ابھی بچہ ہی تھا۔ کہ ایک روز دو کبوتر ہاتھوں میں لئے ہوئے
ایک باغ میں آ گیا۔ کہ جہاں نورجہاں بیگم جو کہ اس زمانہ میں ایک لڑکی ہی تھی کھیل رہی
تھی شہزادہ سلیم نے نورجہاں بیگم کو کہا۔ کہ ہمارے کبوتر پکڑ لو۔ اور آپ ایک کوا اڑتے
ہوئے کبوتر دیکھنے کے لئے درخت پر چڑھ گیا۔ جب شہزادہ نیچے اترا۔ تو اتنے میں نورجہاں
کے ہاتھ سے ایک کبوتر اڑ گیا تھا۔ پوچھا۔ کہ ہمارا دوسرا کبوتر کیا ہوا۔ نورجہاں نے کہا قبلہ
عالم اڑ گیا ہے۔ شہزادہ نے پوچھا۔ وہ کس طرح اس پر لڑکی نے نہایت سادگی سے وہ
بھی کبوتر ہاتھ سے چھوڑ دیا۔ اور کہا اس طرح کہتے ہیں۔ کہ یہی ادا تھی جس پر جہانگیر
عمر بھر کے لئے نورجہاں بیگم کا شیدا ہو گیا ۔

۴۱۶

ایک شخص نے ایک پیر صاحب سے کہا۔ کہ جناب آپ کے فلاں مرید کی منگنی ہو گئی
ہے۔ پیر صاحب نے فرمایا۔ کہ وہ آج کے دن سے ہم سے تو گیا۔ پھر کچھ مدت کے بعد شخص
خبر لایا۔ کہ حضور آج اس مرید کی شادی بھی ہو گئی ہے۔ پیر صاحب نے فرمایا۔ کہ پھر تو وہ

ماں باپ سے بھی گذرا ہوا کچھ مدت کے بعد خبر ملی۔ کہ پیر صاحب آپ کے اسی مرید کے آج لڑکا تولد ہوا ہے۔ وہ بولا۔ کہ سسر آج اپنے آپ سے بھی گیا۔

۴۱۷

کسی فوجی کپتان کو ایک گھوڑے کی ضرورت ہوئی۔ منڈی میں جاکر ایک خوبصورت گھوڑا پسند کیا۔ اور خرید کیا۔ بعد خریدنے کے پہلے مالک سے دریافت کیا۔ لو بھئی اب یہ گھوڑا میرا اور میں اس کا مالک ہو چکا۔ اب تم سچ سچ کہدو۔ کہ اس میں کوئی نقص تو نہیں ہے۔ اور اگر کوئی ہے۔ تو وہ کیا ہے۔ سوداگر نے کہا بتلائیے کہ اس گھوڑے سے کیا کام لیجئے گا۔ اور کہاں لیجائیگا۔ کپتان نے کہا۔ سمندر کا سفر ہوگا۔ اور خشکی پر سواری کے کام آئیگا۔ سوداگر بولا۔ ہاں یہی تو میں بھی کہتا ہوں۔ کیونکہ یہ سمندر میں خوب جائیگا ورنہ زمین کا سفر تو ایک قدم بھی طے نہیں کرسکتا۔ ورنہ میں تمہارے ہاتھ کبھی فروخت نہ کرتا۔

۴۱۸

ایک یک چشم نے کسی سے پوچھا۔ کہ بھینگے کیا مبالغہ ہوتی ہے یا نہیں اس نے کہا۔ احمق تجھکو کیا بتلایا ہو گیا۔ ان دونوں کے پیچھے ایک ظریف بھی لگے ہوئے تھے۔ انہوں نے ان کانے صاحب سے کہا۔ کہ یہ تمہارا قصور نہیں۔ تمہاری ایک آنکھ کا قصور ہے۔

۴۱۹

سوتیا ڈاہ کی ایک عجیب مثال ہے۔ کہ ایک جوان عورت کا خاوند مرگیا۔ کئی روز تک اسے نہایت رنج رہا۔ ایک روز اس کی سہیلی اوسے روتے دیکھکر تشفی دینے لگی۔ بہن صبر سے۔ آخر جو ہونا تھا۔ وہ تو ہو گیا۔ اب کیا ساری عمر روتی رہوگی۔ اور کس کے لئے روتی ہو۔ اس کے لئے جو آجکل ماتیں کسی اور جگہ گذار رہا ہو؟ اس آخری فقرہ سے تو دلہن بیوہ کو تسلی اور بہت تسکین ہوئی۔ اور اسی وقت آنسو پونچھ ڈالے۔

۴۲۰

جہاز پر ایک حبشی نے لیڈی کو اُٹھا کر لیجانا چاہا۔ اور کہا۔ کہ آپ کو خود اوپر جاتے ہوئے تکلیف ہوگی۔ میں آرام سے لیجاؤنگا۔ لیڈی نے مسکرا کر کہا نہیں تمہیں تکلیف ہوگی۔ میں سمجھتی ہوں۔ کہ میرا جسم کسی قدر بھاری ہے۔ حبشی نے سادہ پن سے جواب دیا۔ نہیں میڈم میں نے بڑے بڑے پیپے شراب کے اُٹھائے ہیں اور خوب مشق کرلی ہے۔ آپ کے آپنے میں آنکھیں بند کرکے سمجھ لونگا کہ یہ اسی مشق میں سے ایک کثرت ہے +

۴۲۱

ایک دیہاتی نوکر لڑکی اپنے مالک کی اس طرح تعریف کرتی ہے۔ وہ تو ایسے دولتمند ہیں۔ کہ ان کے تمام خاصیلے لٹے سے رنگے ہی ریشمی ہیں +

۴۲۲

ایک چھوٹا بچہ۔ کیا تمہاری بڑی بہن کی شادی ٹھہر گئی ہے۔ دوسرا۔ نہیں شادی کی تجویز ہو رہی ہے۔ چھوٹا بچہ۔ تم کس طرح جانتے ہو۔ دوسرا۔ کیونکہ وہ مجھے ہر شام ایک پیسہ دیتی ہیں۔ تاکہ میں صحن ہی میں ٹھہروں۔ اور اندر نہ جاؤں +

۴۲۳

ایک نوجوان نے اپنی محبوبہ کو ایک چٹھی لکھی۔ اور اس میں ایک شعر لکھدیا جسکا پہلا جملہ یہ تھا: "دل میں آہیں شراروں کا کام دیتی ہیں" اتفاق سے وہ خط نوجوان محبوبہ کے باپ کے ہاتھ آگیا۔ جو ایک ڈاکٹر تھا۔ اس نے خط پڑھتے ہی حیران ہو کر کہا۔ کہ یہ کیسے جاہل آدمی کا خط ہے۔ جس کو یہ بھی معلوم نہیں۔ کہ آہ دل میں نہیں ہوتی۔ بلکہ ششش سے نکلتی ہے۔ یہ میری بیٹی کے لائق نہیں ہے +

۴۲۴

دوست۔ میں امید کرتا ہوں۔ آپ کو میرے چرٹ پینے پر اعتراض نہ ہوگا +

پادری۔ صاحب! ہاں اگر آپ کو میرے پیار کرنے میں کچھ عذر نہ ہوگا +

۴۲۵

صاحب خانہ:۔ دیکھو بیٹی چھوٹی بہن کو منع کرو۔ یہ باجا بجانے کا آدھی رات کونسا وقت ہے۔

لڑکی: نہیں پاپا یہ چھوٹی بہن نہیں۔ یہ تو ننھی ماں خراٹے مار رہی ہے۔

۴۲۶

ایک میم صاحبہ کی سہیلی شام کو ملاقات کے لیے آئی۔ تو صاحب خانہ نے حیران ہو کر کہا۔ دیکھو بوا۔ آج چھوٹی لڑکی ایک پیسہ نگل گئی ہے۔ اور ہم لوگ سخت حیران ہیں۔ سہیلی نے پوچھا جلدی ہی کوئی علاج ذہن میں آیا۔ مگر [illegible] ایک پیسہ ہی بہا کوئی بات ہے۔ [illegible]

۴۲۷

تعلیم یافتہ لڑکی:۔ کیا ایڈیٹر صاحب تشریف رکھتے ہیں۔ **چپڑاسی**۔ ہاں۔

لڑکی: اور کیا چیف ایڈیٹر بھی ہیں۔ **چپڑاسی**: ہاں۔ **لڑکی**۔ تو ان میں "ہم" کون ہے (دیکھو نا قاعدہ ہے۔ کہ جو شخص ایڈیٹر ہوتا ہے۔ وہ ہمیشہ اپنے آپ کو میں نہیں بلکہ ہم لکھتا ہے)

۴۲۸

جب ایک عاشق (شخص) خطوط اپنی محبوبہ کو لکھتا ہے۔ تو وہ سمجھتا ہے۔ کہ شاید اس سے اچھا کوئی کسی نے نہ لکھا ہو گا۔ مگر جب وہ مقدمہ پیدا ہوتا ہے۔ اور کسی عدالت میں پڑھا جاتا ہے۔ تو پھر اور ہی لطف ہوتا ہے۔

۴۲۹

ایک مرتبہ ایک امریکہ کے ریل کے اسٹیشن پر یہ اشتہار لگا ہوا تھا۔ کہ انجینیروں اور ڈرائیوروں کو متنبہ رہنا چاہئے۔ آج سے بعد جب دو ریلیں۔ ایک ہی وقت میں مختلف اطراف سے دو جدا جدا سڑکوں پر آویں۔ تو دونوں بالکل ٹھہر جاویں۔ جب تک کہ ایک دوسرے کے پاس سے نہ گزر جاوے۔

۴۳۰

مسٹر براون۔ سنا ہے۔ کہ تمہارے کنبہ میں کچھ اور ترقی ہوئی ہے مسٹر براون (غمناک لہجہ میں) "بیگم صاحبہ ضرب کے حساب سے یعنی توام بچے ہیں +

۴۳۱

ایک صاحب ایک روز مچھلیاں بیچنے والے کی دوکان پر مچھلی کی خرید کا حساب کرنے گئے۔ آپ کو مچھلی کھانے کا تو بہت بڑا شوق تھا۔ اور آپ کو اپنی دیانتداری کی تعریف کرنے کا بھی بڑا بڑا فخر تھا۔ باتوں باتوں میں دوکاندار کی نظر بچا کر ایک مچھلی اٹھا کر کوٹ کے دامن کے نیچے چھپالی۔ اور دوکاندار کی طرف دیکھ کر کہنے لگے۔ آپ جانتے ہیں میں آپ کا حساب ہمیشہ فوراً ہی [illegible] دیا کرتا ہوں۔ دوکاندار۔ صاحب بجا ہے مجھے آپ سے کوئی شکایت [illegible] اور میرا تو ہمیشہ سے یہی قول ہے کہ دیانتداری بہت عمدہ حکمت ہے۔ [illegible] دوکاندار نے دیکھ لیا تھا کہ اس کے کوٹ کے نیچے ایک مچھلی ہے [illegible] دوکاندار نے آواز دی کہ ایک بات اور سنتے جائیے [illegible] ایک میری نصیحت یاد رکھیے دیانتداری بیشک عمدہ حکمت ہے [illegible] جب آپ دوکان پر آیا کریں۔ تو کوٹ لمبا پہنکر آیا کریں۔ اور یا مچھلی چھوٹی چھپایا کریں +

۴۳۲

گاہک۔ ایک نوجوان لیڈی جس کے پاس دس ہزار پونڈ نقد ہیں۔ اور جس سے تم نے میری سفارش کی تھی۔ میں تو اس سے شادی کرنیوالا تھا "دلال" لیکن پھر تم نے کیوں نہ کی؟ گاہک "اس لئے کہ مجھ کو معلوم ہوگیا کہ اس کو فالج کی کسر ہے" دلال "لیکن اگر تم کو ایسی عورت چاہئے۔ جو پہاڑوں پر چڑھ جایا کرے۔ یا دوڑیں جیتا کرے تو تم کو پہلے ہی کہہ دینا چاہئے تھا +

۴۳۳

ایک دفعہ ایک جہاز میں اثنائے سفر میں ایک سیٹھ جو جہاز کی راستے لکھنے کی کتاب

پر متعین تھا شراب پی کر بیہوش ہو گیا۔ چونکہ اس سے پہلے ایسا قصور سرزد نہیں ہوا تھا کپتان جہاز نے اس کو معاف کر دیا۔ اور اس روز سے کتاب اپنے پاس رکھی اور اس میں لکھدیا۔ کہ آج فلاں میٹ نے شراب پی تھی۔ دوسرے روز جب میٹ نے کتاب میں یہ تحریر دیکھی۔ تو کپتان سے عذر کیا۔ کہ آپ اس کو مٹا دیں۔ کپتان نے کہا "کیا یہ سچ نہیں۔ اور جو سچ ہے۔ تو اس کو مٹانے کی حاجت نہیں۔ دوسرے دن کپتان نے وہی کتاب دیکھی۔ تو اس پر درج تھا۔ کہ "آج کپتان نے شراب نہیں پی" کپتان یہ دیکھتے ہی خشمناک ہو کر میٹ سے پوچھنے لگا۔ کہ تم نے یہ کیا لکھا ہے اس نے جواب دیا۔ کہ ٹھیک تو ہے" کپتان نے کہا۔ کہ کیا میں اس دن کے سوا باقی دنوں میں پیا کرتا ہوں میٹ نے کہا۔ نہیں۔ مگر یہ کیا سچ نہیں ہے جو میں نے لکھا ہے۔ کپتان صاحب نے خفیف ہو کر دونوں تحریریں کاٹ دیں۔

۴۳۴

ایک افیونی صاحب گھوڑے پر سوار ہونے کی غرض سے سڑک کے کنارے ایک دکان سے لگ کر کھڑے اونگھ رہے تھے۔ کہ گاڑی آئی۔ اور پاس سے ہو کر گذر چلی چرچرانے پر آپ چونکے۔ تو دوڑے اس کے پیچھے۔ گاڑی یہ جا وہ جا چلی گئی۔ اور آپ ہیں کہ پکارتے ہوئے دوڑے جاتے ہیں "روکو۔ روکو۔ بالدہوں۔ بالدہوں" اتفاقاً ادہر سے دوسری گاڑی آ رہی تھی۔ آپ سمجھے۔ کہ وہی گاڑی لوٹ کر آئی۔ خوش ہو کر ہاتھ کا اشارہ کیا۔ گاڑی رک گئی۔ اور حضرت سوار ہو گئے۔ بینچ پر بیٹھنے کے ساتھ ہی پھر اونگھ گئے۔ جانے عدالت پہنچ گئے۔ گھر میں بی بی نے پوچھا "میاں تم عدالت گئے تھے اتنا سویرے کیونکر لوٹ آئے۔ کیا آج گواہی دینے کی نوبت نہیں آئی"۔ تو آپ سر اٹھا کر فرماتے ہیں "خدا وند ہم اس مقدمہ میں کچھ نہیں جانتے" بی بی نے دو ہتڑ مار کر کہا "موئے اب بھی تو چونک کوئی دم میں وارنٹ آئیگا"۔

۴۳۵

ایک کتب فروش نے ایک مشہور مصنف کو خط لکھا۔ کہ میرے پاس آپ کے متعلق

چند خطوط مختلف مقامات سے آئے پڑے ہیں جن میں آپ کی شکایت لکھی ہوئی ہے اگر آپ صرف ایک سو روپیہ بھیجدیں۔ تو میں یہ خط آپ کے حوالہ کر دونگا۔ مصنف صاحب نے لکھا۔ کہ میرے پاس اس سے بھی زیادہ اس قسم کے پڑے ہیں جو تم مجھکو پچاس روپیہ ہی دیدو۔ تو میں یہ سب خط تمہارے پاس بھیجدونگا ❖

۴۳۶

ڈاکٹر۔ بیگم تمہارے شوہر کو شکایت کیا ہے؟ کیا کوئی مزمن مرض ہے؟ ہاں جناب گزشتہ ۳۵ سال میں میں نے اس کو کبھی خوش ہو کر کھانا کھاتے نہیں دیکھا ❖

۴۳۷

ریل بالکل چلنے کو تیار تھی۔ تمام کھڑکیاں بند ہو چکی تھیں۔ اور سیٹی مار رہی تھی۔ کہ ایک بھاری بھرکم لیڈی دوڑتی ہانپتی ہوئی گاڑی تک پہنچیں۔ گارڈ نے جلدی سے کھڑکی کھولدی۔ اور بھاری لیڈی کو گاڑی میں دھکا دیکر اندر کر دیا۔ ریل چلدی اور گارڈ ٹکٹ دیکھتا ہوا اس کمرہ میں آیا۔ کہ جس میں وہی لیڈی بیٹھی ہوئی ابھی ہانپ رہی تھی وہ بولی۔

"میں صرف چاہتی تھی ❖

"کچھ ڈر نہیں۔ تم سوار ہونا چاہتی تھیں۔ سو خیر و عافیت سے سوار ہو گئیں"

"نہیں" ۔۔ "میں صرف یہ" ۔۔"

"مہربانی کر کے اپنا ٹکٹ دکھایئے"

"ہاں۔ لیکن میں صرف یہ چٹھی لیٹر بکس میں ڈالنا چاہتی تھی۔ میں ریل میں سوار ہونے کو نہیں آئی تھی ❖

۴۳۸

وکیل صاحب۔ اگر کوئی آج شام کو مجھے پوچھنے آئے۔ تو کہدینا۔ کہ مجھے ایک نہایت ضروری کام پر بلایا گیا تھا ❖

نوکر۔ بہت بہتر جناب۔

آدھ گھنٹہ بعد ایک اجنبی نے آکر دریافت کیا۔ کہ وکیل صاحب گھر میں ہیں؟
نوکر (اندر سے) نہیں صاحب آج ان کو کرکٹ کھیلنے کے لئے ایک نہایت ضروری کام پر بلایا گیا تھا۔

۴۳۹

دوست نا ہے۔ دوست تم ایک ورزش کلب کے ممبر ہو گئے ہو۔ تمہارے جیسے آدمی کے لئے واقعی یہ عجیب بات ہے۔ جو کہ سو قدم جانا ہو۔ تو سواری کے سوا نہیں جا سکتا۔

دوسرا دوست یہی تو وجہ ہے۔ میں اسی لئے ہمیشہ طاقت بچاتا رہتا ہوں اور پیادہ چل کر اسے بے فائدہ ضائع نہیں کرتا۔

۴۴۰

ایک آدمی کا ذکر ہے۔ کہ وہ نہایت مودب اور تہذیب والا آدمی تھا۔ ایک مرتبہ دریائے سندھ کشتی میں عبور کر رہا تھا۔ کشتی ڈوبنے لگی جب گردن تک پانی میں غرق ہو چکا تو اس نے نہایت گھبراہٹ کے درمیان نہایت ادب سے ٹوپی اتار کر کہا جنٹلمین اور لیڈی صاحبان میں امید کرتا ہوں۔ کہ آپ لوگ میری یہ حرکت معاف فرمائیں گے۔ اور ڈوب گیا۔

۴۴۱

دیکھو وہ سامنے نوجوان باپ اپنے معصوم چلاتے ہوئے بچے کو کس لیاقت سے چپ کرا رہا ہے۔ جو تم دس منٹ تک دیکھو۔ تو قائل ہو جاؤ۔ کہ یہ نوجوان اس مصیبت میں نہ پھنستا۔ تو فلاسفر موجد ہو جاتا۔

۴۴۲

سکھوں نے مہاراجہ رنجیت سنگھ سے کہا۔ کہ برہمن آپ کا سنکلپ کیا ہوا زمین بیچ دیتے ہیں۔ ہم کو دیجئے۔ ہم لیا کریں گے۔ سرکار نے تو اب ہی کیا جب اُن کو خبر ہوئی۔ تو برہمنوں نے عرض کی کہ مہاراج ہم جل سنکلپ پا تھو سی (زمین) پر ڈالتے

تھے۔ اور وہ دنیا سے دور آخرت چھوڑ کر بہنا چاہتا تھا۔ یہ لوگ پی کر پیشاب کے راستے بہا دیتے ہیں۔ دان کا پھل اڑ جاتا ہے +

۴۴۳

ایک دفعہ بیمار اکالیے سکھوں نے کچھ لوٹ مار کا مال جمع کیا۔ تو وہ آپس میں تقسیم کرنے لگے۔ وہ سب حساب سے مطلق ناآشنا تھے۔ آخر ایک منشی کو تلاش کر کے جنگل میں لے گئے۔ اور چونکہ شبہ ہوا تھا۔ کہ یہ پڑھے لکھے منشی لوگ ایسے چالاک ہوتے ہیں کہ ہر طرح سے حساب میں سے کچھ نہ کچھ اڑا لیتے ہیں۔ منشی صاحب کو درخت پر چڑھا کر نیچے روپے بکھیر دیئے۔ اور اس سے حساب پوچھنے لگے۔ اس نے کہا سات اور بارہ اُنیس اور چودہ تینتیس ہاتھ آئے تین ماتو رو گئے۔ کہ اس نے تین روپے ہاتھ میں کسی طرح لے لئے ہیں۔ اس کو مار کر نیچے اتارا۔ اور جامے کی تلاشی لی۔ تو اس کی گرہ سے فقط آٹین روپے نکل آئے۔ اس کو مار ڈالا۔ اور کہا۔ کہ دیکھا۔ یہ قلم قصائی کیسے ہوتے ہیں درخت پر بیٹھے ہی تین روپے اڑا لئے +

۴۴۴

ایک دہقان کے یہاں لڑکا پیدا ہوا۔ وہ مولوی صاحب کے پاس جا کر پوچھنے لگا حضرت آپ کے کا ہم کا نام کیا رکھا جائے؟ مولوی صاحب نے پوچھا۔ اسے تیرے باپ کا کیا نام تھا۔ جی بیلا نام تھا۔ اور تیرا نام ؟ جی گھیلا ہے ۔ تو مولوی صاحب نے فرمایا کہ اب مناسب ہے۔ کہ تو اپنے بیٹے کا نام سور رکھ لے۔ کیونکہ جہاں بیلا (رکھا) ہی ہو۔ اور گھیلا (بالہم) ہی وہاں سور ہی کا لزام ہوگا +

۴۴۵

ایک میراسی کے گھر میں میراسی مہمان آیا۔ میراسی کی عورت نے بڑے بیٹے کو کہا۔ کہ بوٹا حقہ لے آؤ۔ دوسرے کو کہا گلاب تباکو بھر جاؤ۔ تیسرے کو کہا۔ بیٹا جاسن۔ آگ لاؤ۔ مہمان نے سوچکر اس کی بیٹی کو کہا جی بی چنبیلی پانی تو پلاؤ +

۴۴۶

دلی میں ایک زمانہ میں بادشاہ کی طرف سے حکم ملا۔ کہ فلاں ذات کے لوگ قبریں مفت کھودا کریں۔ ان لوگوں کو بہت تکلیف ہوئی۔ چنانچہ ایک مرتبہ انہوں نے یکبارگی تین چار سو قبریں کھود کر مشہور کر دیا۔ کہ بادشاہ کا انتقال ہوگیا۔ یہ خبر بادشاہ تک پہنچی۔ اور ان کی بیگار معاف کر دی ۔

۴۴۷

ایک سردار صاحب کے یہاں ایک کم لیاقت آدمی منشی کے عہدہ پر ملازم تھا۔ ایک مرتبہ ایک اچھا تعلیم یافتہ آدمی بھی اُدھر آ نکلا۔ تو اس نے اپنی لیاقت کے بھروسہ پر منشی کے لئے درخواست دی۔ سردار صاحب نے اگلے منشی کو نکال کر اسی کو رکھ لیا۔ سردار صاحب کا نام تھا کریم بخش۔ اس طرح نیا منشی لکھا کرتا تھا۔ پہلے منشی نے ایک مرتبہ آکر عرض کی۔ کہ آپ اتنے بڑے سردار ہیں۔ مگر آپ کا منشی آپ کا نام بھی چھوٹے (ک) سے لکھتا ہے۔ بڑے ق سے کیوں نہیں لکھتا۔ سردار صاحب نے خفا ہو کر حکم دیا۔ کہ اس کو نکال دو۔ کیا اس نے ہم کو ایسا چھوٹا آدمی سمجھ رکھا ہے۔ اس بیچارے نے بہتیرے معقول پیش کئے۔ مگر وہاں سنتا ہی کون تھا۔

۴۴۸

ایک مرتبہ سکھا شاہی کے دنوں میں اکالی سردار منشیوں پر خفا ہو گئے۔ تو حکم دیا۔ کہ یہ پڑھے لکھے لوگ بڑے شرارتی ہیں۔ ان سب کو قید کر لو۔ ایک مشیر باتدبیر نے عرض کیا حضور منشیوں کو اب تک قید کرتے رہیں گے جبکہ یہ لوگ پیچھے سے اور لوگوں کو پڑھا کر منشی بنا دیا کریں گے۔ حکم دیا۔ اچھا تمام ملانے بھی قید کر لئے جائیں۔ چلو چھٹی ہوئی۔

۴۴۹

لڑکی کی ساس نے پوچھا۔ کہ ہم پر وہ بہت ہی کچھ۔ لڑکے کیا خبر۔ تو بولے ایسے دن بھی ہو لئے۔ پوچھا شوخی تو نہیں کرتا۔ کہا بلکہ بڑا غریب بلکہ منہ میں زبان نہیں پوچھا

حیا والا ہے۔ کہا کبھی کو آج تک آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھا۔ پوچھا پہرے لینے کی عادت تو
نہیں۔ کہا کبھی اپنے گھر سے قدم باہر نہیں رکھا۔ پوچھا کہ وہ بہری تو نہیں۔ کہا اس
کے پاس خواہ ڈھول بجاؤ۔ بیچارہ سنتا ہی نہیں (تو گویا گونگا۔ بہرا۔ لنگڑا سب کچھ
ہی ہوا) *

۴۵۰

ایک مسخرے نے دعا مانگی۔ کہ یا اللہ جو آج مجھکو کہیں سے ایک روپیہ دلوا دیجئے
تو آٹھ آنے تیرے نام پر دونگا۔ اتفاقاً اسی روز کسی امیر سے اس کو ایک روپیہ مل گیا
مگر وہ آٹھ آنہ کا نکلا۔ اب ایفائے وعدہ کرنا مشکل تھا۔ ہنسکر بولا۔ کہ واہ رے مولا
مجھ پر اتنا اعتبار نہ کیا۔ کہ اپنا حصہ پہلے ہی نکال لیا *

۴۵۱

ایک حاملہ لڑکی نے اپنی ماں کو کہا۔ کہ ماں میں نے کبھی کسی عورت کو بچہ جنتے
نہیں دیکھا۔ جب میرے بچہ پیدا ہوگا۔ تو مجھے جگا دینا۔ ماں نے کہا۔ تو محلہ والوں کو خود
جگا دے گی *

۴۵۲

ایک دیہاتی ہندو زمیندار کو ایک دفعہ سرادھوں کے ایام میں خیال آیا۔ کہ سب
لوگ اپنے بڑوں کی سرادھ کرتے ہیں۔ اور برہمنوں کو جماتے ہیں۔ آؤ آج ہم بھی ایک
چھوٹا سا غریبانہ سرادھ اپنی ماں کا کرا دیں۔ دل میں یہ کہکر مصری جی کے گھر پہونچا۔ اور
ان کو کہہ آیا۔ کہ کل صبح ہمارے گھر میں سرادھ ہے یعنی چھوٹا سا غریبانہ سرادھ ہے
آپ تشریف لائیں۔ دوسرے روز پنڈت جی وقت معین پر آموجود ہوئے۔ دہقان نے
ما حضر حاضر کیا۔ پنڈت جی نے پیٹ بھر کر کھایا۔ بلکہ بھوک سے زیادہ کھایا۔ اور اب وہ
معمولی پنڈدان کی رسم شروع ہوئی۔ پنڈت جی نے دہقان کو سمجھا لیا۔ کہ جو کچھ میں کہونگا
وہی تم نے بھی کہتے جانا۔ آخر پنڈت نے کہا "اچھا بولو" وہ بولا "اچھا بولو" پنڈت
"یہ کیا بکتا ہے" جاٹ "یہ کیا بکتا ہے" پنڈت "ارے تیری ایسی تیسی" ہم سے جاٹ

ارے تیری ایسی تیسی ہم سے بولتے ہیں پنڈت جی نے آگ بگولے ہوکر ایک چپت جمائی جاٹ نے بھی ترکی بترکی جواب دیا۔ آخر پنڈت جی لپٹ گئے۔ اور جاٹ بھی لپٹ گیا چونکہ وہ تو اپنی طرف سے سچے دل سے سرادھ کی عبادت اور رسم رسومات ادا کر رہا تھا چونکہ وہ پنڈت جی سے مضبوط تھا۔ اس نے ان کو خوب پیٹا۔ اتنے میں پنڈت جی کو خیال آیا۔ اوہو یہ تو جاہل ہے۔ جو میں کرتا ہوں۔ وہی کرتا ہے۔ آخر پنڈت جی نے کہا: "اب بس کرو" اس نے بھی وہی گنبد کی سی آواز کہدی "اب بس کرو" پنڈت اپنے کئے پر پشیمان ہوا۔ اور جاٹ نے کھڑے ہوکر پوچھا۔ کہ "مہاراج یہاں تو ایک چھوٹی سی سرادھ تھی۔ جہاں دولتمند لوگوں کے بڑے بڑے سرادھ ہوتے ہیں۔ وہاں تو خون کی ندیاں بہتی ہونگی"

۴۵۳

ایک آوارہ "پیر مرد تھے" میری آواز جاتی رہی ہے۔ اور اب کام نہیں کر سکتا پیر مرد شریف۔ کیا تم گویے تھے۔ جو آواز کے جاتے رہنے سے تمہارا کام بھی جاتا رہا نہیں جناب میں مچھلی بیچا کرتا تھا

۴۵۴

ایک فرانسیسی جنرل ماریو نامی ایک مرتبہ اضلاع متحدہ میں گیا۔ تو اس کے دوست اس کو ایک تماشا گاہ میں لے گئے۔ ایک گیت گایا جاتا تھا۔ کہ جس کے آخیر میں ہر مرتبہ "تومورو" (صبح) "ٹومورو" (صبح) دو دفعہ آتا تھا۔ جہاں ایک گیت گایا جاتا سمجھا۔ کہ میری کچھ تعریف ہو رہی ہے۔ ہر دفعہ جو گانے والے ٹومورو کہتے یہ اٹھکر تسلیم کرتے۔ کہ جس سے دیکھنے والوں میں عجیب ہنسی بلند ہوئی

۴۵۵

دوکان کا مالک (اپنے محرر سے مخاطب ہوکر) "دیکھو جی تمہارا چہرہ ہمیشہ برہم رہتا ہے یا ایسی ترشروئی سے تو تمام گاہک ہماری دوکان پر آنا چھوڑ دینگے

محرر "جناب معاف رکھئے۔ خندہ پیشانی ہونے کے لئے مجھے تنخواہ کا بقایا دلوا

ہے۔ کیونکہ قرضخواہوں نے مجھے تنگ کر رکھا ہے"۔

۴۵۶

صاحب "آپ کے قہوہ میں ایک اچھی صفت ہے۔ اور ایک بری ہے" جناب یہ کس طرح ہو سکتا ہے"؟ قہوہ خانہ کے مہتمم نے کہا۔

"اچھی تو اس لئے کہ اس میں کھوٹ (ملاپ) نہیں ہے۔ اور بری اس لئے کہ اس میں قہوہ بھی نہیں ہے۔"

۴۵۷

نوجوان تاجر "میں آپ سے اس قدر محبت رکھتا ہوں۔ اور آپ کی اس قدر عزت کرتا ہوں۔ کہ اگر میرے ہاتھ میں ہوتا۔ تو گولکنڈہ کی تمام کانیں تمہارے ہاتھ میں دیدیتا"۔

نوجوان لیڈی "اچھا ہے۔ کہ آپ کے اختیار میں نہیں۔ ورنہ میرے ہاتھ اتنے بڑے نہیں۔ کہ ان میں اتنی کانیں سما سکیں"۔

۴۵۸

جرمنی میں ہمبولٹ ایک بڑا مشہور محقق گذرا ہے۔ اس سے ایک مرتبہ ایک شخص نے سوال کیا "گرین لینڈ میں آپ نے اکثر لوگوں کو سو سال کی عمر میں دیکھا ہے۔ اور ابھی وہاں کوئی ڈاکٹر نہیں ہے۔ کیا یہ بات عجیب نہیں"؟

ہمبولٹ نے جواب دیا۔ "ہمارے یہاں کئی سو ڈاکٹر ہیں۔ اور تاہم کئی شخص بمشکل سو سال کی عمر تک پہنچ جاتے ہیں۔ کیا یہ اس سے بھی زیادہ عجیب بات نہیں"؟

۴۵۹

ٹریفک منیجر "تم نے انجن ڈرائیور کی آسامی کے لئے درخواست کی ہے۔ تم انجن تو چلا سکتے ہوگے"؟

امیدوار "ہاں جناب۔ میں امید کرتا ہوں۔ میں بیس سال سے [illegible]

رہا ہوں۔ اور بڑے بڑے سرکش گھوڑوں کو چلایا ہے ✤

۲۷۰۔

حامد ہم نے کل رات ایک بھانمتی کا تماشہ دیکھا تھا۔ جو ایک ہی بوتل سے دو قسم کی شراب نکال لیتا تھا۔

محمود۔ ادا یہ کچھ بات نہیں۔ ہمارے ہمسایہ میں ایک عطار رہتا ہے۔ جو کہ ایک ہی بوتل سے تین قسم کی شربت نکال دیتا ہے۔ شربت بنفشہ۔ شربت نیلوفر۔ سکنجبین اور شاید کچھ اور بھی ✤

۲۷۱

تین انگریز دوست اکٹھے ریل میں سفر کرتے تھے۔ کہ راستہ میں ایک ان میں سے سو گیا۔ دوسروں نے دیکھا۔ کہ اس کا ٹکٹ جیب سے باہر آرہا تھا۔ اس نے ٹکٹ لے اپنی جیب میں ڈال لیا۔ تھوڑی دیر کے بعد منزل مقصود پر پہنچے ریل سٹیشن پر ٹھہر گئی۔ اور ٹکٹ کلکٹر کی آواز آئی۔ ٹکٹ۔ لاؤ ٹکٹ لاؤ۔ سویا ہوا مسافر بھی بیدار ہو گیا۔ اور جیب میں ہاتھ ڈال کر دیکھنے لگا۔ اس جیب میں اس جیب میں اور پھر اسی جیب میں ہاتھ ڈالا۔ مگر بے سود تھا۔ دوستوں سے مخاطب ہو کر بولا۔ یارو میرا ٹکٹ کہاں گیا۔ ایک نے کہا۔ ہاں تم نے ہمارے ساتھ ہی تو لیا تھا۔ مگر خیر پھر کرایہ دیدینا۔ کچھ زیادہ نہیں ہے۔ ہاں مگر میرے پاس تو ایک پیسہ بھی نہیں۔ تم دیدو۔ تو میں اپنے مکان پر پہنچکر دیدونگا۔ انہوں نے کہا۔ ہمارے پاس بھی پیسے نہیں ہیں۔ تو پھر کیا کرنا چاہئے۔ ایک نے یہ صلاح دی۔ کہ نشستگاہ کے نیچے گھس جاؤ۔ ٹکٹ کلکٹر ٹکٹ لیجائیگا۔ تو تم نیچے سے نکل آنا۔ اس نے یہ صلاح مان لی۔ اور نیچے گھس گیا۔ اتنے میں ٹکٹ کلکٹر آیا۔ اور ان دونوں نے تین ٹکٹ اس کو دیے۔ اس نے کہا تم دو صاحب ہو۔ اور یہ تیسرا ٹکٹ کس کا ہے۔ انہوں نے کہا وہ ہمارے دوست کا ہے۔ جو نشست کے نیچے بیٹھا ہوا ہے۔ نشست کے نیچے ہی کوئی بیٹھا ہے ٹکٹ کلکٹر بولا ہاں اس کی عادت ہی یہی ہے۔ اور کہکر اسکو باہر نکالا ✤

۴۶۲

کرنل صاحب میں آپ سے اجازت لینے آیا ہوں - کہ میں ان چھٹیوں کے درمیان ایک سیر وشکار کی جماعت کے ہمراہ تفریح طبع کراؤں "

سیر وشکار کی جماعت یا شاید لفٹننٹ تمہارے ہمراہ لیڈیاں بھی ہونگی "

"بیشک جناب "

ہاں اجازت تو دیجاتی ہے - اور یہ بھی امید ہے - کہ تم کو سچی تفریح حاصل ہوگی لیکن خدا کے واسطے میرے نوجوان دوست ہوشیار رہنا کیونکہ کئی سال گذرے ہیں میں بھی اسی طرح (اپنی بیوی کی طرف اشارہ کرکے) اس بڑھیا کے دام فریب میں پھنس گیا تھا ۔

۴۶۳

مریض " تم میرے درد سر کا کس طرح علاج کر سکتے ہو "

حکیم " نہایت سہل طریقہ سے اور پوری ہمدردی کے ساتھ ذرا مجھے اپنے سر کا ایک بال دیدو "

مریض " اچھا لو "

حکیم " غور سے دیکھئے - میں اس بال کو پاک کی ہوئی مٹی میں تو چند سے انوار کو میں اس وقت دبا دونگا - کہ آپ دیکھیں گے - کہ درد فی الفور دفع ہو جائیگا ۔

حکیم " صاحب ٹھہریئے اور ہماری فیس تین آنے ہوئی - وہ دیجائے "

مریض " تین آنے ؟ بہت بہتر یہ دیکھو پیسے میرے ہاتھ میں ہیں - میں بھی ان کو اسی طرح پاک کی ہوئی مٹی میں تو چند سے انوار کو دبا دونگا - اور جوں ہی میرے سر کا درد دفع ہو جائیگا - یہ پیسے اسی ہمدردی کی طرح آپ کی جیب میں خود بخود پہنچ جائینگے -

۴۶۴

ایک مرتبہ ایک بڑے شہر کے ڈاکخانہ میں آگ لگی - آگ بجھانے والے موقعہ پر پہنچکر کام میں مشغول ہو گئے - تماشہ بینوں کا بھی بڑا ہجوم ہو گیا - ایک طرف سے ایک

شخص کی آواز سنی گئی یہ اوست ہے جو پانی پت والی تسلی کو ہی لینا کیونکہ اس روز اس بیچارے نے اپنے دوست کو ایک خط بھیجا تھا۔ اور اس کے لئے تو سارے ڈاکخانہ میں ویسی ضروری اور کوئی چیز نہ تھی ٭

۴۶۵

ایک مرتبہ ایک نقاش کو ایک گرجا گھر میں دیواروں پر نقاشی کرنے کے لئے مقرر کیا گیا۔ گرجا میں پادری صاحب کے ممبر پر ایک عینک پڑی ہوئی دیکھ کر اس نے تمسخر کے طور پر اس کے ایک شیشہ پر ایک مکھی کی تصویر کھینچ دی۔ اور اس کو وہیں رکھ دیا۔ اب پادری کا قاعدہ یہ تھا کہ وہ دو عینکیں رکھا کرتے تھے۔ ایک گھر کے استعمال کیلئے اور ایک گرجا کے واسطے اتوار کی صبح کو عبادت کے لئے جب پادری صاحب نے انجیل کھولی اور عینک لگا کر پڑھنے لگے۔ تو ان کو معلوم ہوا کہ ایک حرف پر مکھی بیٹھی ہوئی ہے۔ پادری صاحب نے مکھی کی طرف ہاتھ ہلایا۔ مگر وہ بدستور وہیں رہی۔ پھر ورق اُٹھایا مگر وہ تب بھی نہ اڑی۔ آخر کتاب بند کر دی پھر جب وہی سطر کھولکر پڑھنا شروع کیا تو مکھی برابر ساتھ سطر پر چلتی ہوئی دکھائی دی پادری صاحب جھنجھلا کر انجیل پر ہاتھ دے مارا۔ جماعت حاضرین یہ حرکت دیکھکر حیران ہوئی۔ ایک نے کہا۔ پادری صاحب آپ کی عینک پر مکھی بیٹھی ہوئی ہے۔ پادری صاحب حقیقت حال معلوم کر کے بہت خفیف ہوئے ٭

۴۶۶

"بیٹی کیا کبھی تم نے میرے ہاتھ جیسے میلے کچیلے دیکھے ہیں۔ جیسے تمہارے ہوتے ہیں"۔ "اماں میں نے تو نہیں دیکھے۔ مگر نانی جان دیکھا کرتی ہونگی"۔

۴۶۷

معشوقہ (نہایت شوخی سے بات کاٹ کر) "اگر تم ہمارے چاند کی قسم کیوں کھاتے ہو۔ کسی ایسی چیز کی قسم کھاؤ۔ جو دنیا میں تم کو سب چیزوں سے عزیز ہو۔ اور جس کے سوا تمہاری زندگی دوبھر ہو جاوے ٭

عاشق :- اچھا تو ب پیاری میں اپنی تنخواہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ میں تم کو تہ دل سے پیار کرتا ہوں ‫!!

۴۶۸

مجسٹریٹ :- مسز نارس تمہارا شوہر شکایت کرتا ہے۔ کہ تم نے اس پر تیل کی کڑاہی پھینک دی ہے ؟

مسز نارس :- جناب ہاں میں نے سنا ہوا ہے۔ کہ جب سمندر جوش میں آتا ہے۔ تو جہاز والے جہاز کے آگے سمندر میں تیل ڈالتے جاتے ہیں۔ اور اس سے پانی کا جوش ٹھنڈا پڑ جاتا ہے ! میرا شوہر نہایت جوش میں تھا جبکہ میں نے اس پر تیل ڈالا !

مجسٹریٹ :- تو کیا اس تجربہ سے پھر تمہارا شوہر ٹھنڈا ہو گیا !

مسز نارس :- ہاں حضور جیسے بچہ سو جاتا ہے !!

۴۶۹

معشوقہ :- میرے پیارے تمہارے ہمراہ زندگی کاٹنے کی خاطر میں سب کچھ چھوڑنے کو تیار ہوں۔ ہاں والدین عزت آسائش اور دولت غرضیکہ سب کچھ۔

عاشق :- تو پھر پیاری میں تم کو کیا کروں گا ۔

۴۷۰

ڈاکٹر :- اب تم بالکل تندرست ہو۔ البتہ ورزش کے لئے بہت ٹہلا کرو۔

مریض :- بہت بہتر ڈاکٹر صاحب آپ کے بل کے لئے روپیہ قرض لینے کیلئے مجھکو اس قدر پھرنا پڑیگا۔ کہ کافی ورزش ہو جائے گی ۔

۴۷۱

پادری :- کیوں بیٹی تم اپنی اماجان کے حکم کی ہمیشہ نہایت فرمانبرداری سے تعمیل کیا کرتی ہو ؟

چھوٹی لڑکی :- ہاں جی اور ایسے ہی اماجان بھی کیا کرتی ہیں !!

پادری :- بہت خوب !!

سلام مسٹر جونس میں آپ کی لڑکی کی طلبگاری کے لئے حاضر ہوا ہوں" ایک نوجوان نے ٹوپی اتار کر ادب کے لہجہ میں کہا۔

مسٹر جونس "کونسی لڑکی کے لئے"

نوجوان۔ صاحب مس میریا کے واسطے جو نہایت حسین ہے"

مسٹر جونس۔ مگر تمہاری امیدیں اور آمدنی کیا کچھ ہیں؟

نوجوان "بس یہی کچھ تین سو پونڈ سال کی باقاعدہ آمدنی ہے۔ اور علاوہ اس کے میں ایک نیک چلن محنتی آدمی ہوں"

مسٹر جونس (مول مسٹر جونس) کیا تم اس آمدنی پر میری لڑکی سے شادی کرنا چاہتے ہو؟"

نوجوان "اور کس قدر آمدنی ہونی چاہئیے؟"

مسٹر جونس۔ جبکہ میں نے شادی کی تھی۔ تو میری آمدنی تو صرف ۵۰ پونڈ سالانہ کی تھی۔ مگر میری بیوی اس میریا سے بہت قریب تھی"

۴۳۷

ایک چھوٹا لڑکا اپنے دوست دوسرے لڑکے سے مخاطب ہوکر۔ میری اماں اگر میں مچھلی کے تیل کا ایک چمچہ ہر روز پی لوں۔ تو دو آنہ روز دیا کرتی ہے" دوست "خوب مگر تم وہ دو آنے ہر روز سے کر کیا کرتے ہو؟" لڑکا "ارے میاں جب میں تیل پی لیتا ہوں۔ تو اماں مجھکو دو آنہ دکھا کر ایک چھوٹے سے صندوق میں انہیں ڈالدیا کرتی ہیں۔ اور جب وہ ڈیڑھ روپیہ کے قریب ہو جاتے ہیں۔ تو پھر ایک اور بوتل لے آتی ہے"

۴۳۸

ولایت میں ایک مرتبہ ایک پادری صاحب ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں میں تبدیل ہونے لگے تو ایک سالخوردہ میم نے ان کی روانگی پر نہایت دردناک الفاظ میں حیرانی کا رنج ظاہر کیا۔ پادری نے سمجھایا۔ کہ جو پادری میری جگہ آئیگا۔ وہ بھی بہت اچھا آدمی ہوگا۔ اس کے جواب میں بوڑھیا نے حسرت بھرے لہجہ میں "نہایت سنجیدگی

بولی والے کمبخت ہر کسو گے کہ یہ کمبخت جھکی نہیں رہتی ۔ بھرا تو اسے بچا کرکے ہو نکو ۔ نہ کہ اندھا کردو گے
وہ بعض اس طرح کہتے ہیں ۔ کہ جہاں لڑکا کھڑا تھا ۔ وہاں چھت میں دراڑ تھی اور ٹیڑھی ہوئی تھی وہ بولی اُسے
ہٹ جاؤ کہیں میرے لڑکے کا دراڑ گرنے سے سر نہ کٹ جائے چنانچہ پنجاب میں "چھت میں دراڑ" ایک مثل ہے

۴۷۸

ایک لیڈی غریبوں کے لئے ایک تھیلی میں چندہ جمع کر رہی تھی جب تھیلی ایک بخیل دولتمند کے سامنے پیش کی ۔ تو اس نے کہا ۔ کہ میں کچھ نہ دونگا ۔ کیونکہ میرے پاس کچھ نہیں ہے ۔ لیڈی نے کہا " اچھا تو اس تھیلی میں سے کچھ لے لو ۔ کیونکہ یہ چندہ غریبوں کے لئے ہی ہو رہا ہے "

۴۷۹

ایک سپاہی کسی منشی کے پاس خط لکھانے گیا ۔ اس نے انکار کیا ۔ پوچھنے جانے پر منشی صاحب نے بیان کیا ۔ کہ ان کے پاؤں میں درد ہے ۔ لہذا خط نہیں لکھ سکتے ۔ سپاہی نے حیرانی سے پوچھا کہ خط کے لکھنے میں پیر کے درد کا کیا واسطہ ؟ آپ جواب میں منشی صاحب نے کہا بھائی تم نہیں جانتے ہیں جو خط لکھا کرتا ہوں ۔ اس کے پڑھنے کے لئے بھی مجھے ہی جانا پڑتا ہے ۔

۴۸۰

ایک تار بابو کی بیوی سخت بدمزاج اور زبان دراز تھی ۔ ایک روز جب وہ کئی گھنٹے بکواس کر چکی اور اس کا شوہر خاموش بیٹھا سنتا رہا ۔ تو آخر اس نے جھنجھلا کر کہا ۔ تم میری بات کا جواب کیوں نہیں دیتے ۔ کس سوچ میں پڑے ہو ؟ شوہر نے ایک منٹ سوچ کر جواب دیا " پیاری میں سوچ رہا تھا ۔ کہ اتنی ہی تار اگر روانہ کی جاتی ۔ تو اس پر پچیس روپے چھ آنے خرچ ہوں ۔

۴۸۱

ایک مراسی نے لوہے کے کڑے بنوا کر پہن لئے ۔ اور کسی طرح مہاراجہ رنجیت سنگھ کے دربار میں پہنچ گیا ۔ اور ایک طرف جا کر مہاراجہ کے پیروں سے اپنے کڑے ملنے شروع کئے ۔ مہاراجہ نے تعجب سے پوچھا کہ یہ کیا حرکت ہے ۔ ہاتھ باندھ کر عرض کی ۔ کہ میں نے سنا ہوا ہے سرکار پارس ہے ۔ اور پارس پتھر اگر لوہے پر چھو جائے تو سونا ہو جاتا ہے ۔ مہاراجہ نے اس کا مطلب سمجھ کر حکم دیا ۔ کہ اس کو ایک جوڑی سونے کے کڑے کی دیدو ۔

۴۸۲

سکھا شاہی کے زمانہ میں ایک مرتبہ ایک سردار صاحب کے گاؤں کے چوپاڑ میں چارپائی پر بیٹھے ہوئے تھے۔ اور واہگورو کی کرپا سے آپ کی داڑھی اور موچھیں اس قدر بڑھی ہوئی تھیں کہ منہ ان میں نظر نہ آتا تھا۔ کہ اتنے میں ایک مراسی کا بھی ادھر سے گذر ہوا۔ اس نے چوپاڑ میں آکر چارپائی کے گرد دو تین چکر لگائے۔ سردار صاحب نے خفا ہو کر پوچھا۔ کہ "میرزادے تو کیا کرتا ہے" مراسی بولا۔ سردار میں اسی سوچ میں تھا۔ کہ آواز کس طرف سے آتی ہے۔ یعنی چاروں طرف داڑھی ہی داڑھی ہے۔ موچھوں کے بالوں میں منہ کا تو پتہ ہی نہیں لگتا۔ کہ کدھر ہے۔

۴۸۳

ایک ناٹک میں تماشا ہو رہا تھا جبکہ مردہ کا سوانگ نکلنے کو تھا تو اس شخص نے جو مردہ بنایا گیا تھا۔ کہا کہ میرے پیٹ میں درد اٹھا ہے۔ کہ اتنے میں پردہ گرا دیا گیا۔ اب مردہ چلا کر کہ رہا ہے۔ کہ دوائی بھیجو۔ ورنہ سچ مچ مرجاؤنگا۔

۴۸۴

ایک بہادر سپاہی ایک مرتبہ کہ رہا تھا۔ کہ میری جرأت کا اندازہ ہو رہا ہے۔ کہ جب میں نے میدان جنگ میں پہلے توپ یا بندوق کی آواز سنی۔ تو میں نے اپنے آپ کو مردہ سمجھ لیا۔ پھر لڑائی کا باقی عرصہ خطرے سے ایسا بے پرواہ ہو کر لڑتا رہا۔ کہ جیسے ایک مردہ ہوتا ہے۔

۴۸۵

ایک لیڈی نے ایک موچی سے جوتا خریدا لیکن اعتراض کیا۔ کہ اس کے تلوے بہت موٹے ہیں۔ موچی نے پوچھا۔ کہ اور کچھ عذر نہیں۔ جواب ملا۔ کہ نہیں۔ تو پھر موچی نے کہا۔ کہ آپ بلا تکلف اس کو لیجائیے۔ تھوڑے استعمال سے گھس کر پتلے ہو جائینگے۔

۴۸۶

ایک فقیر سے کسی شخص نے پوچھا۔ کہ تیرا کیا مذہب ہے۔ اس نے کہا۔ ابھی کوئی نہیں۔ اس نے کہا۔ کہ قیامت کے دن کیا کروگے۔ فقیر بولا۔ کہ جس مذہب کے بہت سے لوگ بہشت میں جاتے دیکھونگا انہیں میں میں بھی مل جاؤنگا۔ میرا بھی یہی مذہب ہے۔

۴۵۷

کسی فقیر نے ایک بیگم صاحبہ کے دروازہ پر سوال کیا۔ اندر سے لونڈی نے جواب دیا کہ گھر میں بی بی نہیں ہیں۔ فقیر نے ظرافت سے کہا کہ "مائی بی بی سے مانگنے نہیں آیا۔ روٹی مانگنے آیا ہوں"

۴۵۸

ایک فقیر نے کسی دنیادار کے دروازہ پر جا کر روٹی کا سوال کیا۔ اندر سے آواز آئی۔ کہ گھر میں آدمی نہیں ہے۔ فقیر بولا۔ دم بھر کے لئے تو ہی آدمی بن جا۔

۴۵۹

ایک دھرم سال کو سورداس (نابینا) جو تب جوان تھے یہی پڑھایا کرتا تھا۔ ایک شاگرد سے ہر روز پوچھتا۔ کہ کیا تمہاری ماں مجھے کبھی یاد کرتی ہے۔ بھولا بھالا لڑکا جواب دیتا۔ کہ سورداس جی نہیں۔ آخر ایک روز لڑکے نے اپنی ماں سے سارا حال بیان کیا۔ کہ کیوں سورداس مجھے ہر روز پوچھتا ہے۔ کہ تمہاری ماں مجھے بھی یاد کرتی ہے۔ عورت تھی ہوشیار۔ سورداس کا مطلب بھانپ گئی۔ اور بیٹے کو سمجھا دیا۔ کہ جواب کے سورداس نے پوچھا۔ تو کہہ دینا۔ کہ اب بہت یاد کرتی ہے۔ اور کہتی ہے۔ کہ آج شام کو ہمارے گھر آئیے۔ لڑکے نے صبح ایسا ہی کیا۔ کیفیت سنکر سورداس جی کی ملاقات کا شوق یا اشتیاق بڑھ گیا۔ وہ بیچارہ چاہتا تھا۔ کہ شام جلدی ہو۔ مگر آفتاب کو آج کوئی غیر معمولی کام نہیں تھا۔ وہ اپنی معمولی رفتار سے چل رہا تھا۔ کہ جوں توں کر کے تیسرا پہر ہوا۔ ابھی دن کوئی ایک آدھ گھنٹہ باقی ہوگا کہ سورداس جی نے برخلاف اپنی شام کی عادت کے حسب معمول گھنٹے بجا کر شروع کر دی۔ لوگ جو دھرم سال کے قریب رہا کرتے تھے۔ حیران ہوکر دوڑے آئے۔ کہ آج کیا وجہ ہے۔ کہ رہو داس دن ہوتے ہی شروع ہو گئی۔ سورداس نے جھنجلا کر کہا۔ کہ شام کو بھی تو یہ بیچارا مصیبت ہم کو ہی کرنی تھی۔ سو ہم اسی وقت فارغ ہو گئے۔ آخر شام ہوئی۔ اور بیچارے اندھے بھگت صاحب محبوب کی راہ لی۔ عورت نے اپنے شوہر کو بھی اس معاملہ کی خبر دے رکھی تھی۔ سورداس کو دیکھ کر اظہار محبت کیا۔ مگر اتنے میں اس کے شوہر کی باہر سے آہٹ سنی گئی۔ عورت نے گھبرا کر کہا۔ کہ میرا شوہر آگیا ہے۔ تم جلدی سے یہ جھول اوڑھ کر گیہوں کا مٹکا

جو چکی پڑا ہے پیسنا شروع کر دو۔ اور جب تک یہ گھر میں رہے پیستے رہو۔ میں کہہ دونگی۔ کوئی
عورت پیسنے والی ہے۔ سنگ آمد و سخت آمد بیچارے نے بمصداق "قہر درویش بر جان درویش"
پیسنا شروع کر دیا۔ اور صبح تک پیستا رہا۔ صبح کو صاحب خانہ آنکھ باہر نکلا۔ تو عورت نے بیچارے
سورداس کو کہا۔ کہ اب دن ہو گیا ہے جلدی دہرم سال کو جاؤ۔ کوئی دیکھ نہ لے۔
آخر بیچارہ اپنی دہرم سال کو لوٹ کر گیا۔ کئی روز کے بعد عورت نے اپنے لڑکے سے پھر پوچھا
کہ اب تو سورداس جی کچھ نہیں پوچھتے۔ آج ان کو کہنا۔ کہ میری ماں پھر سورداس جی کو
بڑا یاد کرتی ہے۔ جب لڑکے نے صبح کو جا کے ایسا کہا۔ تو سورداس نے کھسیانے ہو کر کہا۔
کہ حرامزادی کا چولہا پیسا ہوا آٹا ختم ہو گیا ہوگا۔

۲۹۰

ایک شخص جو اپنے حکم کی تعمیل کو نہایت درستی سے دیکھنے کا شائق تھا۔ ایک روز
اس نے ایک نوکر کو ایک کام پر بھیجا۔ لیکن جب نوکر واپس آیا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ وہ کچھ
اس کام میں اپنی مرضی سے اس سے زیادہ کر آیا ہے۔ جتنا کہ اس کو حکم دیا تھا۔ مالک نے
یہ معلوم کر کے اس کو تنبیہ کی۔ کہ آئندہ جو کچھ ہم کہا کریں۔ بالکل اسی کی تعمیل کیا کرو اپنی
طرف سے کچھ زیادہ نہ کیا کرو۔ کچھ مدت کے بعد ایک روز مالک نے اسی نوکر کو حکم دیا۔ کہ جاؤ دیکھو
ڈاکخانہ میں کوئی ہمارے نام کا پیکٹ آیا ہے۔ نوکر سلام کر کے فوراً دوڑ گیا۔ اور آدھ
گھنٹہ کے بعد آ کر سلام کیا۔ مالک نے پوچھا۔ کیا کوئی ہمارے نام کا پیکٹ نہیں آیا؟ حضور
آیا ہے۔ نوکر نے جواب دیا۔ تم پھر تم لائے کیوں نہیں۔ آقا نے پوچھا۔ نوکر بولا۔ کہ جناب مجھ کو حضور نے
تاکید کی تھی۔ کہ جو حکم ہوا کرے۔ بالکل اسی کی تعمیل ہوا کرے۔ تو چونکہ آپ نے فرمایا۔ کہ
جاؤ دیکھو ہمارے نام کا کوئی پیکٹ تو نہیں آیا۔ تو میری مجال تھی۔ کہ میں اپنے آپ سے پیکٹ
لے آتا۔ مالک یہ دندان شکن جواب سنکر بہت ناراض ہوا۔ اور آخر شرمندہ ہو کر خاموش ہو گیا۔

۲۹۱

ایک لالہ جی کے گھر میں شام کو چور آیا۔ آہٹ پا کر عورت نے کہا۔ زیوروں کا ڈبہ تو نے
باہر طاق میں رکھ چھوڑا ہے۔ جونہی چور اٹھا کر مکان کے پچھلی طرف روانی کے

انبار پر کود جاوے سو کیا ہوگا یہ سنکر چور خوش ہوا۔ کہ کام تو باہر ہی سے بن گیا ہے۔ اندر جانے سے حاصل تہ باہر طاق میں ہاتھ مارا۔ تو وہاں بھڑوں کا چھتا تھا۔ انھوں نے تیم تسبیل کر دیا۔ صبح تک وہیں پڑا رہا۔ صبح مالک خانہ نے اس کو دیکھکر کہا۔ کہ چلو تم کو کوتوالی میں لیجا کر لکھوا دیں۔ چور نے کہا۔ خدا تمہاری باتوں سے محفوظ رکھے ؛

۴۹۲

ایک مکان میں بیراگی اور مراسی مقیم تھے۔ سونے کے وقت کسی نے کہا۔ میرا پارس طاق پر رکھدینا۔ اور میرا کھونٹی سے لٹکا دینا۔ کسی نے کہا۔ سو میرا لنگہ کو سنہرا لنگہ کے نیچے رکھدینا۔ چور نے یہ سنکر رات بھر دیوار بیاڑی۔ خاک بھی نہ ملا ؛

۴۹۳

ایک بنیے نے شادی کی۔ اور شادی کے تین مہینے بعد لڑکا پیدا ہوا۔ یار لوگوں نے بنیے کو قائل کرنا شروع کیا۔ اور لڑکے کو حرامی بتلانے لگے۔ بنیے نے ایک روز اپنے جی میں بچار کی بھلا میں بھی تو ذرہ حساب لگاؤں۔ کہ یہ لوگ کیونکر حرامی کہتے ہیں۔ اب ذرہ حساب ملاحظہ ہو۔ قلم دوات لیکر بیٹھے اور کہا۔ کہ تین مہینے میری شادی کو ہوئے اور تین مہینے میری بی بی کی شادی کو۔ اور تین مہینے کے بعد لڑکا پیدا ہوا۔ تین اور تین چھ اور تین نو میزان سے تو ٹھیک ٹھاک نو مہینے ہوتے ہیں۔ اس میں بال بھر کا فرق نہیں۔ پھر یار لوگ ہمیں کیوں احمق بناتے ہیں۔

۴۹۴

ایک بنگالی بابو صاحب گھر سے سفر میں گئے۔ ۲ سال کے قریب عرصہ گذر چکا تھا۔ کہ ناگاہ ایک روز گھر سے خط پہنچا۔ اور اس میں یہ خوشخبری درج پائی۔ کہ ایشور کی کرپا سے آپ کے یہاں بیٹا پیدا ہوا ہے۔ بابو صاحب یہ خط دیکھ دیکھ کر کچھ متفکر ہو رہے تھے ہمیں تو گھر سے آئے مدت ہو گئی ہے یہ لڑکا کیسا۔ اتنے میں ان کے باپ نے فکر کا سبب پوچھا۔ بابو نے کیفیت سنائی باپ نے کہا۔ اور بیٹا یہ کوئی فکر کی بات نہیں۔ جب تم پیدا ہوئے تھے۔ تو ہم کو گھر سے نکلے پانچ سال گذر گئے تھے

۴۹۵

ایک روز ایک شخص نے ایک پادری صاحب کو جو اس کے بچوں کے استاد تھے

دعوت دی۔ کھانے کے تمام آدمی دسترخوان پر بیٹھے۔ ان میں ایک چھوٹا بچہ تھا۔ جو بہت چھوٹا چھوٹا لقمہ اٹھاتا تھا۔ پادری صاحب نے بطریق مذاق اس کو کہا۔ کہ کیوں بچی۔ بہ روزکا روزہ رکھنے کی تیاریاں کر رہے ہو۔ اس نے کہا۔ جناب۔ بہ روز تو کوئی بڑی بات نہیں ابکی ماں نے کہا "بیٹیا واہیات باتیں نہ کرو" وہ پھر پادری صاحب سے مخاطب ہوکر بولا۔ جناب میرا ایک چچا ہے جو ایک پورا مہینہ پانی پر ہی گزارہ کرتا ہے۔ ماں نے پھر ڈانٹا۔ کہ تم پادری صاحب سے جھوٹی باتیں کہنے سے باز نہیں آتے! لڑکے نے نہایت سنجیدہ چہرہ سے کہا "اماں یہ جھوٹی بات نہیں۔ کیا میرا چچا ایک جہاز کا کپتان ہے۔ نہیں کہا کرتا کہ کئی مرتبہ مہینہ سے بھی زیادہ عرصہ پانی ہی پر رہنا پڑتا ہے

۴۹۶

ایک مرتبہ ایک انسپکٹر صاحب مدارس اپنے علاقہ کے مدارس کا امتحان لے رہا تھا۔ وہ ایک شخص مدرس کی لیاقت اور طریق تعلیم دیکھکر بہت خوش ہوا۔ اور اس نے اس کی ترقی کے لئے سفارش کر دی کیونکہ جو سوال اس کے شاگردوں سے پوچھا جاتا تھا۔ وہ اسی کا نہایت قابل اطمینان جواب دیتے تھے۔ مگر اس کے کسی شاگرد کو ایک سوال نہ بھولا۔ ایک دوسرے مدرس نے جس کے مدرسہ کا نتیجہ اچھا نہیں نکلا تھا۔ اس پر حسد کیا۔ اور اس قدر نمایاں کامیابی کی وجہ دریافت کرنے کے درپے ہوا۔ آخر ایک لڑکے کو مٹھائی دیکر وہ اس قدر معلوم کر سکا۔ کہ احمد کیا تمہارے مدرسے کے سب لڑکوں کو کل سوالات کے جواب آتے تھے؟ نہیں صاحب اس نے جواب دیا۔ مگر میاں جی نے ہم کو سکھلا رکھا ہے۔ کہ جس سوال کا جواب جس کو آتا ہو وہ بایاں ہاتھ کھڑا کرے۔ سو جو دایاں ہاتھ کھڑا کرتے ہیں۔ وہ سوال انہیں سے پوچھتا ہے۔ اور وہ سب بتائے جاتے ہیں۔ اور انسپکٹر صاحب خوش ہو جاتے ہیں ٭

۵۹۷

ایک دوست بڑے تاڈ یار تعطیلیں تو خوب مزے سے گذریں۔ ایں اخیر تو ہے آج یہ خط کیا کہتا ہے۔ اور خوشی کے مارے کپڑوں میں پھولے نہیں سماتے ٭

دوسرا دوست "ہاں دوست آج ہم کو مبارکباد دو۔ فلاں نوجوان خوبصورت مس نے ہمارا شادی کا پیام منظور کر لیا ہے ٭

پہلا دوست:- "اور یار لگے ہاتھ ہم کو بھی مبارکباد دے ڈالو۔ آج ہی اسی مس صاحب نے ہماری درخواست منظور کر لی ہے۔ کہ ہم ان سے شادی نہ کریں گے"!

۴۹۸

ماں (تار پڑھتے ہوئے) ہنری نے اس تار میں لکھا ہے۔ کہ فٹ بال کا میچ ختم ہو چکا ہے اور میری تین ہڈیاں ٹوٹ گئی ہیں۔ باپ۔ (شوق سے) کیا اس نے کوئی انعام بھی حاصل کیا ہے ماں۔ یہ تو اس نے نہیں لکھا"! باپ (مضطرب ہو کر) یہ لڑکا سوائے اپنے اور کسی شخص کا خیال نہیں کرتا۔ میرے خیال میں کل کے اخبار تک ہمیں انتظار کرنا چاہئے!

۴۹۹

امیدوار۔ کیوں جناب مجھ سے پہلے جو شخص اس جگہ یہ کام کرتا تھا۔ وہ کیوں چھوڑ کر چلا گیا دوکاندار۔ بعض اوقات ایسے ضرورت سے زیادہ تیز ہوتا تھا۔ امیدوار۔ مگر میں نے اسے چند مرتبہ دیکھا ہے۔ اور مجھے اس کی بینائی میں کوئی خرابی نظر نہیں آئی۔ واقعی بڑے تعجب کی بات ہے۔ دوکاندار۔ دراصل بات یہ ہے کہ ہمارے کاؤنٹر کے پیچھے بیٹھنے کے بعد اکثر اوقات اسے کیش بکس (گولک) نظر نہ آتا تھا۔

۵۰۰

ایک مشہور مصور سے ایک بار کسی شخص نے سوال کیا۔ "کیا تمہارے خیال میں فنون لطیفہ کے طالب علموں کا براعظم (یورپ) میں رہنا مفید ہو گا۔ اس نے جواب دیا کہ بلاشبہ یورپ میں عام طور پر مناظر بہت اچھے ہیں۔ مگر میں پیرس کو مستثنیات میں شامل سمجھتا ہوں۔ اس بیان کی تشریح کرنے کے لئے اس نے ایک لڑکے کی مثال بیان کی جس نے ۲ سال پیرس میں رہ کر اپنے والد کو لکھ بھیجا تھا۔ کہ میں نے اب کام شروع کرنے کا ارادہ کر لیا ہے۔ مہربانی سے مجھے اطلاع دیجئے۔ کہ میں پیرس میں مصوری سیکھنے کے لئے آیا تھا یا معماری یا موسیقی؟"

—— ۱۴۰ ——